بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

مجموعہ رسائل

(حصہ سوم)

پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ہدایت

حضرت علامہ **سید احمد علی شاہ** سیفی نقشبندی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

مجموعہ رسائل

(حصہ سوم)

پیر طریقت، رہبر شریعت، آفتاب ہدایت

حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : مجموعہ رسائل (حصہ سوم)

تصنیف وتالیف : پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت
حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی نقشبندی

اوراق بندی : جمیل برادرز (Cell : 0332-2316945)

طباعت اوّل : ستمبر ۲۰۰۷ء رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

ناشر : جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی

ہدیہ : ۸۰ روپے

Marfat.com

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۳	المسئلۃ البیضاء فی حیات الانبیاء حیات الانبیاء قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱
۷۰	کلام الموتیٰ (مُردے بولتے ہیں)	۲
۸۴	قبر، برزخ اور عذابِ قبر کی تحقیق	۳
۱۰۱	الحکم الشاق علی عُنق العاق (حصہ دوم) عاق کا شرعی حکم	۴
۱۲۷	قبر کے گرد تبرکاً گھومنے کا شرعی حکم	۵
۱۲۹	سیف الرحمٰن علی منکرِ قیوم الزمان (بندہ کب قیوم الزمان بنتا ہے؟)	۶
۱۷۷	برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی	۷
۱۹۹	استمدادِ اولیاء	۸
۲۰۳	الکواکب فی حلق الشوارب (مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم)	۹
۲۱۰	نعت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز	۱۰

Marfat.com

اَلمسئلة البیضاء فی حیات الانبیاء

حیات الانبیاء قرآن وحدیث کی روشنی میں

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی رفع اھل الحق وضع اھل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلوٰۃ والسلام علی نبینا وسیّدنا وسندنا ووسیلتنا فی الدارین محمّد النبی المکمل الاکمل وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ جاھدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل وعلیٰ التابعین الذین ناظروا لاظھار الحق واخفاء الباطل وعلیٰ تبعھم الذین لایخافون لومۃ لائم فی احقاق الراسخ وابطال الباطل الزائل اللّٰھمّ انا نسئلک الفتح والغلبۃ فی المناظرات مع اھل الباطل بجاہ الرسول الاکمل

امابعد!

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حق و باطل کا مقابلہ ہوا ہے اور اہلِ حق کے مقابلے میں اہلِ ہواء ہر دَور میں تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اہلِ ہواء کو ذلیل ورسوا اور تباہ و برباد کیا ہے۔ اور حق اور اہلِ حق کو اللہ تعالیٰ نے فتح اور غلبہ عطا کیا ہے۔ اور اسی طرح اس دَور میں بہت اہلِ ہواء ظاہر ہو چکے ہیں جنہوں نے رنگا رنگ لباس اور نظریات میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہے۔ بعض اہلِ (ہواء) سلفِ صالحین کے دشمن ہیں۔ اور اُن کے خلاف خرافات اور بے ہودہ قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اور سنی مسلمان

Marfat.com

صحیح العقیدہ بھی ان کے خرافات سے محفوظ نہیں بلکہ اُن کو بھی بدعتی اور مشرک کہتے ہیں۔ کیونکہ سُنی مسلمان سلفِ صالحین کی اتباع اور اُن کی تقلید کرتے ہیں۔ اور تقلید کرنا کوئی نارواء کام تو نہیں ہے بلکہ یہ تو واجبات میں سے ہے۔ تمام امت کا تقلید کے جواز پر اجماع ہے۔ جیسا کہ حجۃ الخلف مفسرِ قرآن محدّث کبیر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من يعتدّ منها على جواز تقليدها الىٰ يومنا هذا.

(حجة الله البالغه ج ا ص ۱۵۴)

صاحبِ ہدایہ بھی اس طرح لکھتے ہیں کہ۔

لان على العامى الاقتداء بالفقهاء لعدم الاهتداء.

(ہدایہ کتاب الصوم، ج ا، ص ۳۲۶)

بعض اہلِ ہواء بدمذہب، رسول اللہ ﷺ کی سُنتوں کو بدعت کہتے ہیں۔ مثلاً کسی نے عمامہ شریف باندھا تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بدعتیوں کا شعار ہے۔ افسوس صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو عمامہ شریف کو بدعتیوں کا شعار کہتے ہیں۔ حالانکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پگڑی (عمامہ شریف) کے بارے میں ان الفاظ (باب ما جاء فی عمامة النبی ﷺ) سے ایک مستقل باب باندھا ہے۔ (شمائل ترمذی ص ۸) اور میں حیران اس بات پر ہوں کہ یہ لوگ سنت کے کہتے ہیں۔ ان اہلِ ہواء کا یہ طریقہ ہے کہ قرآن کریم میں جو آیات مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں اُن کو صادق اور صحیح العقیدہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ اور جہاں بتوں کا ذکر آتا ہے وہاں وہ اولیاءِ کرام پر چسپاں کرتے ہیں جو کہ پہلے خوارج کا طریقہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرف اپنے اس اثر کے ذریعے اشارہ کیا ہے۔

Marfat.com

وکان ابن عمر رضی اللہ تعالی عنه یراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج والملحدین بعد اقامة الحجة)

بعض اہلِ ہواء ندائے انبیاءِ کرام بالخصوص ندائے یارسول اللہ کو شرک کہتے ہیں حالانکہ یہ صحابہ کرام کا شعار تھا۔ اور بعض تو ''یارسول اللہ کہنے'' کو زنا سے بھی بدتر کہتے ہیں جیسے منیر شاکر زندیق نے کہا ہے۔

اور بعض اہلِ ہواء انبیاءِ کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں حالانکہ یہ بہت بڑا جُرم ہے۔ اور ایسا جُرم ہے کہ اس کے مرتکب کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ جیسا کہ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے اور اسی طرح قاضی خان نے بھی لکھا ہے کہ۔

اذا عاب الرجل النبی ﷺ فی شیٔ کان کافرا...اھ (قاضی خان برهامش هندیه ج ۳ ص ۵۷۴ باب مایکون کفرامن المسلم ومالایکون)

اور صاحبِ بزازیہ نے اس طرح لکھا ہے: ولو عاب نبیًا کفر. (فتاویٰ بزازیه برهامش هندیه ج ۶ ص ۳۲۷) بعض اہلِ ہواء حیاتِ انبیاء کے منکر ہیں جبکہ یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اور بعض اہلِ ہواء عذابِ قبر کے منکر ہیں۔ اور اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ اور ہر دَور میں اہلِ حق علماءِ کرام نے اس کا رد کیا اور اُن کی گمراہی کا سدِ باب کرتے ہوئے مختلف رسائل اور کتب تصانیف کی ہیں۔ اور اس دَور میں بھی علماءِ حق کو ان کی گمراہیوں کا سدِ باب کرنا چاہیئے جس طرح بھی ممکن ہو۔ چاہے تقریرًا ہو یا تحریرًا بلکہ علماءِ اہلِ حق پر واجب ہے کہ اُن پر دلائل قائم کریں۔ جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے لکھا ہے کہ اہلِ ہواء پر دلائل قائم کرنا یہ بدعتِ واجبہ ہے۔

ولفظهٗ هذا فقد تکون ای البدعة واجبة کنصب الادلة لردّ علی

Marfat.com

اھل الفرق الضالة۔۔ا ھ

(رد المحتار ج ١ ص ٤١٤ مطلب البدعة علی خمسة اقسام)

لہٰذا اس فقیر نے اہلِ ہواء کی گمراہیوں کو دیکھتے ہوئے اُن پر دلائل قائم کیے ہیں۔ اللہ رب العزت ان دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو نفع وہدایت پہنچائے۔

وماتوفیقی الا باللہ

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اس مسئلے میں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں۔ بعض لوگ حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا انکار کرتے ہیں جو حیاتِ انبیاء کا منکر ہو اس کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: سیّد سراج الحق شاہ

الجواب ومنه الصدق والصواب.

ہمارے اہلِ سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام بالخصوص رحمة للعٰلمین ﷺ حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں۔ اذان واقامت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور روزہ رکھتے ہیں۔ اور حج کرتے ہیں۔ اور سُنتے، دیکھتے، جانتے اور کلام فرماتے ہیں۔ اور سلام پیش کرنے والوں کو جواب دیتے ہیں۔ چلتے ہیں پھرتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرفات فرماتے ہیں۔ اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اور مستفیضین کو فیوضات وبرکات پہنچاتے ہیں۔ اس عالم دنیا میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور کئی خوش نصیب حضرات کو ان کا دیدار بارہا نصیب ہوا ہے۔ حیاتِ انبیاء کے مسئلے میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے بعض دلائل ہم پیش کرتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبرا:

وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الھة یعبدون. (الزخرف: ۴۵)

اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے بھیجا آپ سے پہلے، پوچھ لیجئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جائے''۔

دلیل نمبر۲:

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی برکنا حولہٗ لنریہ من ایٰتنا انہ ھو السمیع البصیرہ. (بنی اسرائیل)

پاک ہے وہ ذات جو لے گیا اپنے محبوب کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف وہ (مسجدِ اقصیٰ) جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں۔ تا کہ ہم دکھائیں (اپنے محبوب کو) اپنی نشانیاں بے شک وہ (اللہ) دیکھنے والا اور سننے والا ہے۔ یعنی وہ اللہ جل جلالہ اپنے محبوب کے اقوال وافعال کو جانتا ہے۔

دلیل نمبر۳:

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون. (بقرہ)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کی نسبت یہ نہ کہو کہ وہ مُردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے''۔

Marfat.com

دلیل نمبر۴:

بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتاهم اللّٰه من فضله... الخ (آل عمران)

بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے رب کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے خوش ہیں اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہے۔

دلیل نمبر۵:

فلمّا قضینا علیه الموت مادلّهم علی موته الادابة الارض تاکل منساته فلمّا خرّ تبینت الجنّ... الخ (سبا)

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر دیمک کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنّات کو حقیقت معلوم ہوئی۔

اس آیت سے بھی بطریقِ دلالۃ النص حیات الانبیاء کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ جب کیڑوں نے مضبوط ترین اور سخت ترین عصا سلیمانی کو کھا لیا تو جسم عنصری کا کھانا اس سے کہیں سہل اور آسان تھا مگر اس کے باوجود جسم کا ٹکا رہنا بلکہ محفوظ ہونا حیات کی صریح دلیل ہے۔ اسی طرح آیت میں ذکر شدہ ''خرور سلیمان'' سے بھی حضراتِ انبیاء کی حیاتِ مبارکہ پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے زمین پر آجانے کو ''خر'' کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے مگر اس کو ''سقط'' سے تعبیر نہیں فرمایا کیونکہ ''خــر'' کا لفظ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں جہاں کہیں بھی مذکور ہے وہ زندہ انسان کے جھک جانے یا گر جانے کیلئے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مثلاً:

Marfat.com

''وخرّوا له سجّدًا'' (یوسف:۱۰۰)

سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔

فلمّا تجلی ربه للجبل جعلهٗ دکّا وخرّ موسیٰ صعقًا (اعراف:۱۴۳)

پس ان کے رب نے جو اِن پر تجلی فرمائی، تجلی نے ان کے پرخچے اڑادیے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے''۔

لہٰذا حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسدِ اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا ہے وہ قرآن کے معارف اور علوم سے ناواقف ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: مصنفہ مولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی)

دلیل نمبر۶:

ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریة من لقائه۔

تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو (اللہ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو توریت کتاب عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پُرنور ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔

دلیل نمبر۷:

ولو انهم اذظلموا انفسهم جآءوک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیمًا۔ (النساء:۶۴)

اور اگر جس وقت وہ اپنا نقصان کر بیٹھے تھے اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ سے معافی چاہتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی چاہتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا، رحمت کرنے والا پاتے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۸:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (اے حبیب ﷺ) مگر رحمت واسطے تمام جہان کے۔

دلیل نمبر ۹:

واذا جآء ک الذین یؤمنون بایٰتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسه الرحمة۔ (الانعام:۵۴)

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی کرنا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان کی دولت کے ساتھ بارگاہِ نبوت پر حاضر ہو، اس کے لیے خُداوندِ قدوس کا اپنے رسولِ رحمت ﷺ کو حکم ہے کہ آپ اس کو السلام علیکم کی دُعا کے ساتھ رب کی رحمت و مغفرت کا پیغام پہنچایئے تو حق تعالیٰ کا یہ حکم دونوں حالتوں (ماقبل الموت ومابعد الموت) کے لیے عام ہے یعنی رہتی دنیا تک کیلئے یہ حکم باقی ہے جس طرح قرآنِ کریم کی دیگر آیات کے بارے میں یہ اصول مسلّم ہے کہ اگرچہ ان کے نزول کا واقعہ خاص ہے لیکن ان کا حکم قیامت تک کیلئے جاری وباقی ہے، اسی طرح اس آیت مبارکہ میں بھی یہ حکم قیامت تک کیلئے ہے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: لمولوی یوسف لدھیانوی دیوبندی)

دلیل نمبر ۱۰:

النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم وازواجهٗ اُمّھٰتھم (الاحزاب:۳۲)

Marfat.com

یہ نبی (مکرم ﷺ) مؤمنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں۔

دلیل نمبر۱۱:

عن انس رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ ﷺ: الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلّون. رواه ابویعلیٰ البزار ورجال ابی یعلیٰ ثقات۔

(مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۱۱، ولسان المیزان: حسن بن قتیبه: ص ۲۴۶، مسند ابو یعلیٰ ج۶ حدیث ۳۴۲۵، فتح الباری ج۶ ص۴۸۷، المطالب العالیه ج۳ ص ۲۶۹، احادیث صحیحه للالبانی حدیث ۶۲۱، الجامع الصغیر ص ۱۲۴، تکمله فتح الملهم ج۵ ص۲۸، بیهقی حیات الانبیاء ص ۳، الحاوی للفتاوی ج۲ ص۱۴۸، خصائص الکبریٰ ج۲ ص ۲۸۱، مسند بزار ص ۲۵۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (حضرات) انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو روایت کیا ہے ابویعلیٰ اور مسند بزار نے اور ابو یعلیٰ کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر۱۲:

عن ابی هریرة رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول اللہ ﷺ: من صلّی علیّ عند قبری سَمِعته ومن صلّی علیّ نائیًا اُبلغتهٗ.

Marfat.com

(رواه البیھقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ ص ۸۷، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۸۰، کنز العمال ج ۱ ص ۴۹۲ و ۴۹۸ اتحاف السادۃ المتقین زبیدی ج ۳ ص ۲۸۹، تفسیر درِ منثور ج ۵ ص ۲۱۹، فتح الباری ج ۶ ص ۴۸۸، الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۱۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے میری قبر کے پاس مجھ پر دُرود پڑھا، میں خود اس کو سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۳:

عن اوس بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی ﷺ قال انّ من افضل ایّامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم علیہ السلام وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصّعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوٰۃ فانّ صلوٰتکم معروضۃ علیّ. قالوا: یارسول اللہ! کیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت ای یقولون قد بلیت، قال انّ اللہ عزّ وجلّ قد حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیھم السلام۔

(اخرجہٗ ابو داؤد فی السنن، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ ج ۱ ص ۲۷۵، ونسائی فی السنن، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلوٰۃ علی النبی ﷺ یوم الجمعۃ ج ۱

Marfat.com

ص ۲۰۳ ، ۲۰۴ ، المستدرک للحاکم ج ۴ ص ۵۶۰، کنز العمال ج ۸ ص ۳۶۸، ابن ماجه ص ۷۶، شرح الصدور ص ۳۱۶، سنن کبریٰ للبیهقی ج ۳ ص ۲۴۹، کتاب الروح لابن قیم ص ۶۳ ، مسند احمد ج ۴ ص ۸)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اس دن ان کا انتقال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن دوبارہ زندہ کیا جائے گا (جمعہ کے دن) مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو بے شک تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا صلاۃ وسلام آپ کے انتقال کے بعد آپ کو کیسے پہنچے گا جبکہ آپ کا جسدِ مبارک خاک میں مل چکا ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر انبیاءِ کرام کے جسموں کو حرام کر دیا۔

دلیل نمبر ۱۴:

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه انّ رسول الله ﷺ قال ما من احد یسلّم علیّ الا ردّ الله علیّ روحی حتی اردّ علیه السلام۔

(رواه ابو داؤد واحمد فی السنن، کتاب المناسک، باب زیارة القبور ج ۲ ص ۲۱۸، حدیث نمبر ۲۰۴۱، واحمد بن حنبل فی المسند ج ۲ ص ۵۲۷ حدیث نمبر ۱۰۸۲۷،

Marfat.com

والبیھقی فی السنن الکبریٰ ج۵ ص ۲۴۵، ترغیب وترھیب ج۲ ص ۴۹۹، کنز العمال ج ۱ ص ۴۹۸ حدیث نمبر ۲۲۰۰، مجمع الزوائد ج۱۰ ص ۱۶۲)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح لوٹا دی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ میں سلام کہنے والوں کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

دلیل نمبر۱۵:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ انّ للّٰه ملائکة سیّاحین فی الارض یبلّغونی عن امتی السّلام۔

(نسائی ج ۱ ص ۱۸۹، مسند احمد ج ۱ ص ۴۴۱، ابن ابی شیبه ج۲ ص ۵۱۷، موارد الضمان ص ۵۹۴، مشکوٰۃ ص ۸۶، البدایه والنهایه ج ۱ ص ۱۵۴، الجامع الصغیر ج ۱ ص ۹۳، خصائص کبریٰ ج۲ ص ۲۸۰، الاحسان بترتیب ابن حبان ج۳ ص ۸ حدیث نمبر ۹۰۱، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک زمین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے ملائکہ مقرر ہیں جو مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر۱۶:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول اللهﷺ یقول: وصلّوا علیّ فانّ صلوٰتکم تبلغنی حیث کنتم۔

(مسند احمد ج۲ ص۳۶۷، ابو داؤد ج ۱ ص ۲۷۹، خصائص کبریٰ ج۲ ص ۲۸۰، مشکوٰۃ ص ۸۶، فتح الباری ج۶ ص ۴۸۸)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتﷺ سے سُنا آپ نے فرمایا کہ: مجھ پر دُرود پڑھو، کیونکہ مجھ تک تمہارا دُرود پہنچتا ہے چاہے تم جہاں بھی ہو۔

دلیل نمبر۱۷:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول اللهﷺ یقول: والذی نفس ابی القاسم بیدهٖ لینزلنّ عیسیٰ ابن مریم.... ثم لئن قام علیٰ قبری فقال یامحمّد: لاجبتهٗ. قلت هو الصحیح باختصار.

(رواه ابو یعلیٰ ورجاله رجال الصحیح ۔مسند ابو یعلیٰ ج ۱۱ ص ۴۶۲ حدیث نمبر ۶۵۸۴، مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۱۱، المطالب العالیه ج۴ ص۲۳، باب حیاته فی قبره ج۴، ص ۳۴۹، الحاوی للفتاویٰ ج۲ ص ۱۴۸، خصائص کبریٰ ج۲ ص ۲۸۰، روح المعانی ج۲۲ ص ۳۵)

حضرت ابوہریرۃ ر[ضی] اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورﷺ کو یہ

Marfat.com

فرماتے ہوئے سُنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابو القاسم ﷺ کی جان ہے کہ البتہ نازل ہوں گے حضرت عیسیٰ بن مریم۔۔۔۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یہ کہیں گے: یا محمد! تو میں ان کو جواب دُوں گا۔

دلیل نمبر ۱۸:

عن ابی هريرة رضی الله تعالى عنه قال قال النبی ﷺ ليلة اسری بی لقيت موسیٰ فنعتهٗ فاذا رجل حسبته قال مضطرب رجل الرأس كأنّهٗ من رجال شنؤنة قال ولقيت عيسیٰ فنعتهٗ النّبیُّ ﷺ فقال ربعة احمر كأنّما خرج من ديماسٍ يعنی الحمّام ورأيت ابراهيم وان اشبه ولدهٖ به۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۹، ۴۸۱. ج ۲ ص ۶۸۴، ۸۳۶، ۸۳۸، صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۶، ترمذی ج ۲ ص ۱۴۱، مصنف عبدالرزاق ج۵ ص ۳۲۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۲، نسائی ج ۲ ص ۳۲۹، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۲ ص ۲۲۱)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ (حضرت ابو ہریرۃ) نے فرمایا کہ پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا اور کہا: پس وہ جوان تھے، میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: کسی قدر گھنگریالے بالوں والے تھے، ایسے جیسے کہ قبیلۂ شنوہ کے مرد ہوتے ہیں، فرمایا اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا، پھر آپ نے ان کا حُلیہ

Marfat.com

بیان فرمایا اور کہا: وہ چوڑے جسم کے سُرخ رنگ کے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی غسل خانہ سے نکل کر آئے ہیں، اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱۹:

عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنهما قال قال النبی ﷺ رأیت عیسٰی وموسٰی وابراهیم، فامّا عیسٰی فاحمر جعد عریض الصدر وامّا موسٰی فادم جسیم سبط کأنّه من رجال الزطّ۔

(صحیح بخاری ج ا ص ۴۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (شبِ معراج میں) میں نے حضرت عیسٰی، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، پس حضرت عیسٰی تو سُرخ رنگ، پُرگوشت جسم اور چوڑے سینے والے تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ اور موزوں ساخت والے تھے، وہ ایسے تھے جیسے (سوڈان) کے طویل القامہ زط ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲۰:

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنه انّ رسول اللہ ﷺ قال مررت علی موسٰی لیلة اسری بی عند الکثیف الاحمر وهو قائم یصلّی فی قبره۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند احمد ج۵ ص ۵۹، مسند

احمد ج ۳ ص ۱۴۸، ۲۴۸، سنن نسائی ج ا ص ۲۴۲، کنز العمال ج ۱ ا ص ۵۱۸ تلخیص الجیر ج ۲ ص ۱۲۶ ا الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ا ص ۲۱۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو وہ سُرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

دلیل نمبر ۲۱:

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت کنت ادخل بیتی الّذی فیه رسول الله ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انّما هو زوجی وابی فلمّا دفن عمر رضی الله تعالیٰ عنه معهم فوالله ما دخلته الا وانا مشدودة علیّ ثیابی حیاء من عمر۔

(مشکوٰة ص ۱۵۴، فتاوی مظهریه ص ۴۲۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرے میں جس میں حضور اکرم ﷺ مدفون ہیں، بلا حجاب داخل ہو جاتی تھی اور میں سمجھتی تھی کہ ایک تو میرے شوہر ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد، پس جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین ہوئی تو اللہ کی قسم میں اس حجرے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیا کی وجہ سے بغیر پردہ کبھی نہ جاتی تھی۔

دلیل نمبر ۲۲:

عن سعید بن المسیّب قال لم ازل اسمع الاذان والاقامة فی قبر

Marfat.com

رسول الله ﷺ ایام الحرة حتی عاد النّاس۔

(خصائص کبری ج ۲ ص ۲۸۱، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۴۸، بحواله دلائل النبوة زرقانی ج ۵ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں، میں حضور ﷺ کی قبر شریف سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا رہا یہاں تک کہ لوگ واپس آ گئے۔

دلیل نمبر۲۳:

عن ابی الدرداء رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ أكثروا الصلوٰة علیّ یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة وان احدا لن یصلی الا عرضت علیّ صلاته حتی یفرغ منها قال: قلت! وبعد الموت؟ قال: وبعد الموت ان الله حرّم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء فنبیّ الله حی یرزق روال ابن ماجة باسنادصحیح۔

(سنن ابن ماجه كتاب الجنائز باب ذكر وفاته و دفنه ﷺ ج ۱ ص ۵۲۴ حدیث نمبر ۱۶۳۷، الترغیب والترهیب ج ۲ ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۲۵۸۲، مصباح الزجاجة ج ۲ ص ۵۹ حدیث نمبر ۶۰۲)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ دُرود بھیجا کرو، یہ یوم مشہود ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی شخص جب بھی مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اس

Marfat.com

کے فارغ ہونے تک میرے سامنے اس کا دُرود مجھے پیش کر دیا جاتا ہے

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اور موت کے بعد (کیا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیاءِ کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۴:

عن ابن عمر رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ: من زار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔

(رواه الطبرانی، المعجم الکبیر، الدار قطنی عن حاطب فی السنن ج ۲ ص ۲۷۸ حدیث نمبر ۱۹۳، شعب الایمان للبیهقی ج ۳ ص ۴۸۹ حدیث نمبر ۴۱۵۴، مجمع الزوائد للهیثمی ج ۴ ص ۲)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

دلیل نمبر ۲۵:

عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ لقد رأیتنی فی الحجر، وقریش تسألنی عن مسرای، فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم أُثبتها، فکربت کربة ما کربت مثلهٔ قط، قال: فر فعه الله لی أنظر الیه. ما یسألو نی عن شئ الا

Marfat.com

أنباتهم به. وقد رأيتني في جماعة من الانبياء، فإذا موسىٰ عليه السلام قائم يصلّي، فإذا رجلٌ ضربٌ جعد كأنه من رجال شنوئة. وإذا عيسى ابن مريم عليهما السلام قائم يصلّي، اقرب النّاس به شبها عروة بن مسعود الثقفي. وإذا إبراهيم عليه السلام قائم يصلّي، أشبه النّاس به صاحبكم (يعني نفسهٗ) فحانت الصلاة فأممتهم فلمّا فرغت من الصلاة، قال قائل: يا محمّد، هٰذا مالك صاحب النّار فسلّم عليه. فالتفت إليه فبدأني بالسلام۔

(رواه مسلم. الصحيح المسلم كتاب الإيمان باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال ج ۱ ص ۱۵۶ حديث نمبر ۱۷۲، النسائی فی السنن الکبرٰی ج۶ ص ۴۵۵ حديث نمبر ۱۱۴۸۰، مسند ابو عوانه ج ۱ ص ۱۱۶ حديث نمبر ۳۵۰، المسند المستخرج علی صحيح الإمام المسلم ج ۱ ص ۲۳۹ حديث نمبر ۴۳۳، فتح الباری العسقلانی ج ۶ ص ۴۸۷)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا اور قریش مجھ سے واقعۂ سفرِ معراج کے بارے میں سوالات کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ چیزیں پوچھیں جنہیں میں نے محفوظ نہیں رکھا تھا جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے اتنا کبھی پریشان نہیں ہوا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اُٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ وہ مجھ سے بیت

Marfat.com

المقدس کے متعلق جو بھی چیز پوچھتے میں (دیکھ دیکھ کر ان کو بتا دیتا اور میں نے خود کو گروہ انبیاءِ کرام علیہم السلام میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، اور وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں کی طرح گھنگریالے بالوں والے تھے اور پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عروہ بن مسعود ثقفی ان سے بہت مشابہ ہیں، اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور تمہارا دوست (یعنی خود حضور علیہ السلام) ان کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ پھر نماز کا وقت آیا، اور میں نے سب انبیاءِ کرام کی امامت کروائی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا: یہ مالک ہیں جو جہنم کے داروغہ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے پہلے مجھے سلام کیا۔

دلیل نمبر ۲۶:

علامہ امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وفی الفتاوی الرّملیة الانبیآء والشهدآء والعلماء لایبلون والانبیآء والشهدآء یاکلون فی قبورهم ویشربون ویصلّون ویصومون ویحجون۔ (زرقانی علی المواهب ج۵ ص ۳۳۴)

فتاویٰ رملیہ میں ہے کہ انبیاء اور شہداء اور علماء نہیں بوسیدہ ہوتے اور انبیاء اور شہداء اپنی قبروں میں کھاتے پیتے اور نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے اور حج کرتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۲۷:

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ۔

إنه ﷺ حیٌ فی قبرہٖ کسائر الانبیآءِ فی قبورھم وھم احیآء عند ربھم وإنّ لارواحھم تعلقا بالعالم العُلویّ والسفلیّ کما کانوا فی الحال الدّنیویّ فھم بحسب القلب عرشیّون وباعتبار القالب فرشیّون واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلمُ باحوالِ اربابِ الکمال۔ (شرح شفاء شریف ج ۲ ص ۱۴۲)

بے شک وہ نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ سارے انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اور بیشک ان کی ارواح کا تعلق عالم علوی اور عالم سفلی سے اسی طرح قائم رہتا ہے جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ اس معاملہ میں قلب کے اعتبار سے عرشی اور قالب کے اعتبار سے فرشی ہوتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اربابِ کمال کے احوال کو زیادہ جانتا ہے۔

دلیل نمبر ۲۸:

علامہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إن الأنبیاء لایموتون وإنھم یصلون ویحجون فی قبورھم و إنھم احیآء۔ (فیوض الحرمین ص ۲۸)

بے شک انبیاءِ کرام نہیں مرتے اور بے شک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اورنماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر۲۹:

إنَّ اللـه تعـالی یُعطی لارواحهم قوّة الاجساد فیذهبون من الأرض والسّمآء والجنّة حیثُ یشاء ون وینصُرون اولیآء هم ویُدمّرون اعدآء هم. انشآء الله تعالی۔

(تفسیر مظهری ج ا ص ۱۵۲)

بے شک اللہ تعالیٰ انبیاءِ صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوت عطا فرماتے ہیں تو وہ زمین آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر۳۰:

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں۔

ولاشک ان حیـاة الأنبیـآء علیهم السّلام ثابتةٌ مَعلومةٌ مستمرّة وَنبیّنا ﷺ افضلهم بالنصوصِ والاجماعِ (وإذ کان کذلک ینبغی) یجبُ أن تکون حیاته اکمل واتمّ من سآئرهم أی الأنبیاء علیهم السلام۔

(زرقانی علی المواهب ج۸ ص ۳۰۹)

بلا شک وشبہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات ثابت شدہ حقیقی ویقینی اور دوامی ہے اور ہمارے نبی ﷺ ان سب سے افضل ہیں نصوص اور اجماع کے ساتھ تو لازم وضروری ہے کہ آپ کی حیات بھی تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات سے اکمل واتم ہو۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۳۱:

دیوبند کے تمام بڑے بڑے علماء کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ۔

فھو ﷺ حیٌّ فی قبرہ الشریفِ یتصرّفُ فی الکونِ باذن اللہ تعالٰی کیف شاء۔ (المہند ص ۲۸)

وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہان میں جیسے چاہتے ہیں باذن اللہ تصرّف فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۲:

استاذ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر البغدادی الفقیہ الاصولی شیخ الشافعیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال المتکلمون المحققون من اصحابنا أن نبیّنا ﷺ حیٌّ بعد وفاتہ وإنّہ یسر بطاعات امّتہ ویحزن بمعاصی العُصاۃ منھم وإنّہ تبلغہ صلاۃ من یصلّی علیہ من أمّتہٖ۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۴۸۴)

ہمارے تمام متکلمین اور محققین علماء شافعیہ کا فرمان ہے کہ بیشک ہمارے نبی کریم ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہوں سے غمگین ہوتے ہیں اور بے شک آپ کی امت میں سے جو آپ پر درود بھیجے اس کا درود آپ کو پہنچتا ہے۔

دلیل نمبر ۳۳:

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دیوبند فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ونُقل عن مالک رحمه الله تعالٰی أنّ احترام النبی ﷺ بعد وفاتہ ایضا کما کان فی حیاتہٖ وفی البیهقیّ عن انس و صحّحه ووافقه الحافظ فی المجلّد السادس أن الأنبیآء أحیاء فی قبورهم یصلون معناه أن أرواح الأنبیاء علیهم السلام لیست بمعطّلة عن العبادات الطیّبة والأفعال المبارکة بل هم فی قبورهم ایضا کم کانوا مشغولین حین حیاتهم فی صلاةٍ وحجّ وکذلک حال تابعیهم علی قدر المراتب۔

(فیض الباری ج۲ ص ٦۴)

امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ بیشک نبی علیہ ﷺ کا ادب واحترام آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی لازم ہے جیسا کہ آپ کی حیات میں تھا اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس کی تصحیح بھی کی اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری کی جلد ششم میں اس کی موافقت کی ہے کہ (حضور علیہ ﷺ نے فرمایا) بے شک تمام انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں معنی اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ارواح عبادات اور افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات کرتی ہیں جس طرح ظاہری حیات میں نماز، روزہ، حج وغیرہ کرتی تھیں اسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے۔ علی قدر المراتب۔

دلیل نمبر ۳۴:

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدلّل اور مبسوط بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فحصل من مجموع هذا النقول والأحاديث أن النبی ﷺ حی بجسده وروحه وأنه يتصرف ويسير حيث شاء فی الأرض وفی الملكوت وهو بهيئته الّتی كان عليها قبل وفاته لم يتبدّل منه شیء وإنه فغيّب من الابصار كما غيّب الملآئكة مع كونهم احيآء باجسادهم فإذااراد الله رفع الحجاب عمّن اراد اكرامه برؤيته راه علی هيئته الّتی هو عليها لامانع من ذلك ولاداعی إلیٰ التخصيص برؤية المثال (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۸۶)

ان تمام نقول اور احادیث کے مجموعہ کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے جسم اور روح مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور بلا شبہ آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور زمین اور عالم ملکوت کے ہر گوشے میں تصرف فرماتے ہیں اور آپ بالکل اپنی اسی ہیئت پر ہیں جس پر قبل از وفات تھے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور بیشک آپ ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جس طرح فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ آپ کی رؤیت کے ساتھ کسی کو عزت واکرام عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب کو اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ ﷺ کو اسی ہیئت پر دیکھتا ہے جس پر آپ ہیں اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور رؤیتِ مثال کی تخصیص کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۳۵:

سیّد الطائفہ امام الاولیاء حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

من كانت حياته بنفسه يكون مماته بذهاب روحه ومن كانت

Marfat.com

حیاتـه بـربّـه فـإنه ینتقل من حیات الطبع إلی حیاة الأصل وهی الـحیـاة الـحقیقیّة وإذاکان القتیل بسیف الشریعة حیًّا مرزوقًا فکیف من قُتِل بسیف الصدق والحقیقة۔ (تفسیر روح البیان)

جو اپنے نفس کے ساتھ زندہ ہے وہ روح کے نکل جانے سے مردہ ہوجاتا ہے اور جو اپنے رب کے ساتھ زندہ ہے وہ نہیں مرتا بلکہ وہ حیات طبعی سے حیاتِ اصلی وحقیقی کی طرف انتقال کرتا ہے۔ جب شریعت کی تلوار سے قتل ہونے والا زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے تو جو صدق وحقیقت کی تلوار سے قتل ہوتا ہے وہ کتنی اعلیٰ زندگی کے ساتھ زندہ ہوگا۔

دلیل نمبر ۳۶:

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔

أن النبی ﷺ حی کما تقرر وإنه یصلی فی قبره بأذان وإقامة۔

(فتح الملهم ج۳ص ۴۱۹)

بے شک نبی اکرم ﷺ (اپنی قبر شریف میں) زندہ ہیں جیسا کہ ثابت ہو چکا، اور بے شک آپ ﷺ اپنی قبر میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۷:

علامہ عینی لکھتے ہیں۔

فانهم لا یموتون فی قبورهم بل هم أحیاء۔

(بـاب فـضیلة ابی بکر علی سائر الصحابة عمدة القاری شرح بخاری ج۷ص ۶۰۰)

Marfat.com

یقیناً انبیاءِ کرام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳۸:

علامہ شامی لکھتے ہیں۔

أن الأنبياء احياء فی قبورهم كما ورد فی الحديث۔

(رسائل ابن عابدين ج ۲ ص ۲۰۲)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

دلیل نمبر ۳۹:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

أن حياتهٗ ﷺ فی القبر لايعقبها موت بل يستمر حيًا والأنبياء أحياء فی قبورهم۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲)

آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہو گی بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۰:

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

أن الله جل ثنائه رد إلى الأنبياء أرواحهم فهم أحياء عند ربهم كالشهداء...الخ۔

(حيات الأنبياء ص ۱۴، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۶، زرقانی

Marfat.com

شرح مواھب ج ۵ ص ۳۳۲)

بے شک اللہ جل شانہ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی ہیں، سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۴۱:

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لا شک فی حیاتہ ﷺ بعد وفاتہ و کذا سائر الأنبیاء علیهم السلام أحیاء فی قبورهم حیاة اکمل من حیٰوة الشهداء الّتی اخبر الله بها فی کتابه العزیز الخ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۵)

وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاءِ کرام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اُس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کیا ہے، بڑھ کر ہے۔

دلیل نمبر ۴۲:

علامہ سمہودی ایک اور مقام پر تحریر کرتے ہیں۔

و أما أدلة حیاة الأنبیاء فمقتضاها حیاة الأبدان کحالة الدنیا مع الاستغناء عن الغذاء الخ۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۷)

بہر کیف حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات کے دلائل اس کے مقتضی ہیں کہ یہ حیات ابدان کے ساتھ ہو جیسا کہ دنیا میں تھی مگر خوراک سے وہ مستغنی ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۴۳:

امام علی بن عبدالکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

وإما حيوة الأنبياء أعلى وأكمل واتمّ من الجميع لأنها للروح والجسد على الدوام على ما كان فى الدنيا الخ۔

(شفاء السقام ص ۱۵۴)

بہر حال حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات تو تمام سے اعلیٰ، اکمل اور اتم ہے کیونکہ ان کی حیات جسم اور روح دونوں کو دوامی طور پر حاصل ہے جس طرح کہ دنیا میں تھی۔

دلیل نمبر ۴۴:

امام علی بن عبدالکافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

فإن الصلوٰة ليستدعى جسدًا حيا وكذٰلك الصفات المذكوره فى الأنبياء ليلة الاسراء كلها صفات الاجسام ولايلزم من كونها حياة حقيقية أن يكون الأبد ان معها كما كانت فى الدنيا من الاحتياج إلى الطعام والشراب والامتناع عن النفوذ فى الحجاب الكثيف وغير ذٰلك من صفات الاجسام التى نشاهد ها بل قد يكون لها حكم اٰخر فليس فى العقل ما يمنع من اثبات الحيوٰة الحقيقية لهم وأما الادراكات كالعلم والسماع فلا شك أن ذٰلك ثابت وسنذكر ثبوته لسائر الموتى فكيف بالانبياء انتهى۔

(شفاء السقام ص ۱۴۳)

نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے اور اسی طرح معراج کی رات حضرات انبیاءِ

Marfat.com

کرام علیہم السلام کے بارے میں جتنی صفات کا ذکر ہے وہ تمام اجسام کی صفات ہیں اور اس حیات کے حقیقی حیات ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس حیات کے ساتھ ابدان کو کھانے پینے کی ویسی ہی حاجت ہو جیسے دنیا میں تھی یا یہ کہ وہ کثیف پردہ میں نفوذ نہ کرسکیں اور اسی طرح اجسام کی دیگر صفات جن کا ہم دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ ان ابدان کا حکم دنیوی ابدان سے جدا اور الگ ہو عقلاً اس میں کوئی امتناع نہیں کہ ان کے لیے حقیقی حیات ثابت ہو، رہے ادراکات مثلاً علم اور سماع وغیرہ تو ان کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں، یہ تو تمام مردوں کیلئے ثابت ہیں پھر بھلا حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے لیے کیوں نہ ثابت ہوں گے؟

دلیل نمبر ۴۵:

تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عن انس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ الأنبياء احياء فی قبور هم يصلون فإذاثبت أن نبينا ﷺ حی فالحی لابد من أن يكون إما عالمًا أو جاهلًا و لايجوز أن يكون النبی ﷺ جاهلًا الخ۔ (طبقات الشافعية الكبری ج٦ ص ٢٨١)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیای کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی حضرت محمد ﷺ زندہ ہیں تو زندہ کیلئے لازم ہے کہ یا تو عالم ہو یا جاہل اور یہ بات تو ہرگز جائز نہیں کہ آنحضرت ﷺ جاہل ہوں (معاذ اللہ) (تو لامحالہ آپ ﷺ عالم ہونگے)......الخ

Marfat.com

دلیل نمبر ۴۶:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ:

لأن عندنا رسول الله ﷺ حی یحس ویعلم وتعرض علیه أعمال الأمة ویبلغ الصلوٰة والسلام علی مابیّنا الخ۔

(طبقات الشافعیة الکبری ج ۲ ص ۲۸۲)

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ زندہ ہیں حس وعلم سے موصوف ہیں اور آپ پر اُمت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہم بیان کرآئے ہیں۔

دلیل نمبر ۴۷:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ومن عقائد نا أن الأنبیاء علیهم السلام احیاء فی قبورهم فأین الموت إلی أن قال وصنف البیهقی رحمه الله تعالی جزؤا اسمعناه فی حیٰوة الأنبیاء علیهم السلام فی قبورهم واشتد نکیر الاشاعرة علی من نسب هٰذا القول إلی الشیخ الخ۔

(طبقات ج ۶ ص ۲۶۶)

ہمارے عقیدے میں یہ بات داخل ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں تو پھر ان پر موت کہاں؟ (پھر آگے فرمایا) کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی قبروں میں حیات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جو خود ہم نے سُنا ہے اور جن لوگوں نے امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ غلط بات منسوب کی ہے اشاعرہ نے سختی سے اس کا رد کیا ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۴۸:

علامہ سمہودی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

انا لانسلم أنه لا يستغفر بعد الموت لما سبق من حياته ومن استغفار أمّته بعد الموت عند عرض أعمالهم عليه الخ۔

(وفاء الوفاء ج۲ ص ۴۱۱)

بے شک ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ آپ ﷺ وفات کے بعد استغفار نہیں کرتے کیونکہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور جب امت کے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں تو آپ ﷺ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۴۹:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

وقد ذهب جماعة من المحققين إلى أن رسول الله ﷺ حي بعد وفاته وأنه يسّر بطاعات أمته الخ۔

(نیل الاوطار ج۳ ص ۲۶۴)

محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ کیے گئے ہیں اور آپ ﷺ امت کی طاعات سے خوش ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۰:

شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد السہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وقد ورد في الخبر عن النبي ﷺ تعرض الأعمال يوم الإثنين والخميس على الله وتعرض على الأنبياء والآباء والأمهات يوم

Marfat.com

الجمعة فيفرحون بحسناتهم وتزداد بياضًا واشراقًا فاتقوا الله ولاتوذوا موتاكم وفى خبر اخر أن أعمالكم تعرض على عشائركم وأقاربكم من الموتىٰ فإن كان حسنا استبشروا وإن كان غير ذلک قالوا اللهم لاتمتهم حتى تهديهم كما هديتنا الخ۔ (عوارف المعارف على هامش الأحياء ج۴ص ۱۵۳)

آنحضرت ﷺ سے حدیث وارد ہوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سوموار اور جمعرات کو اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے دن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور باپ دادوں اور ماؤں پر پیش کیے جاتے ہیں وہ نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے سفید اور چمکیلے ہوجاتے ہیں سوتم اللہ سے ڈرو اپنے مردوں کو اذیت مت دو اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے مردہ رشتہ داروں اور اقارب پر پیش کیے جاتے ہیں اگر وہ اعمال اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اعمال برے ہوتے ہیں تو دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو ان کو ہماری طرح ہدایت نہ دے دے۔

دلیل نمبر ۱۵:

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

لأن الأنبياء عليهم السلام أحياء فى قبورهم وقد اقام النكير على افتراء ذلک ابو القاسم القشيرى رحمة الله تعالى عليه الخ۔ (شامی ج۳ص ۳۶۶ باب المغنم)

اس لئے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۵۲:

علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

والحاصل أن حياة الأنبياء ثابتة بالإجماع الخ۔

(المنحة الوهبية ص ٦ طبع اسبنول)

حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔

دلیل نمبر ۵۳:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حياة النبي ﷺ في قبره هو وسائر الأنبياء معلومة عندنا علما قطعيا لما قام عندنا من الأدلة في ذلك وتواترت به الأخبار الدالة على ذلك الخ۔

(انباء الاذكيا ص ٢، فتاوى امام سيوطى رحمة الله تعالى عليه ج ٢ ص ١٤٧)

آنحضرت ﷺ کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۴:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

أن من جملة ما تواتر عن النبي ﷺ حياة الأنبياء في قبورهم۔

(النظم المتناثر من الحديث المتواتر كذا في شرح البوسنوى رحمة الله تعالى عليه ص ٤)

Marfat.com

یعنی جو چیزیں آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۵:

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قد صحت الأحاديث أنه ﷺ حی فی قبره يصلی بأذان وإقامة۔ (منح المنة ص ۹۲)

بلا شبہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۵۶:

مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

إن كثيرًا من الأعمال قد ثبتت فی القبور كالأذان والإقامة عند الدارمی وقرأة القرآن عند الترمذی۔

(فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قراءۃِ قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

دلیل نمبر ۵۷:

علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد امتّنا اثنتین... الآیۃ۔ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

اراد بالموتتین الموت فی الدنیا والموت فی القبر وهما موتتان المعروفتان المشهورتان فلذلک ذکرهما بالتعریف وهما

Marfat.com

موتتان لکل أحد غیر الأنبیاء علیهم السلام فإنهم لایموتون فی قبورهم بل هم أحیاء و أما سائر الخلق فهم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامة الخ۔ (عمدة القاری ج ۷ ص ۶۰۰)

دو موتوں سے مراد ہے، ایک وہ موت مراد ہے جو دنیا میں آتی ہے اور دوسری وہ ہے جو قبر میں آتی ہے یہی دو مشہور اور معروف موتیں ہیں۔ اس لیے ان کو (الف ولام حرف تعریف سے ذکر کیا ہے) ہاں حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اس سے مستثنیٰ ہیں وہ اپنی قبروں میں نہیں مرتے بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں بخلاف دیگر مخلوق کے کہ (حساب وکتاب کے بعد) وہ قبروں میں وفات پا جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے۔

دلیل نمبر ۵۸:

مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کرتے ہیں کہ۔

نقل عن الإمام مالک رحمه الله تعالی انه کان یکره أن یقول رجل زرت قبر النبی ﷺ قال ابن رُشد رحمه الله تعالی من اتباعه أن الکراهة لغلبة الزیارة فی الموتیٰ وهو ﷺ أحیاه الله تعالی بعد موته حیاة تامة واستمرت تلک الحیٰوة وهی مستمرة فی المستقبل ولیس هٰذا خاصة به ﷺ بل یشارکه الأنبیاء علیهم السلام فهو حی بالحیٰوة الکاملة مع الاستغناء عن الغذاء الحسی الدنیوی۔

(نور الإیمان بزیارة اٰثار حبیب الرحمٰن ص ۱۴، ونحوه فی وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۱۳)

Marfat.com

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی قبر کی زیارت کی۔ علامہ ابن رُشد مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کراہیت کی وجہ یہ ہے کہ زیارت کا لفظ بالعموم مردوں کے لیے بولا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد مکمل حیات بخشی ہے اور یہ مستقبل میں دائمی ہے اور یہ آنحضرت ﷺ ہی سے مختص نہیں بلکہ دیگر انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اس میں آپ کے ساتھ شریک ہیں پس آپ کو حیاتِ کاملہ حاصل ہے لیکن دنیوی اور حسّی خوراک کی حاجت نہیں پڑتی۔

دلیل نمبر ۵۹:

علامہ ابو الوفاء علی بن محمد ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قال ابن عقيل رحمة الله تعالى عليه من الحنابلة وهو ﷺ حى في قبره يصلي۔

(الروضة البيهة ص ۱۴)

علامہ ابن عقیل الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۶۰:

امام بدر الدین بعلی الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر کرتے ہیں کہ۔

والأنبياء أحياء فی قبور هم وقد يصلون۔

(مختصر الفتاوی ص ۱۷۰)

حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بسا اوقات نماز بھی پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

دلیل نمبر ٦١:

فقیہ وقت امام حسن بن عمار بن علی شرنبلالی الحنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ولما هو مقرر عند المحققين أنه ﷺ حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير أنه احجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات۔ (نور الایضاح ص ١٧٧)

محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ تمام لذتوں اور عبادتوں سے متمتع ہیں مگر ان نگاہوں سے اوجھل ہیں جو ان ارفع مقامات تک رسائی سے قاصر ہیں۔

دلیل نمبر ٦٢:

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

نحن نؤمن ونصدق بأنه ﷺ حي يرزق في قبره وأن جسده الشريف لاتأكله الأرض والإجماع على هذا۔

(القول البديع ص ١٢٥)

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ اور آپ ﷺ کو رزق ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اور اسی پر اجماع منعقد ہے۔

دلیل نمبر ٦٣:

علامہ محمد عابد سندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

أما هم فحياتهم لا شك فيها ولا خلاف لأحد من العلماء في

Marfat.com

ذلک، إلی أن قال: فهو ﷺ حی علی الدوام۔

(رسالہ مدنیہ ص ۴۱)

بہر حال حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور علماء میں سے کسی کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (پھر آگے فرمایا) پس آنحضرت ﷺ دوامی طور پر زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۴:

مولوی احمد علی سہارنپوری صاحب لکھتے ہیں کہ۔

والأحسن أن یقال أن حیاته ﷺ لا یعقبها موت بل یستمر حیا والأنبیاء أحیاء فی قبورهم۔ (هامش بخاری ج ۱ ص ۵۱۷)

بہتر بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے اور باقی حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۵:

مولانا عبدالہادی محمد صدیق نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ۔

إنهم اتفقوا علی حیوته ﷺ بل حیوة الأنبیاء علیهم الصلوة والسلام متفق علیها لا خلاف لأحد فیه الخ۔

(انوار المحمود شرح ابی داؤد ج ۱ ص ۷۰۱)

محدثین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں بلکہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات متفق علیہا ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۶۶:

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

ودلت النصوص الصحیحة علی حیوٰة الأنبیاء علیهم السلام کما سیأتی إن شآء الله تعالیٰ فی موضع یلیق به. انتهٰی۔ (فتح الملهم ج ۱ ص ۵۲۵)

نصوصِ صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ جیسا کہ مناسب موقع پر اس کا ذکر ہوگا۔ ان شآء اللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر ۶۷:

مولوی خلیل احمد سہارنپوری تحریر کرتے ہیں کہ۔

ان نبی الله ﷺ حی فی قبره کما أن الأنبیاء علیهم السلام أحیاء فی قبورهم الخ۔ (بذل المجهود ج ۲ ص ۱۱۷)

نبی اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جس طرح کہ دیگر حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۶۸:

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

"آپ ﷺ بنصِ حدیث قبر میں زندہ ہیں"۔ (التکشف ص ۴۴۶)

دلیل نمبر ۶۹:

حضرت امام ربانی شہباز لامکانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"برزخ صغریٰ چوں از یک وجہ از مواطن دنیوی است گنجائش ترقی دارد واحوال ایں مواطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحش دارد الأنبیاء یصلون فی قبورھم شنیدہ باشد۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم ص ۲۹ طبع لکھنؤ)

چھوٹی برزخ (یعنی قبر) جب ایک وجہ سے دنیوی جگہوں سے ہے تو یہ ترقی کی گنجائش رکھتا ہے اور مختلف اشخاص کے اعتبار سے اس جگہ کے حالات خاصے متفاوت ہیں۔ آپ نے یہ تو سُنا ہی ہوگا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

دلیل نمبر ۷۰:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وإذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فإنه يقوّيه من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القرآن والأنبياء افضل من الشهداء الخ۔ (فتح الباری ج۶ ص ۳۷۹)

اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے وہ یہ کہ شہداءِ کرام نصِ قرآن کی رُو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام تو شہداء سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)

دلیل نمبر ۷۱:

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ۔

Marfat.com

وهم أحياء فی قبورهم ويستحب اتيان قبورهم لسلام عليهم۔
(قاعده فی المعجزات والكرامت ص۹۷ من مجموعه رسائل ابن تيميه)

اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی قبروں پر آنا ان پر سلام کہنے کے لیے مستحب ہے۔

دلیل نمبر ۷۲:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

لأنه بعد موته وإن كان حيا فهی حياة أُخروية لاتشبه حيوٰة الدنيا الخ۔ (فتح الباری ج۴ ص۳۶)

کیونکہ آپ وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ دوسری قسم کی حیات ہے، وہ دنیا کی حیات کی طرح نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۷۳:

مولوی شمس الحق عظیم آبادی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ان الأنبياء فی قبورهم أحياء۔ (عون المعبود ج ا ص۴۰۵)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ۷۴:

مفتی عزیز الرحمٰن لکھتے ہیں کہ:

انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شہداء کی حیات سے افضل واعلیٰ ہے اور بحث اس کی طویل ہے فقط۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند ج۵ ص۴۷۱)

Marfat.com

دلیل نمبر ۷۵:

قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ۔

انه ﷺ حی فی قبره بعد موته کما فی حدیث الأنبیاء أحیاء فی قبورهم وقد صححه البیهقی والف فی ذلک جزءًا قال الأستاذ ابو منصور البغدادی قال المتکلمون المحققون من اصحابنا أن نبینا ﷺ حی بعد وفاته انتهٰی ویؤیدذلک ماثبت أن الشهداء أحیاء یرزقون فی قبورهم والنبی ﷺ منهم الخ۔

(نیل الاوطار ج۵ص ۱۰۱، تسکین الصدور ص ۲۶۳)

آنحضرت ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلے میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے استاذ ابومنصور البغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں۔ ان کا بیان ختم ہوا۔ اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ بھی شہید ہیں۔

دلیل نمبر ۷۶:

مولوی مفتی محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں حیات ہیں۔ حدیث معتبر سے ثابت ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں اس قسم کی بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ۱ ص ۲۸۰)

Marfat.com

دلیل نمبر ۷۷:

شیخ التفسیر علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی تحریر کرتے ہیں کہ۔

پس ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام واولیاءِ عظام سب کے سب زندہ ہیں انہیں مردہ کہنا یا مردہ تصور کرنا پرلے درجہ کی بے ایمانی اور گمراہی ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ ج ا ص ۵۰)

دلیل نمبر ۷۸:

مولوی مفتی محمود دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبور میں سب احیاء ہیں۔

(فتاویٰ مفتی محمود ج ا ص ۲۸۳)

دلیل نمبر ۷۹:

شیخ التفسیر مفتی محمد فیض احمد اویسی لکھتے ہیں کہ۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ موت بمعنی استخراجِ روح کے ہی نہیں آتا بلکہ موت حیاتِ ابدی کے حاصل کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً قرآنِ مجید میں وارد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں انہیں مردہ مت خیال کرو اور ان کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں روزی کھاتے ہیں، ''فرحین ویستبشرون'' کے انعامات پر بے حد خوش ہیں پس جبکہ شہداء مجاہدین جن کا درجہ مرتبہ مراتبِ نبوت سے کم اور ادنیٰ ہے اور ان کے لیے زبان سے مردہ کہنا اور دل سے مردہ خیال کرنا منع اور حرام ہے تو انبیاءِ کرام علیہم السلام اور خاص کر آقائے نامدار ﷺ کو مردہ کہنا تو ہر حال میں حرام اور منع ہے۔ (فتاویٰ اویسیہ ج ا ص ۵۰)

Marfat.com

دلیل نمبر ۸۰:

شیخ الحدیث غازی محمد لکھتے ہیں کہ:

جان لو کہ حیات الانبیاء یعنی انبیاء علیہم السلام موت کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور دوسری عبادات ادا کرتے ہیں اور یہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے۔ (مقالات غازی ص ۵۰)

دلیل نمبر ۸۱:

مولانا محمد عطاء اللہ صاحب حنیف لکھتے ہیں کہ۔

انهم أحياء في قبورهم يصلون وقد قال النبي ﷺ من صلّى عليّ عند قبري سمعته ومن صلى عليّ نائيا بلّغته۔

(التعليقات السلفية على سنن نسائی ج ۱ ص ۲۳۷)

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے (بذریعہ ملائکہ) پہنچایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۸۲:

مفتی سیّد عبدالرحیم صاحب دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

شیخ ابو یعقوب سنوی کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل کو ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجدِ حرام میں آیا، طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی

Marfat.com

ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج۱ص ۲۱۱، فضائل صدقات حصہ دوم لمولوی زکریا دیوبندی ص ۴۷۸)

دلیل نمبر ۸۳:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ "شرف مختم" میں سلسلہ وار سند سے لکھا ہے کہ۔

وہ روایت کرتے ہیں شیخ کمال الدین سے اور وہ شیخ شمس الدین جزری سے اور وہ شیخ زین الدین مراغی سے اور وہ شیخ عزالدین احمد فاروقی کے واسطے سے اور وہ اپنے والد شیخ ابو اسحاق ابرہیم سے اور وہ اپنے باپ شیخ عز الدین عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہ میں ۵۵۵ھ میں سیّد احمد رفاعی کے ساتھ حج کے سفر میں تھا، جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے اور روضہ شریفہ پر حاضر ہوئے تو انہوں نے ان الفاظ سے سلام عرض کیا "السلام علیک یا جدّی" (اے نانا جان آپ پر سلام) وہاں سے جواب عطا ہوا "وعلیک السلام یا ولدی" (تجھ پر سلام اے میرے بیٹے) کہ اس کو تمام اہلِ مسجد نے سُنا، حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر وجدِ شدید نے غلبہ کیا اور بڑی دیر تک روتے رہے اور شدتِ شوق میں عرض کیا۔ یا جداہ۔

یعنی اے نانا جان! حالتِ بُعد میں اپنی روح کو حضور میں بھیج دیا کرتا تھا وہ نائب بن کر زمین بوس ہو جاتی تھی، اب جسم کی حاضری کی نوبت آئی ہے سو ذرا اپنا دایاں دستِ مبارک دیجئے تاکہ میرا لب اس کے بوسے سے مشرف ہو جائے، پس فوراً آپ ﷺ کا دست مبارک چمک اور مہک کے ساتھ قبر شریف سے ظاہر ہوا اور ہزاروں آدمیوں نے زیارت کی اور سید رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا بوسہ لیا۔

(مجمع البحور ص ۱۸۶، بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۱۲، تنویر الایمان بوسیلۃ اولیاء الرحمن ص ۱۰۱)

Marfat.com

دلیل نمبر ۸۴:

تنویر الایمان میں لکھا ہے کہ۔

"حضور علیہ السلام نے بھوک کی شکایت سن کر روٹی عنایت فرمائی"۔ حضرت ابن جلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۃ الرسول میں آیا تو مجھ پر ایک دو فاقے گذرے۔ میں نے روضۂ رسول اللہ علیہ السلام پر حاضر ہو کر عرض کی۔ "انا ضیفک یارسول اللہ" یا رسول اللہ علیہ السلام میں آپ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد میں سو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے میرے ہاتھ میں ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی روٹی میں نے خواب میں کھائی اور بیدار ہوا تو باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

(جذب القلوب، تنویر الایمان ص ۹۹)

دلیل نمبر ۸۵:

تنویر الایمان میں ہے کہ۔

"میں نے روضۂ رسول اللہ علیہ السلام پر حاضر ہو کر فریاد کی اور حضور نے مجھے نقد پیسے عنایت فرمائے"۔

احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں جنگلوں گھوما یہاں تک کہ میرے بدن کا چمڑہ پھٹ گیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا اور مزار اقدس پر حاضر ہو کر رسول اللہ علیہ السلام اور دونوں صاحبان ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام بھیجا۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور علیہ السلام مجھ سے فرماتے ہیں۔ "اے احمد! تو آیا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے عرض کیا: "انا جائع فی ضیافتک یارسول اللہ علیہ السلام "اے اللہ کے رسول علیہ السلام میں آپ کی ضیافت میں بھوکا ہوں"۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا! "اپنا ہاتھ کھول" میں نے ہاتھ کھولا۔ آپ نے چند درہم میرے

Marfat.com

ہاتھ میں رکھ دیے۔ میں بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے۔ میں نے بازار میں جا کر فطیرہ اور فالودہ خرید کر کھایا اور پھر جنگل کو چلا گیا۔ (ص ۹۹، جذب القلوب)

دلیل نمبر ۸۶:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

"اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑ جاتا ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسی کہ اُسے رسول اللہ ﷺ نے کتنا ہی سمجھایا مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا، اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاءِ کرام علیہم السلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے الخ"۔ (کتاب عین الفقر از سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۱۰۲ بحوالہ تسکین الصدور ص ۲۹۴)

دلیل نمبر ۸۷:

غیر مقلد مولوی فضل الرحمٰن ہری پوری لکھتے ہیں کہ۔

"کُل پیغمبروں کے جسم صحیح وسالم ہیں اور قبر شریف میں زندہ ہیں اور جو کوئی قبر کے پاس دُرود بھیجے یا سلام کرے تو آپ خود سُن لیتے ہیں اگر دُور سے دُرود بھیجے تو فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اہلِ حدیث کا یہی اعتقاد ہے۔

(رسالہ دُرود شریف ص ۱۶)

دلیل نمبر ۸۸:

مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ۔

"محققین کی جماعت کا یہی مسلک ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے مرقد میں زندہ ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ اُمت کی اطاعت کی خبر پا کر خوش ہوتے ہیں"۔

(اسلام کی چودھویں کتاب ص ۴۵)

Marfat.com

دلیل نمبر ۸۹:

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں کہ۔

والذی نعتقد أن رتبة نبینا ﷺ علی مراتب المخلوقین علی الإطلاق وإنه حی فی قبره حیوة مستقرة ابلغ من حیات الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل إذ هو افضل منهم بلا ریب وإنه یسمع من یسلم علیه۔

(بحوالہ اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ طبع کانپور)

جس چیز کا ہم اعتقاد کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا درجہ مطلقاً ساری مخلوق سے بڑھ کر ہے اور آپ اپنی قبر مبارک میں حیات دائمی سے متصف ہیں، جو شہداء کی حیات سے اعلیٰ وارفع ہے۔ جس کا ثبوت قرآنِ کریم سے ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ بلا شبہ شہداء سے افضل ہیں اور جو شخص آپ ﷺ پر سلام کہتا ہے آپ ﷺ سنتے ہیں۔

دلیل نمبر ۹۰:

نواب قطب الدین دہلوی لکھتے ہیں کہ۔

"زندہ ہیں انبیاءِ کرام علیہم السلام قبروں میں۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے، کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے"۔

(مظاہرِ حق ج ۱ ص ۴۴۵)

دلیل نمبر ۹۱:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

Marfat.com

"حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلافے نیست"۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

حیاتِ انبیاء متفق علیہ ہے کسی کا اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

دلیل نمبر ۹۲:

علماءِ دیوبند کے نزدیک حیات النبی ﷺ۔

عندنا وعند مشائخنا حياة حضرة الرسالة ﷺ حي في قبره الشريف وحيوته ﷺ دنيوية من غير تكليف وهي مختصة به ﷺ وبجميع الأنبياء صلوٰت الله عليهم اجمعين والشهداء لا برزخية كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس كما نص عليه العلامة السيوطي في رسالته انباه الاذكياء بحيوٰة الأنبياء حيث قال قال الشيخ تقي الدين السبكي حيوٰة الأنبياء والشهداء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلوٰة موسىٰ عليه السلام في قبره فإن الصلوٰة تستدعي جسدا حيا إلى آخر ماقال فثبت بهٰذا أن حيوٰته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ ولشيخنا شمس الإسلام والدين محمد قاسم العلوم على المستفيدين قدس الله سره العزيز في هٰذا المبحث رسالة مستقلة دقيقة المأخذ بديعة المسلك لم يُر مثلها قد طبعت وشاعت في الناس و اسمها آب حيات أي ماء الحيات الخ۔

(المهند على المفند ص ۱۳، ۱۴، عقائد علماء ديوبند وحسام الحرمين ص ۲۲۱، فتاوی مظاهر العلوم المعروف فتاوی خليليه ج ۱ ص ۱۱۴)

Marfat.com

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے، اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالے ''انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی اور شہداءِ کرام کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔۔۔ الخ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے، نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام ''آب حیات'' ہے۔

دلیل نمبر ۹۳:

شیخ الحدیث مولوی عبد الحق ودیگر مفتیانِ کرام جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تحریر کرتے ہیں کہ۔

'' حضور انور ﷺ ودیگر تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بارے میں تمام اہلسنت وجماعت اور جملہ اکابرین دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات موعود کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکے ابدان مقدسہ بعینہ محفوظ و مامون ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے جو حیاتِ دنیوی کے

Marfat.com

مماثل ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہیں۔ لیکن فطری تقاضے کی بناء پر مشغول بالعبادت ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر کے قریب جو دُرود وسلام پڑھا جائے اس کو آپ ﷺ بلا واسطہ سنتے ہیں۔ اور یہ تمام محدثین، متکلمین اہلسنت وجماعت کا متفق علیہا عقیدہ ہے۔ اکابر علماء دیوبند کے مختلف رسائل میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (فتاویٰ حقانیہ ج۱ص ۱۵۸)

دلیل نمبر ۹۴:

قاضی شوکانی تحریر کرتے ہیں کہ۔

ورد النص فی کتاب الله فی حق الشهداء أنهم أحياء يرزقون وأن الحياة فيهم متعلقة بالجسد فكيف بالأنبياء والمرسلين۔

(نیل الاوطار ج۳ص ۲۱۲، بحوالۂ فتاوی حقانیہ ج۱ص ۱۵۸)

دلیل نمبر ۹۵:

واسئل من ارسلنا من قبلک الخ۔

اس آیت کریمہ سے حیات الانبیاء پر استدلال کرتے ہوئے علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

"یستدل به علی حیاة الانبیاء"۔ (مشکلات القرآن ص ۲۳۴، دُرمنثور ج۶ ص ۱۶، روح المعانی ج۲ ص ۲۵، جمل ج۴ ص ۸۸، شیخ زادہ ج۳ ص ۲۹۸، خفاجی ج۴ ص ۴۴۴، بحوالہ آپ کے مسائل اوران کا حل ج۱ ص ۲۶۵)

دلیل نمبر ۹۶:

مفتی صوبۂ سرحد، قاطع النجدیت، شائستہ گل القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

Marfat.com

وكرامات الاولياء لا تنقطع بعد موتهم اما الانبياء عليهم السلام فلأنهم أحياء في قبورهم يصلون ويحجون كما وردت به الأخبار فتكون الاغاثة معجزة لهم والشهداء ايضا أحياء في قبورهم شوهدو انهارا جهارا يقاتلون الكفار۔

(المقاصد السنيه ص ۱۲۷)

ترجمہ:

دلیل نمبر ۹۷:

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افغانی قندھاری ثم بریلوی فرماتے ہیں کہ۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ　　میرے چشمِ عالَم سے چُھپ جانے والے

(حدائقِ بخشش)

دلیل نمبر ۹۸:

مفتی عبدالعلیم القادری الرضوی لکھتے ہیں کہ۔

یاحبیبی أنت حی فی المزار　　ہے عقیدہ دل نے پایا ہے قرار

حیاۃ النبی کا ہے عقیدہ، مصطفیٰ علیہ کا یہ فرمان ہے

نبی اللہ حیّ لایموت　　مجتبیٰ علیہ کا ہی اعلان ہے

(المقاصد السنیہ ص ۱۲۶)

دلیل نمبر ۹۹:

متہ بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

''میرے عزیز سُنی مسلمان بھائیو! دونوں احادیث مبارکہ کے الفاظ پر غور کرو

Marfat.com

(عرضت) (معروضة علیّ) (انّ الله حرّم) (فنبیّ الله حیّ) (یرزق) (بعد الموت) کی تردید (ارمت) کی تردید۔ یہ تمام صیغے و جملے اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور پُر نور ﷺ قبرِ اطہر میں زندہ ہیں۔ (المقاصد السنیه ص ۱۳۳)

دلیل نمبر ۱۰۰:

صاحبِ زاد المسیر لکھتے ہیں کہ۔

انه لما اسری به جمع الانبیاء فصلی بهم، ثم قال له جبریل سل من ارسلنا من قبلک، الآیة، فقال! لا اسأل، قد اکتفیت، رواه عطاء عن ابن عباس وهذا قول سعید بن جبیر والزهری وابن زید، قالوا! جمع له الرسل لیلة اسری به فلقیهم وامر ان یسألهم فما شک ولا سأل۔

(زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۷ ص ۳۱۹)

جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ کیلئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا، آپ ﷺ نے نماز میں ان سب کی امامت فرمائی، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں عرض کیا! آپ ان سب پیغمبروں سے پوچھئے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے الخ۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے سوال کی ضرورت نہیں، میں نے اس پر اکتفاء کیا (جو مجھے بتلایا گیا)۔۔۔۔ حضرت سعید بن جبیر، زہری اور ابن زید فرماتے ہیں کہ معراج کی رات آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا، اس موقع پر آپ ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی اور آپ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ ان سے پوچھئے، پس آپ ﷺ کو نہ تو شک تھا اور نہ آپ ﷺ نے پوچھا۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۱۰۱:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

قال عطاء عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه لما اسری به ﷺ إلى المسجد الاقصى بعث الله له آدم وجمع المرسلين من ولده فأذن جبريل ثم اقام فقال! يا محمد! تقدم فصل بهم، فلما فرغ رسول الله ﷺ من الصلاة فقال له جبرئيل عليه السلام! واسأل يا محمد من ارسلنا من قبلك من رسلنا، الآية، فقال ﷺ لا اسأل لأنی لست شاكا فيه (تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۱۶)

حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا، اور جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام جو ان کی اولاد میں سے تھے سب کو جمع کیا، پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان اور اقامت کہی اور عرض کیا! اے محمد ﷺ آگے بڑھئے اور ان کو نماز پڑھایئے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا! اے محمد ﷺ اور پوچھئے ان سے جن کو ہم نے آپ ﷺ سے پہلے رسول بنا کر بھیجا ہے، پس آپ ﷺ نے فرمایا! میں ان سے کچھ نہیں پوچھتا کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔

دلیل نمبر ۱۰۲:

تفسیرِ قرطبی میں ہے کہ۔

لمّا اسری برسول الله ﷺ من المسجد الحرام إلى المسجد

Marfat.com

الاقصٰى. وهو مسجد بيت المقدس. بعث الله له آدم ومن وُلد من المرسلين، وجبريل مع النبى ﷺ، فاذن جبريل عليه السلام ثم اقام الصلاة، ثم قال! يا محمد ﷺ تقدم فصل بهم، فلمّا فرغ رسول الله ﷺ قال له جبريل عليه السلام! سل يا محمد ﷺ من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الهة يعبدون. فقال رسول الله ﷺ، لا اسأل قد اكتفيت. قال ابن عباس رضى الله تعالى عنه! وكانوا سبعين نبيّاً منهم ابراهيم وموسٰى وعيسٰى عليهم السلام، فلم يسألهم لأنه كان أعلم بالله منهم، فى غير رواية ابن عباس. فصلوا خلف رسول الله ﷺ سبعة صفوف، المرسلون ثلاثة صفوف والنبيّون أربعة، وكان يلى ظهر رسول الله ﷺ ابراهيم خليل الله، وعلى يمينه اسماعيل وعلى يساره اسحاق ثم موسٰى، ثم سائر المرسلين، فأمهم ركعتين، فلمّا انفتل قام فقال! " ان ربى أوحٰى إلىّ أن أسألكم هل أرسل أحد منكم يدعو إلى عبادة غير الله؟" فقالوا! يا محمد! انا نشهد انا أرسلنا أجمعين بدعوة واحدة أن لا إلٰه إلا الله وأن مايعبدون من دونه باطل، وانک خاتم النبيين وسيد المرسلين، قد استبان ذٰلک لنا بامامتک ايانا، وأن لانبىّ بعدک إلى يوم القيامة إلا عيسٰى بن مريم فإنه مأمور أن يتبع أثرک۔ (تفسير قرطبى)

جب آنحضرت ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور جو ان کی اولاد میں سے انبیاء تھے سب کو

Marfat.com

اکٹھا فرمایا، جبرئیل علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، پس جبرئیل علیہ السلام نے اذان واقامت کہی اور عرض کیا اے محمد ﷺ آگے بڑھئے اور ان کو نماز پڑھایئے جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی! آپ سوال کیجئے ان رسولوں سے جو آپ ﷺ سے پہلے بھیجے گئے تھے کہ کیا ہم نے اللہ کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے کہ جن کی پوجا کی جاتی تھی؟ پس آپ ﷺ نے فرمایا! مجھے سوال کی ضرورت نہیں کہ میں نے اس پر کفایت کی (جو مجھے بتایا گیا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں ستر نبی تھے، جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے، پس آپ ﷺ نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا، اس لیے کہ آپ ﷺ ان سب سے زیادہ اللہ کی جانب سے علم رکھتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ، پس آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی سات صفیں تھیں، جن میں سے تین صفیں رسولوں کی اور چار انبیاء کی تھیں، آپ ﷺ کے پیچھے متصل حضرت ابراہیم علیہ السلام، دائیں جانب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، بائیں جانب حضرت اسحاق علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو دو رکعتین نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نماز پڑھا کر فارغ ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ! بے شک میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ میں آپ سے سوال کروں کہ کیا تم میں سے کوئی ایک ایسا رسول بھیجا گیا تھا جو لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہو؟ ان سب نے کہا! اے محمد ﷺ! بے شک ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم بھیجے گئے ایک (اللہ) کی طرف دعوت کے لیے اور یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے، اور یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی

Marfat.com

عبادت کرتے ہیں وہ سب باطل ہے۔ اور بے شک آپ ﷺ خاتم النبیین اور تمام رسولوں کے سردار ہیں، اور یہ بات اس سے واضح ہوگئی ہے کہ آپ ﷺ نے ہماری امامت فرمائی ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کے علاوہ قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا، سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے کہ بے شک وہ اس پر مامور ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی اتباع کریں۔

دلیل نمبر۱۰۳:

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وأراد بذلک لقائه ﷺ إياه ليلة الاسراء كما ذكر فی الصحيحين وغيرهما، وروى نحو ذلک عن قتادة وجماعة من السلف، وكان المراد من قوله تعالیٰ! فلاتكن فی مرية من لقائه على هٰذا وعده تعالیٰ نبيه ﷺ بلقائه موسیٰ عليه السلام وتكون الآية نازلة قبل الاسراء۔ (روح المعانی ج۲۱ص۱۳۸)

اس سے مراد یہ ہے کہ معراج کی رات آنحضرت ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں ہے، اور اسی طرح کی ایک اور روایت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلف کی ایک جماعت سے بھی منقول ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد سو آپ اس کے ملنے میں شک نہ کیجئے، کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کا وعدہ فرمایا، اس اعتبار سے یہ آیت واقعۂ معراج سے پہلے نازل ہوئی ہے۔

دلیل نمبر۱۰۴:

تفسیر زادالمسیر میں ہے کہ۔

Marfat.com

والثانی من لقائه موسیٰ لیلة الاسراء قاله ابو العالیه ومجاهد وقتادہ وابن السائب۔ (زاد المسیر ج٦ ص٣٤٣)

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات معراج کی رات ہوئی تھی۔

دلیل نمبر ۱۰۵:

تفسیر بحر محیط میں ہے کہ۔

ای من لقائک موسیٰ ای فی لیلة الاسراء، ای شاهدته حقیقة وهو النبی الذی اوتی التوراة وقد وصفه الرسول فقال طوال جعدٍ کأنه من رجال شنوة حین راٰه لیلة الاسراء الخ۔

(تفسیر بحر محیط ج ۷ ص ۲۰۵)

یعنی آپ ﷺ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کیجئے، یعنی آپ ﷺ نے واقعتاً ان کو دیکھا ہے، اور وہ وہی نبی تھے جن کو تورات دی گئی تھی اور تحقیق آپ ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا اور فرمایا وہ لمبے قد کے گھنگریالے بالوں والے تھے جیسے قبیلۂ شنوۃ کے آدمی ہوتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰۶:

تفسیر جلالین میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

فانعم الله تعالی علی النبی ﷺ بالاسراء المشتمل علی اجتماعه بالانبیاء۔ (ای بارواحهم واجسادهم معًا علی الصحیح کما قال شیخنا)۔ (جلالین وجمل ج ۲ ص ۶۱۰ اسریٰ)

ہمارے شیخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کی رات

Marfat.com

لامکاں پر بلا کر بے پناہ انعامات فرمائے انہی میں سے جمیع انبیاءِ کرام علیہم السلام سے ملاقات بھی شامل ہے اور تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام بوقتِ ملاقات اپنے اجسام اور ارواح کے ساتھ حاضر تھے۔

دلیل نمبر ۱۰۷:

صاحبِ تفسیرِ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

ولقد اتینا موسیٰ الکتاب فلاتکن فی مریة من لقائه (وقد التقیا لیلة الاسراء) جلالین، السجده. ای فی الارض عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی فی قبره وفی السماء السادسة. کما ورد به الحدیث۔ (تفسیرِ صاوی ج۳ ص۶۶)

تحقیق ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے موسیٰ علیہ السلام کو جو کتاب تورات عطا کی گئی) اس میں شک نہ کر (دونوں حضور پُرنور علیہ ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کی) معراج کی رات ملاقات ہوئی۔ حضور پُرنور علیہ ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات جب میرا گزر کثیب احمر (لال ٹیلہ) کے پاس سے ہوا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (اور جب حضور پُرنور علیہ ﷺ بیت المقدس پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بمع جمیع انبیاءِ کرام علیہم السلام کے بیت المقدس میں استقبال کیلئے حاضر ہیں) (اور جب حضور پُرنور علیہ ﷺ چھٹے آسمان پر پہنچے) تو وہاں پر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی) جس طرح کہ احادیث میں وارد ہے۔

دلیل نمبر ۱۰۸:

صاحبِ تفسیرِ خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

Marfat.com

عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال! قال رسول اللہ ﷺ لما اسری بی رأیت موسیٰ علیہ السلام یصلی فی قبرہ فی کثیب الاحمر۔

(خازن ج ۵ سجدہ ۱۸۸، معالم ج ۵ ص ۱۸۸، صاوی ج ۳ ص ۲۶۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے فرمایا جب مجھے (معراج کیلئے لے جایا گیا) (بیت المقدس جاتے ہوئے) میں نے کثیب احمر (لال ٹیلہ) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

دلیل نمبر ۱۰۹:

صاحبِ تفسیرِ جمل فرماتے ہیں کہ۔

کیفیۃ الانبیاء الآتی ذکرھم فی السمٰوٰت السبع فاجتمع بھم کذٰلک فی جملۃ الانبیاء فی بیت المقدس فسبعۃ ھٰؤلآء المذکورین إلی السمٰوٰت صعدوا فوجدھم فیھا لحکم ومصالح. (تفسیر جمل ج ۲ ص ۶۱۱ ..... قال جبرئیل علیہ السلام ھٰذا ابوک آدم فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد السلام وقال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح۔

(بخاری. باب المعراج. ۵۹)

ان انبیاءِ کرام علیہم السلام کا ذکر (جن کا ذکر میں اپنی تفسیر میں) آگے چل کر کرنے والا ہوں جنکے ساتھ حضور پُر نور ﷺ کی ساتوں آسمانوں پر ملاقاتیں ہوئیں (حالانکہ) یہ انبیاءِ کرام علیہم السلام بیت المقدس میں دیگر

Marfat.com

انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ساتھ موجود تھے پھر ان انبیاءِ کرام کا ساتوں آسمانوں پر حضور ﷺ سے پہلے پہنچ جانا اللہ جل جلالہ کی حکمت و مصلحت (سے خالی نہیں) ہے (حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پہلے آسمان پر پہنچا) تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں جو آپ کے جدِ امجد (والد) ہیں انہیں سلام فرمائیں سو میں نے سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا نیز یہ بھی کہا۔ خوش آمدید۔ ایسے عظیم المرتبت، غیب جاننے والے، صالح فرزند کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

دلیل نمبر ۱۱۰:

علامہ مفتی امجد علی صاحب لکھتے ہیں کہ۔

قرآن مجید میں شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا'' ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات '' پھر انبیاء تو انبیاء ہیں (علیہم السلام) حدیث میں ہے! ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی الله حی یرزق ۔ (فتاوی امجدیہ ج ۴ ص ۳۱۹)

دلیل نمبر ۱۱۱:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''فیوض الحرمین '' میں لکھتے ہیں کہ۔

لم یزل ﷺ ولا یزال متوجھًا إلی الخلق مقبلًا إلیھم بوجھہ ۔

(فیوض الحرمین ص ۳۰) بحوالہ

(حیات الانبیاء والشھداء والموتیٰ)

سرکار دو عالم ﷺ ہمیشہ مخلوق کی جانب چہرہ مبارکہ فرماتے رہیں گے۔ لہٰذا

Marfat.com

آپ ﷺ حیاتِ جسمانیہ کے ساتھ زندہ رہنے کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں۔

افلت شموس الاولین وشمسنا ابدا علی افق العُلی لاتغرب

دلیل نمبر۱۱۲:

امام بارزی کا فتوی۔

امام بارزی سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ استاذ العلماء ابو منصور البغدادی فقیہ اُصولی شافعیوں کے شیخ نے ''مسائل انجاز مبین'' میں فرمایا کہ علماء متکلمین محققین اہلِ سنت کا ارشاد ہے کہ ہمارے نبی ﷺ وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی اُمت کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں اور گنہگاروں کے گناہ سے رنجیدہ ہوتے ہیں اور یہ کہ حضور ﷺ کے دربار میں تمام سرکاری غلاموں کا دُرود پیش ہوتا ہے۔

''وقال ان الانبیاء لایبلون ولاتاکل الارض منهم شیاء''۔

اور یہ بھی فرمایا کہ انبیاء بوسیدہ نہیں ہوتے اور ان حضرات کے پاک جسموں کا کوئی حصہ زمین نہیں کھا نہیں سکتی۔

(انباء الاذکیاء للسیوطی ص ۹) بحوالہٗ (حیات الانبیاء والشهداء والموتٰی)

دلیل نمبر۱۱۳:

مولوی سید حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

''آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیاتِ دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر''۔

(مکتوبات شیخ الاسلام مکتوب نمبر۴۴، ج ا ص ۱۲۰)

Marfat.com

دلیل نمبر ۱۱۴:

اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ۔

''وہ (وہابی) وفاتِ ظاہری کے بعد انبیاءِ کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقائے علاقہ بین الروح والجسد کے منکر ہیں اور یہ (علماء دیوبند) حضرات صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور وشور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں''۔ (نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۲۰)

دلیل نمبر ۱۱۵:

شیخ الاسلام علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

من انکر الحیٰوۃ فی القبر وھم المعتزلۃ ومن نحا نحوھم واجاب اھل السنۃ عن ذٰلک۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۸ ص ۱۰۶)

جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی کا انکار کیا ہے وہ معتزلہ اور ان کے ہم عقیدہ ہیں، اہلِ سنت نے ان کے دلائل کے جوابات دیئے ہیں۔ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ منکرینِ حیات، اہلِ سنت میں سے نہیں ہیں۔

''قد تمسک بہ من انکر الحیوٰۃ فی القبر واجیب عن اھل السنۃ.... ان حیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لایعقبھا موت بل یستمر حیا''۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲)

منکرینِ حیات فی القبر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اہلِ سنت

Marfat.com

کی طرف سے ان کا جواب دیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر کی زندگی ایسی ہے کہ دوبارہ اس پر موت نہیں اور آپ ﷺ اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔

دلیل نمبر ١٦:

تفسیر قرطبی میں ہے کہ۔

عن علی رضی الله تعالی عنه قال قدم علینا اعرابی بعد مادفنا رسول الله ﷺ بثلاثة ایام، فرمی بنفسه علی قبر رسول الله ﷺ وحثا علی رأسه من ترابه، فقال! قلت یا رسول ﷺ فسمعنا قولک ووعیت عن الله فوعینا عنک وکان فیما انزل الله علیک "ولو انهم إذ ظلموا انفسهم" الآیة. وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی، فنودی من القبر انه قد غفر لک۔

(تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۲۶۵،۲۶۶)

یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دفن کے تین روز بعد ایک بدوی نے روضۂ رسول ﷺ پر حاضر ہو کر اس آیتِ کریمہ کے حوالے سے مغفرت طلب کی، روایت ہے کہ مرقد اطہر سے صدا آئی! "انه قد غفر لک"

(تفسیر معارف القرآن ج ۲ ص ۴۵۸،۴۵۹، تسکین الصدور ۳۶۷)

دلیل نمبر ١٧:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "التنویر" میں فرماتے ہیں کہ۔

ان النبیَّ ﷺ حیٌّ بجسدہٖ وروحہٖ وانه یتصرّف و یسیر فی

Marfat.com

اقطار الارض وفی الملکوت وهیئة التی کان قبل وفاته ولم یبدل منه شیٔ وأذن لهم ای الانبیاء فی الخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلویّ والسفلیّ وان حیات النبی ﷺ فی قبره وحیات سائر الانبیاء معلومة عندنا علمًا قطعیًا لما قام عندنا من الادلة القطُ حجة فی ذلک وتواترت به الاخبار منها قال رسول الله ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ومنها قال رسول الله ﷺ حرم الله علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء۔ (التنویر للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

بے شک نبی کریم ﷺ جسم اور روح کے تعلق کے ساتھ حیات ہیں اور جس طرح کہ حضور ﷺ کو وفات سے پہلے اطراف زمین اور ملکوت میں چلنے پھرنے کی قدرت حاصل تھی، اسی طرح اب بھی زمین میں چلتے پھرتے ہیں اور اطرافِ زمین اور عالم ملکوت میں تصرّف فرماتے ہیں۔ ان امور میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام علیہم السلام کو اجازت دے رکھی ہے کہ قبروں سے نکل کر سیر فرمائیں اور ملکوتِ علوی اور سفلی میں تصرّف فرمائیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنے روضۂ اطہر میں حیات ہیں۔ اسی طرح سارے انبیاءِ کرام حیات ہیں۔ یہ بات ہمارے نزدیک علم قطعی سے ثابت ہے اس لیے کہ اس کے ثبوت میں قطعی دلائل اور حجتیں موجود ہیں اور متواتر حدیثیں وارد ہیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ اجسادِ انبیاء علیہم السلام کو کھائے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۱۱۸:

شیخ الاسلام مولوی سید احمد شاہ شاگردِ خاص مولانا غور غشتوی بابا فرماتے ہیں کہ:

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور چلتے پھرتے ہیں۔

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد کأنّه کالشمس۔

(تنویر الایمان فی اتباع مذہب النعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۵۱)

دلیل نمبر ۱۱۹:

فتاویٰ فیضِ نقشبندیہ میں لکھا ہے کہ۔

"حیاتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اجماع سے ثابت ہے اور اجماع کی مخالفت کفر ہے"۔ (ص ۶۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جو حیاتِ انبیاء کا منکر ہو وہ کافر ہے اور اسلام کے دائرے سے باہر ہے۔ (واللہ ورسولہ اعلم)

تاریخ: 21/12/2006 دن: جمعرات

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی مہتمم جامعہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ فقیر کالونی کراچی

Marfat.com

كلام الموتىٰ

(مُردے بولتے ہیں)

Marfat.com

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ کیا مردہ زندوں سے کلام کرسکتا ہے یا نہیں اور زندہ مردوں کی بات سُن سکتا ہے یا نہیں اور مردہ قبر میں تلاوتِ قرآن پاک کرسکتا ہے یا نہیں۔

المستفتی: مولانا محمد فیصل سیفی (فاضل جامعہ علیمیہ اسلامیہ)

الجواب ومنہ الصدق والصواب:

مُردہ زندوں سے کلام کرسکتا ہے اور زندہ مُردوں کی بات سُن سکتا ہے اور مُردہ قبر میں تلاوتِ قرآنِ پاک کرسکتا ہے۔ اور قبر پر آنے والے اپنے زائرین کو بھی پہچانتا ہے۔

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

''اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ کی مشیت سے جس طرح مردے زندہ لوگوں کی بات سن سکتے ہیں اسی طرح اللہ کی مشیت سے مُردوں کی بات زندہ بھی سُن سکتے ہیں اور یہ سننا زیادہ تر خواب (نیند) میں ہوتا ہے اور گاہے بیداری کی حالت میں بھی ہو جاتا ہے اور دونوں قسم کے صحیح واقعات مستند کتابوں میں ملتے ہیں''۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلاف میں ان کا وصال ہوا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب ان کا جنازہ تیار کر کے رکھ دیا گیا اور نماز کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار ہونے لگا تو میں نے ارادہ کیا کہ انتظار کے

Marfat.com

اس وقفے میں دو رکعت نماز ہی پڑھ لوں، چنانچہ میں نے ایک طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی دوسرے لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اتنے میں جنازے سے آواز آئی! ''السلام علیکم انصتوا انصتوا'' (یعنی خاموش ہو کر بات سنو) اس کے بعد مرحوم حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل کلام فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں شہادت دی اور ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائے اور اخیر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک پیشین گوئی فرمائی جو بعد میں بالکل حق ثابت ہوئی۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''بعد الموت تکلم'' کرنے کا واقعہ اور ان کا وہ پورا کلام قریب قریب ان سب کتابوں میں مروی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے احوال میں لکھی گئی ہیں اور آئمہ حدیث وروایت نے اس کو قبول کیا ہے۔ امام بخاری تک نے اس کو ذکر کیا ہے۔ ''کما فی الاصابة'' بحوالہ تذکرہ شاہ عبدالرحیم وشاہ ابوالرضا دہلوی مرتبہ: نسیم احمد فریدی امروہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع ضمیمہ ''اہلِ قبور کی زندوں سے ہم کلامی'' (از مولانا محمد منظور نعمانی ص ۱۷۱،۱۷۲) تہذیب، عمدۃ الاخبار، اکفار الملحدین: بحوالہ: ملفوظاتِ محدث کشمیری مرتب: سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری ص ۱۲۸ بحوالہ فتاوی رحیمیہ: ص ۲۰۳۔

مرتبہ: مفتی صالح محمد صاحب رفیق دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔

شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا دیوبندی'' فضائلِ صدقات میں روض الریاحین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ۔

ایک کفن چور تھا وہ قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا اس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا، وہ قرآن

Marfat.com

پڑھ رہے ہیں اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے، اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے اسے قبر سے نکالا تین دن بعد ہوش آیا تو لوگوں نے قصہ پوچھا تو اس نے سارا حال سنایا، بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنا کی اس سے پوچھا کہ قبر بتادے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جا کر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں کہ اگر تو نے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا، اس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا۔

(روض الریاحین، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۴۷۵)

نیز فضائلِ صدقات میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ "شیخ ابو یعقوب سنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیا اور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا طواف کیا اور تھوڑی دُور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیا اور دفن کیا، جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔

(روض الریاحین، فضائلِ صدقات ص ۴۷۸ حصہ دوم)

فضائلِ صدقات میں ہی مذکور ہے کہ۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے، یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے، اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا، شیخ ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کیلئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے، کسی کو ہمت ان کے نہلانے کی نہ پڑتی تھی ایک اور بزرگ ان کے رفیق (دوست) آئے تو انہوں نے غسل دیا۔

Marfat.com

(روض الریاحین، فضائلِ صدقات ص ۴۷۶ حصہ دوم)

اس کے بعد شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ۔

غرض صاحبِ روض نے بہت سے واقعات ان مرمٹوں کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کے مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا مذاق کرنا، لطف اُڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے واقعات حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ! اس میں اختلاف نہیں کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابۂ کرام سے بھی نقل کیا ہے۔

(فضائلِ صدقات ص ۴۷۶ حصہ دوم فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۲)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی تصنیف ''شوقِ وطن'' میں ہے۔

عن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اما واللہ الذی لا الہ الا ھو لقد ادخلت ثابتا البنانی فی اللحد ومعی حمید الطویل فلما سوینا علیہ اللبن سقطت لبنة فإذاھو فی قبرہ یصلی وکان یقول فی دعائہ اللھم ان کنت اعطیتہ احدا من خلقت الصلوة فی قبرہ فاعطینھا فما کان اللہ لیرد دعائہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیة)

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ قسم اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے۔ جب ہم نے اُن پر کچی اینٹیں چُنیں تو ایک اینٹ گر پڑی میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی کو آپ نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا کیجئے۔ سو خُدا تعالیٰ نے ان کی دُعا رد نہیں فرمائی۔ (بلکہ جیسا موسیٰ علیہ السلام کو یہ دولت عطا فرمائی

Marfat.com

ہے) (اخرجہ مسلم) اس طرح ان کو عطا ہوئی ۔ (شوقِ وطن ص ۲۳،
۳۹، ۴۰ مطبوعہ مکتبۂ اشرفیہ، محمد علی روڈ بمبئ بحوالۂ فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

مولانا سید نور الحسن بخاری دیوبندی ''حیات الاموات'' میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی تو شان ہی نرالی اور عظیم و رفیع ہے حقیقت یہ ہے کہ غیر انبیاء کا بھی قبر میں نماز پڑھا اور قرآن پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ جلیل القدر تابعی حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قبر میں نماز پڑھنا مشہور و معروف واقعہ ہے۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات تابعین میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں تھے ان کا فرمان ہے! ''ہر شی کی ایک کنجی ہوتی ہے اور ثابت خیر کی کنجی ہے''۔ دنیا کے سب سے بڑے عابد مشہور تھے۔ صائم الدھر تھے دن رات میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ (تابعین۔ مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۶۳) ان سے متعلق روایت ملاحظہ ہو۔

عن ثابت البنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ قال اللھم ان کنت اعطیت احدا الصلوۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوۃ فی قبری۔

(طبقات ابن سعد، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ و ابو نعیم، شرح الصدور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ مصر ص ۷۸، حیات الاموات ص ۶۳)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے دعا کی الٰہی! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرمایا تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرما۔ ابونعیم کی روایت ہے، جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے'' واللہ الذی لا الٰہ الا لہ '' میں حمید طویل کے ساتھ بنانی

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر تھا ''یصلی فی قبرہ '' وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اللہ سے یہ دعا کیا کرتے تھے اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ (شرح الصدور ص ۷۸ ایضًا) ابن جریر نے ''تہذیب الآثار '' میں اور ابو نعیم نے ابراہیم بن الصمہ المہلبی سے روایت کی ہے کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے گزرنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے قبر سے قرأۃ القرآن کی آواز سُنی ہے۔ (شرح الصدور ص ۷۸) ابن مندہ نے بسند روایت کی ہے کہ ابو حماد الحفار جو ثقہ اور متقی تھے، نے کہا کہ میں نے ایک قبر سے جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قرآن کی قرأت سُنی۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی ''شوق وطن '' میں لکھتے ہیں کہ

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال ان بعض اصحاب النبی ﷺ جلس علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی ﷺ فاخبرہ فقال رسول اللہ ﷺ ھی المانعۃ وھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر.

(اخرجہ الترمذی، شوق وطن ص ۲۳، ۲۴، ۴۰، فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کوئی صحابہ کسی قبر پر بیٹھ گئے اور (بوجہ نشان نہ ہونے کے) ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ سو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک آدمی ہے جو سورۂ مُلک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو پورا ختم کیا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو آکر خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے بچانے والی اور نجات دینے والی ہے کہ مُردے کو عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے۔

ابو القاسم السعدی نے کتاب ''الروح '' میں لکھا ہے کہ۔

Marfat.com

هذا تصدیق من النبی ﷺ بان المیت یقرأ فی قبرہ فان عبداللہ اخبرہ بذلک وصدقہ رسول اللہ ﷺ۔

یہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس بات کی تصدیق ہے کہ میت اپنی قبر میں قرآت کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اس کی خبر دی اور آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

امام کمال الدین "کتاب العمل المقبول فی زیارۃ رسول ﷺ" میں لکھتے ہیں کہ

هذا الحدیث واضح الدلالۃ علی ان المیت کان یقرأ فی قبرہ سورۃ الملک۔

یہ حدیث اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ میت اپنی قبر میں تلاوت کرتی ہے۔ اس روایت میں بعض اولیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اکرام کا ثبوت ہے اور بعض اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ تو بعض کے ساتھ قبر میں نماز کے ساتھ اللہ کے اکرام کا ثبوت ہے۔

فإذا کان من کرامۃ اللہ لاولیائہ تمکین من الطاعۃ والعبادۃ فی القبر فالانبیاء بطریق الاولی۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ۔

ان کثیرا منَ الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامۃ عند الدارمی وقرأۃ القرآن عند الترمذی الخ۔

(فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳، کتاب العلم باب من اجاب الفتیا. مطبع مجلس علمی دابھیل)

قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان واقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرآنِ پاک کی تلاوت کا ترمذی کی روایت میں۔

Marfat.com

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اخبار الاخیار'' میں شیخ محمد ترک نارنومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ وہاں دو شہیدوں کی قبریں ہیں ایک کو بوجہ بلند زمین بلند شہید اور دوسرے کو بوجہ نشیب زمین نشیب شہید کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں شہداء حافظ کلام اللہ تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے ان کی قبروں سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی ہے جو بطریقِ دَور پڑھتے تھے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۰۹)

صاحبِ خزینۃ الاصفاء شیخ روزبان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ۔

شیخ ابو طاہر جو شیخ روزبان کے اصحاب میں سے ہیں، کہتے ہیں! کہ میں اور شیخ روزبان ہر روز صبح کو قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو دنیا میری نظر میں تیرہ و تاریک ہو گئی ایک دن میں نے پچھلی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور شیخ کی قبر کے سرھانے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا مگر مجھے اپنی تنہائی اور بے کسی پر رونا آیا اسی حالت میں میں نے شیخ کی قبر سے تلاوت کی آواز سُنی اور جب تک لوگ جمع نہیں ہوئے برابر سُنتا رہا۔ یہی حال ایک عرصہ تک رہا مگر جب میں نے اس کا ذکر ایک دوست سے کر دیا تو اس روز سے آواز کا آنا موقوف ہو گیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص ہر روز بوقتِ سحر اپنے شیخ کے ساتھ دس پارے دَور کرتا تھا اس کے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے تو وہ مُرید حسبِ عادت وقتِ سحر شیخ کی قبر پر پہنچا اور پڑھنا شروع کر دیا جب اس نے دس پارے پورے پڑھ لئے تو اس قبر سے آواز آئی کہ شیخ پڑھ رہے ہیں حتیٰ کہ جب دس پارے پورے ہوئے تو شیخ خاموش ہو گئے۔ دَور کا یہ معمول جاری رہا یہاں تک کہ اس شخص نے یہ راز اپنے بعض ساتھیوں پر ظاہر کر دیا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی نظیر حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۲۳۷، ۲۳۸)

Marfat.com

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ جب ان کا سر اقدس مصر میں دفن کیا گیا تو لوگ ان کی قبر اطہر سے تلاوت قرآن کی آواز سنتے تھے۔

(الکواکب الدریۃ ج ۲ ص ۳۸۴)

امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

حضرت احمد بن محمد الطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے ہر جمعہ کی شب میں تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی جاتی تھی۔ (الکواکب الدریۃ ج ۲ ص ۳۸۴)

حضرت آمنہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبرِ انور سے رات کے وقت تلاوتِ قرآن کی آواز آتی تھی۔ (الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۲۳۰)

امام شعرانی کے جد کریم حضرت علی بن شہاب الدین شعراوی کے متعلق شیخ علی العیاشی جو اہلِ قلب حضرات میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ وہ امام شعراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ کے اندر قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے سُنا کہ شیخ کی قبر سے تلاوت قرآن کی آواز آرہی ہے۔ شیخ نے سورۃ مریم سے تلاوت شروع فرمائی اور سورۃ رحمٰن پر اختتام فرمایا جب فجر طلوع ہوئی تو خاموش ہوگئے۔ (الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۴۵۹)

مولانا قاری ظہور احمد فیضی ''انوار العرفان فی اسماء القرآن'' میں لکھتے ہیں کہ۔

قبر کے اندر تلاوت قرآن کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تو بہت مشہور ہے متعدد کتب میں مرقوم ہے کہ آپ کی قبر شریف سے تلاوت قرآن کی آواز سُنی جاتی تھی۔

(طبقات الکبریٰ لشعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۳۶، الکواکب الدریۃ للمناوی قسم اول ج ۱ ص ۲۴۴، حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۶۶)

Marfat.com

یہ سعادت بھی اس امت کے خواص و حاصل ہے کہ ان کی قبر پر اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآن کرے اور اسے پڑھتے پڑھتے متشابہ لگ جائے یا غلطی ہو جائے تو وہ قبر کے اندر سے غلطی بتلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت علی بن عمر الحمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ۔

ایک مرتبہ ان کی قبر پر ان کے فرزند حسین بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش پائے گئے ایک شخص نے چند ساتھیوں کے ساتھ ملکر انہیں اُٹھایا اور ان کے گھر پر پہنچا دیا جب وہ ہوش میں آئے تو ان سے مدہوشی کا سبب دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے ابا حضور کی قبرِ انور پر تلاوت کر رہا تھا اچانک مجھے غلطی لگی تو میں نے سُنا کہ میرے والد محترم قبر کے اندر سے مجھے لقمہ دے رہے ہیں پس میں اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔ (جامع کراماتِ اولیاء ج ۲ ص ۲۸۶، ۲۹۰)

حضرت شیخ احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۳۷ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ۔

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی آزمائش کی گئی یہاں تک کہ وہ بادشاہ واثق کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ابراہیم بن اسمٰعیل بن خلف کہتے ہیں کہ جب ان کی گردن تن سے جُدا ہو کر زمین پر آرہی تو میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان کا سر قرآن پڑھ رہا ہے۔ میں اس طرف گیا تو وہاں کچھ گھوڑوں پر اور کچھ کھڑے ان پر پہرا دے رہے تھے جب سب آنکھیں سو گئیں تو اُن کے سر نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا جو کچھ ان سے سُنا گیا اس میں یہ آیت بھی تھی، ''الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون '' (العنکبوت) الف لام میم کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔ اس پر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

Marfat.com

(صفة الصفوة ج۲ ص۲۳۷، البدایه والنهایه لابن کثیر ج۷ ص۳۱۶،
شرح الصدور ص ۲۱۰، الکواکب الدریة ص ۵۴۰)

یہاں یہ واقعہ بھی کافی مناسبت رکھتا ہے کہ۔حضرت شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاللہ سکندری شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۰۹ھ کے حالات میں ہے کہ۔

ایک مرتبہ ان کی قبر پر مشہور ترین حنفی فقیہ حضرت امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ثم السکندری المعروف بابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۶۱ھ حاضر ہوئے اور سورۃ ھود پڑھنا شروع کی، جب ان الفاظ پر پہنچے ''فمنھم شقی وسعید'' (ھود: ۱۰۵) تو قبر سے آواز آئی: ''یا کمال! لیس فینا شقی، فاوصی ان یدفن ھناک'' اے کمال! ہمارے اندر کوئی شقی نہیں ہے، اس پر امام ابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے۔

(الکواب الدریة ج۳ ص۱۰)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وصیت پوری کرائی اور آپ کو حضرت ابن عطا اللہ سکندری کی قبر کی غربی جانب دفن کیا گیا۔ (شرح حکم ابن عطا اللہ السکندری ص۲۲)

مفتی سید عبدالرحیم دیوبندی سے سوال کیا گیا کہ بزرگانِ دین حینِ حیات یا بعد الوفات حج کیلئے یا دیگر مقامات پر جا سکتے ہیں یا نہیں؟ مفتی عبدالرحیم جواب دیتے ہیں کہ۔

اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفر کر سکتے ہیں، حج کے لیے بھی جا سکتے ہیں، مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے۔ خود ان کو اختیار نہیں ہوتا اور یہ درجہ یادِ الٰہی، سنت کی پیروی اور اتباع شریعت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے یہ ان کی کرامت اور حضور اقدس ﷺ کا معجزہ ہوگا۔ حقیقتِ السورت میں ہے کہ سورت کے

Marfat.com

ایک بزرگ شیخ محمد فاضل سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی اور ۱۳۰۲ھ میں وفات ہوئی، جس روز آپ کی وفات ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا آپ فرمارہے تھے کہ میں حج کے لیے جارہا ہوں چنانچہ سورت کے کچھ باشندے حج سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو ان کا بیان ہے کہ ہم نے مولانا صاحب کو حج کے دوران عرفات میں دیکھا تھا۔ (حقیقت سورت فارسی ص ۹۳، فتاوی رحیمیہ ج ۱ ص ۲۱۳)

اسی طرح فتاوی رحیمیہ میں اور واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''کفایۃ المعتقد'' میں کہا ہے کہ۔

بعض فقہاءِ صالحین سے فقیہ الکبیر ولی الشہیر حضرت احمد بن موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر میں سورت نور کی قرآت کی سماعت مشہور ہے۔

(شرح الصدور ص ۸۷)

اس تحقیق سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ علماءِ اعلام، تابعین عظام کے اقوال سے غیر انبیاء کا قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات بلکہ خود نبی کریم ﷺ کی تقریر و تصدیق سے ثابت ہے کہ غیر انبیاء بھی قبر میں تلاوتِ قرآن مجید کرتے ہیں۔ جب غیر انبیاء کا یہ حال ہے تو حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے قبر مبارکہ میں نماز پڑھنے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

مولانا محمد شعیب دیوبندی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اپنی کتاب ''معجزے اور دلیلونہ'' ص ۲۳۵ میں لکھتے ہیں کہ ''الحق'' رسالے میں ایک طالبِ علم کی شہادت کا واقعہ چھپا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح تھا کہ ایک طالبِ علم مولوی محمد شریف جوزر مل علاقے افغانستان کا رہنے والا تھا، اس نے اپنے والد سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی مگر والد نے اجازت نہیں دی بالآخر والد کی اجازت کے بغیر ہی جہاد پر چلا گیا اور شاہ توری علاقہ ارگون پر پہنچ گیا اور معاون عبدالحمید کے ساتھ حرکت انقلاب

Marfat.com

اسلامی سے مللر جہاد میں شریک ہو گیا۔ شدید جنگ شروع ہو گئی اور مختلف مقامات سے مسلمان امداد کے لیے امیر ارسلا خان کی قیادت میں پہنچ گئے۔ یہ طالب علم بہت بہادری سے لڑ رہا تھا کہ ایک کلاشنکوف کی گولی اس کے دل پر لگی جس سے وہ شہید ہو گیا۔ سخت سردی اور برف باری کے موسم کی وجہ سے اس کی لاش اپنے مورچہ میں دو دن تک پڑی رہی۔ تیسرے دن اس شہید کو اپنے مرکز میں لا کر وہاں دفن کر دیا۔ اس شہید طالب علم کے گاؤں کا ایک دوست زرمل پہنچا تو اس کو اس کی شہادت کی اطلاع ملی پھر اس نے شہید کے والدین کو خبر دی کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ سات دنوں بعد اس شہید کے دوست نے مرکز میں آ کر امیر حرکت انقلاب اسلامی سے عرض کی کہ اس شہید کا بوڑھا باپ بہت اصرار کر رہا ہے کہ اس کے شہید بیٹے کو یہاں سے نکال کر اس کو دیں تا کہ وہ اسے اپنے گاؤں میں دفن کرے۔ بالآخر بہت اصرار کے بعد امیر نے اجازت دے دی کہ اسے نکال لیا جائے۔ جب اس شہید کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اس کا جسم تر و تازہ تھا اور نہایت خوبصورت تھا اور اپنا ہاتھ اُس نے اپنے دل پر رکھا ہوا تھا۔ معاون عبدالحمید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے سات مرتبہ اس کے ہاتھ کو سیدھا کیا مگر جیسے ہی میں اس کا ہاتھ سیدھا کرتا وہ فوراً اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیتا۔ آخر کار ہم نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ پھر مجاہدین نے اس کی لاش کو اُٹھا کر اس کے گاؤں پہنچا دی۔ جب اس شہید کی لاش اپنے گاؤں پہنچی جہاں بہت سے لوگ جمع تھے تو اس کا بوڑھا باپ اس کے پاس کھڑا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کے باپ نے چیختے ہوئے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا اے میرے جگر گوشے! اگر تم حق عقیدے اور اچھی نیت کے ساتھ شہید ہوئے اور اگر اللہ رب العزت تم سے راضی ہے تو ابھی تم مجھ سے مصافحہ کرو تو میں اپنے تمام حقوق معاف کر دوں گا اور اگر تم نے مصافحہ نہیں کیا تو میں اپنے حقوق معاف نہیں کروں گا کہ تم میری بغیر اجازت کے میرے بڑھاپے میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

Marfat.com

سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھے جن میں مجاہدین بھی تھے، اُن تمام لوگوں نے دیکھا کہ اس شہید نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر اس کے باپ نے بلند آواز سے اُس کو معاف کیا۔ اس واقعہ کی گواہی تقریباً بیس ہزار لوگ دیتے ہیں۔ (ماہانہ ''الحق'' شمارہ نمبرا ج ۱۷ص ۲۲۶ ۱۴۰۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء)

ان مذکورہ تمام واقعات ودلائل سے ثابت ہوا کہ مردہ قبر میں تلاوت کر سکتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے اور زندوں کا کلام سن سکتا ہے اور حج بھی کر سکتا ہے اور گھوم پھر بھی سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیّت سے۔ جیسا کہ صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ۔

ان اللـه یعطی لارواحهم قوّة الاجساد فیذهبون من الارض والسماء والجنة حیث یشاء ون وینصرون اولیاء هم ویدمّرون اعدائهم إن شاء الله تعالیٰ۔

یعنی اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوت عطا کرتا ہے تو وہ زمین، آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔

ان شاء الله تعالیٰ۔ (والله ورسولهٗ اعلم)

تاریخ: ۲۲-۱۲-۲۰۰۶ء: دن: جمعۃ المبارک

المجیب:

سید احمد علی شاہ سیفی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سکنہ شالپین ضلع سوات حال کراچی

Marfat.com

قبر، برزخ اور عذابِ قبر کی تحقیق

Marfat.com

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلے میں کہ برزخ کا کیا معنی ہے اور قبر کسے کہتے ہیں اور عذاب قبر حق ہے یا نہیں؟ اور عذاب قبر روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور عذابِ قبر کے منکر کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ومنه الصدق والصواب:

برزخ کے معنی دو چیزیں کے درمیان حدِ فاصل اور روک کے ہیں۔

(مفردات القرآن امام راغب اصفہانی) برزخ دو چیزوں کے درمیان کی حد؛ روک؛ حائل؛ عالم برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے؟

(لغات القرآن ج ۲ ص ۲۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن ورائهم برزخ الىٰ يوم يبعثون۔

اور ان کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اس دن تک کہ (دوبارہ اٹھائے جائیں گے) رہیں گے؛ برزخ بازداشت میان دو چیز یعنی برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ ہے۔ وتقال مابين الدنيا والآخرة من وقت الموت الى البعث فمن مات دخل البرزخ۔

برزخ دو چیزوں کے درمیان پردہ ہے اور یہ بولا جاتا ہے (اس زمانے اور مکان پر) جو موت کے وقت سے لیکر حشر تک ہے پس جو شخص مر گیا وہ

Marfat.com

برزخ میں داخل ہو گیا: (صراح؛ علامہ ابو الفضل محمد بن عمر القریشی) برزخ ایک غیر محسوس پردہ ہے دنیا اور آخرت کے درمیان حائل ہے اور فعل انسانی کو اس میں کوئی دخل نہیں، مولوی سید نور الحسن بخاری لکھتے ہیں: تو برزخ موت کے بعد سے قیامت تک کے درمیانی دور: عہد: زمانہ اور مدت کا نام ہے: اس دور میں دنیاں والوں سے پردہ ہو جاتا ہے؛ اور آخرت بھی پوری طرح سامنے نہیں آتی؛ اس لیے اسے برزخ کہتے ہیں؛ قبر اس عالم برزخ کی پہلی منزل ہے؛ گویا میت کیلئے قبر اور برزخ دونوں؛ ظرف؛ ہیں؛ برزخ ظرف زماں اور قبر ظرف مکاں:

قبر اس مقام کو کہتے ہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے؛ قرآن وحدیث میں عموماً اس مدفن پر قبر کا اطلاق ہوا ہے مثلاً نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا گیا: و لا تقم علیٰ قبره: (پ نمبر ۱۰ سورۃ التوبۃ) اور اس کا فر منافق کی قبر پر کھڑے نہ ہو: و اذا القبور بعثرت (پ ۳۰ س انفطار)

یعنی اور (قیامت کے دن) جب قبریں اکھاڑ جائیں گی؛ حدیث شریف میں ہے کہ:

ان العبد اذا وضع فی قبره؛

(متفق علیه) (مشکوٰۃ المصابیح باب عذاب القبر)

بیشک بندہ جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس مرض کے دوران فرمایا جس کے بعد آپ صحت یاب نہ ہوئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ (بخاری مع فتح الباری ص ۱۶۵)

Marfat.com

ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء اور صلحاء کی انہی قبروں کو سجدہ کرتے تھے جو زمین پر موجود تھیں۔ علیین میں قبروں کو سجدہ کرنے کیلئے جانا بھلا کب ان کے بس کا روگ تھا۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ام المومنین) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گیا اور کہا کہ اماں جان مجھے حضور ﷺ کی قبر اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھائیں تو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے تین قبریں دکھائیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی قبریں دکھائیں جو زمین پر موجود تھیں۔ اگر قبر سے مراد علیین ہے تو کوئی بتائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سائلین کو علیین پر کیونکر لے گئیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فاذا وضع فی قبره وسوی علیه وتفرق عنه اصحابهٗ اتاه منکر ونکیر فیجلسانه فی قبره۔ (شرح الصدور ص ۵۴)

جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کو دفن کرنے والے رخصت ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں، پس اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔

حضرت بشیر اکال المعوی کی حدیث کے الفاظ۔

انی مررت بقبر وهو یسأل عنی فقال لا ادری فقلت لا دریت۔ (کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۴۲، مجمع الزوائد ص ۴۸، شرح الصدور ص ۵۰)

بے شک میں ایک قبر کے پاس سے گزرا تھا، جس سے میرے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، اس پر میں نے کہا کہ تم نے نہ خود جانا (نہ کسی جاننے والے کی بات مانی)۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ میت (کی قبر پر) تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے تھے اور حضور ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر پانی چھڑکا اور قبر پر سنگریزے رکھے۔ (مشکوۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اس کی قبر پر آئے اور اس کے سر کی طرف سے تین بار مٹی ڈالی۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۱۴۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بیٹی کی تدفین کے وقت ہم موجود تھے۔ حضور ﷺ قبر پر بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اقتراف مع المرأة نہ کیا ہو ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میں ہوں۔ فرمایا اس کی قبر میں اُتر جا پھر وہ بنتِ رسول ﷺ کی قبر میں اُترے۔ (مشکوۃ المصابیح)

عن عمرو بن حزم قال رانی النبی ﷺ متکئا علی قبره فقال لا تؤذ صاحب هذا القبر۔

(مشکوۃ المصابیح ص ۱۴۹، ابن عساکر، مسند احمد، کنز العمال ج ۱۵ ص ۲۰۷ حدیث نمبر ۴۲۹۹۰)

عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے قبر پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا قبر والے کو ایذاء نہ پہنچاؤ۔

ان احادیث مبارکہ کو ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ میت کو جس قبر میں داخل کرتے ہیں، جس قبر پر دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم ﷺ کا یہ عمل اپنی آنکھوں سے دیکھتے وہ اسی زمین پر ہی ہو سکتی ہے۔

Marfat.com

باقی قبر کے معنی لغات قرآن کے امام سے سُن لیجئے۔

القبر کے معنی میت کو دفن کرنے کی جگہ کے ہیں۔ اقبرہ کے معنی کسی کے لیے قبر مہیا کرنے کے ہیں تاکہ اسے دفن کیا جائے۔ قرآن میں ہے۔ ''ثم اماتہ فاقبرہ'' پھر اس کو موت دی۔ پھر اسے قبر میں دفن کرایا۔ (مفردات القرآن للاصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص۲۲۳)

عربی کی مشہور لغت ''منجد'' دیکھئے۔

القبر : آدمی کے دفن کا مقام جمع قبور اقبرہ: کسی کے دفن کرنے کو قبر بنانا، اقبر القوم: قوم کو مقتول کے دفن کی اجازت دینا۔ (المنجد عربی اردو ص ۹۵۷)

لغات القرآن کے امام (راغب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) یا صاحبِ منجد نے قبر کے معنی میں کہیں گڑھا کا لفظ نہیں لکھا۔ قبر کے معنی گڑھا تو کوئی جاہل ہی کرے گا، گڑھا تو ہیں حفرہ کے معنی، قبر کے معنیٰ تو ہیں: میت کو دفن کرنے کی جگہ، آدمی کے دفن کا مقام مقرّ المیت۔

قرآن کریم میں ایک جگہ ''قبر'' کا لفظ آیا ہے۔ ''قبرہ'' (پارہ ۱۰ ع ۱۷) چار مقامات پر ''القبور'' ہے۔ (پ ۱۷ ع ۸، پ ۲۲ ع ۱۵، پ ۲۸ ع ۸، پ ۳۰ ع ۲۵)

ایک مقام پر ''القبور'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۷)

ایک مقام پر ''اقبرہ'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۵)

ایک مقام پر ''المقابر'' ہے۔ (پ ۳۰ ع ۲۷)

ان آٹھ مقامات میں سے کسی مقام پر بھی قبر کے معنیٰ نہ گڑھا ہیں اور نہ ہی عالم برزخ بلکہ آٹھوں مقامات پر قبر ہی مراد ہے۔ اور حدیث میں بھی جہاں قبر کا ذکر آیا ہے وہاں یہی محسوس قبر ہے۔

Marfat.com

قبر کا عذاب وثواب

قبر کے عذاب وثواب پر جمیع اہلسنت متفق ہیں۔ ان کے نزدیک عذاب قبر حق ہے۔ یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے حق فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا ''نعم عذاب القبر حق'' ہاں: قبر کا عذاب حق ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہو (الا تعوّذ بالله من عذاب القبر) مگر عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔

ترمذی شریف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

استعیذوا بالله من عذاب القبر ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عذابِ قبر سے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

اللهم انی اعوذ بک من العجز والکسل والجبن والهرم، واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنة المحیا والممات ۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۴۲، مسلم شریف ج ۲ ص ۳۴۷، ترمذی ج ۲ ص ۱۸۷، نسائی ج ۲ ص ۳۱۳)

اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عجز وکسل سے، بزدلی اور انتہائی بڑھاپے سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے۔

عذاب روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ بعض مبتدع فرقوں کا زعم ہے کہ

Marfat.com

عذابِ قبر صرف رُوح کو ہوتا ہے اور بعض کا وہم ہے کہ صرف بدن کو۔ لیکن اہلسنت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ قبر کا عذاب یا آرام روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعًا باتفاق اھلِ السنة والجماعة۔ (کتاب الروح ص ۶۲)

عذاب وراحت وآرام روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اس پر تمام اہلِ سنت وجماعت کا اتفاق ہے۔

امام تقی الدین السبکی فرماتے ہیں۔

وقد اجمع اھل السنة والجماعة علی اثبات الحیٰوۃ فی القبور۔

بیشک قبروں میں اثباتِ حیات پر اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

ان حیٰوۃ جمیع الموتٰی بارواحھم واجسامھم فی قبورھم لاشک فیھا۔

بلاشبہ تمام مُردوں کا قبروں میں اپنے ارواح واجسام دونوں کے ساتھ زندہ ہونا، اس میں کوئی شک نہیں۔

حضرت علامہ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

العذاب علی الروح والبدن کما ھو مذھب الجمھور وھو الصحیح۔

قبر میں گناہ گار کے بدن وروح دونوں کو عذاب دیا جاتا ہے۔

ومحل العذاب الروح والبدن جمیعًا باتفاق اھل السنة والجماعة وکذا القول فی التنعیم۔

اہلِ سنت وجماعت اس بات پر متفق ہے کہ قبر میں عذاب وثواب روح اور

Marfat.com

جسم دونوں کو دیا جاتا ہے۔

ان براہینِ قاطعہ سے خوب واضح ہوا کہ قبر میں روح وجسد دونوں کو سزا و جزاء دی جاتی ہیں۔ (المقاصد السنیة ص ۱۰۷)

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ومحل التنعیم والعذاب الروح والبدن جمیعًا باتفاق اھل السنة والجماعة کما ھو مذھب الجمھور وھو الصحیح. وقول العامّة واکثر ارباب الشرع علی انھم احیاء فی الحال بحیاة جسدانیة (شرح الصدور ص ۲۱۲، المقاصد السنیة ص ۱۰۵)

ترجمہ:

عذابِ قبر کے منکر کی اقتداء میں نماز کا حکم:

علامہ طاہر بن احمد حنفی ''خلاصة الفتاوی'' میں لکھتے ہیں۔

ولا یجوز الصلوٰة خلف من ینکر شفاعة النبی علیہ السلام وینکر کرامًا کاتبین وعذاب القبر کذا من ینکر رؤیة لانّه کافر۔

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور کرامًا کاتبین اور عذابِ قبر اور رؤیت باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے کیونکہ وہ کافر ہے۔ (ص ۱۴۹)

رئیس الفقہاء ورأس المحققین حافظ ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ولا یجوز الصلوٰة خلف منکر الشفاعة والرؤیة وعذاب القبر والکرام الکاتبین لانه کافر لتواتر ھٰذه الامور عن الشارع علیہ السلام ۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۷)

Marfat.com

شفاعت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور عذابِ قبر اور کراماً کاتبین کے منکر کی اقتداء میں نماز درست نہیں ہے کہ وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ السلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

مولانا عبدالعلی بحرالعلوم حنفی لکھتے ہیں۔

منکر الشفاعة لاهل الكبائر والرؤية وعذاب القبر ومنكر الكرام الكاتبين كافر۔ (رسائل بحر العلوم ص ۹۹)

اہلِ کبائر کیلئے شفاعت اور رؤیتِ باری تعالیٰ اور عذاب قبر اور کراماً کاتبین کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

علامہ ابوالشکور سالمی فرماتے ہیں کہ۔

فاما عذاب القبر للمؤمنين من الجائزات وللكافرين من الواجبات والله تعالیٰ يقول النار يعرضون عليها غدوًا وعشيًا. يعنى فرعون وقومه دل انه كان صحيحا فى اىّ موضع وعلى اىّ حال ومن انكر هذا يصير كافرًا. "والله تعالیٰ اعلم"۔

(تمهيد ص ۱۲۵)

عذابِ قبر مؤمنوں کیلئے جائز اور کافروں کیلئے واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ فرعون اور اس کی قوم صبح وشام آگ پر پیش کی جاتی ہے، یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ عذاب صحیح ہے جس جگہ میں ہو اور جس حالت میں ہو جو اس کا منکر ہو سو وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بکر الانصاری الخزرجی الاندلسی القرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فاعلموا ايها الاخوان ان عذابُ القبر ونعيمه حق كما صرحت

Marfat.com

بہ الاحادیث الصحیحة ولکن اللہ تعالیٰ یأخذ بابصار الخلائق واسماعھم من الجن والانس عن رؤیة عذاب القبر ونعیمہ لحکمة الٰھیة ومن شک فی ذٰلک فھو ملحد الخ۔

(مختصر تذکرة القرطبی لعبدالوھاب الشعرانی رحمة اللہ تعالیٰ علیھما ص ۳۶)

اے بھائیو تم بخوبی جان لو کہ قبر کا عذاب اور اس کی راحت برحق ہے جیسا کہ صحیح احادیث صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی (مکلّف) مخلوق میں سے جنوں اور انسانوں کی آنکھوں اور کانوں سے قبر کے عذاب وراحت کو اوجھل رکھتا ہے کیونکہ حکمتِ الٰہی کا تقاضہ ہی یہی ہے اور جو شخص اس کا انکار کرے تو وہ ملحد ہے۔

تاریخ: 23/12/2006

المجیب: سید احمد علی شاہ سیفی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

Marfat.com

الحکم الشاق علٰی عُنُق العاق

(حصہ دوم)

(عاق کا شرعی حُکم)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اس مسئلے میں کہ ایک شخص اپنے مرشد اور اُستاذ سے عاق ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ فاسق ہے یا کافر۔ اگر فاسق ہے تو کس قسم کا ہے اور امامت وافتاء کے لائق ہے یا نہیں۔ اگر کافر ہے تو کس وجہ سے اور کس دلیل سے اور اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔

"بیّنوا وتوجروا"

المستفتی: سید سراج الحق شاہ سیفی

الجواب ومنه الصدق والصواب:

مُرشد اور اُستاذ کا عاق فاسق نہیں بلکہ کافر ہے جیسا کہ خُداوندِ کریم قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔

"واذ قلنا للملائکة اسجدوا لأدم فسجدوا الاابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین.

ای صار منهم باستقباحه امر الله ایاه بالسجود لأدم علیه السلام اعتقادًا بأنهٔ افضل منه والافضل لا یحسن أن یؤمر بالتخضع للمفضول" (تفسیر بیضاوی، ص ۲۳، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ)

وجۂ کفر یہ ہے کہ اُستاذ و مُرشد کی تخفیف کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ جیسے اس

Marfat.com

عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ سب فرشتے بمعہ شیطان کے آدم علیہ السلام کے شاگرد تھے سب فرشتوں نے سجدۂ تعظیمی کیا لیکن شیطان نے نہیں کیا بلکہ آدم علیہ السلام کو حقیر جانا جبکہ وہ اُستاذ ہونے کے باعث لائقِ عزت تھے جیسا کہ مصرح موجود ہے۔

''وهو مراعاة للأدب بتفويض العلم كله إليه''

(تفسیر بیضاوی، ص ۶۴)

اور جیسا کہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔

''ابىٰ اى امتنع من السجود لآدم فلم يسجد واستكبر وهذا كان من الله خبرا عن ابليس فانه من خلق الله الذين يتكبرون عن الخضوع لامر الله والانقياد لطاعته فيما امرهم وفيما نهى هم عنه والتسليم له فيما اوجب لبعضهم على بعض من الحق فنبه الله إلى الكافرين انه كان حين ابىٰ من السجود فصار من الكافرين حينئذ وقبل فى هذا الموضع''۔

(تفسیر ابن جریر ج ا ص ۱۷۵)

تفسیر ابن جریر کی عبارت سے ثابت ہے کہ ایک شخص کا دوسرے شخص پر حق ہوتا ہے اور خُداوندِ کریم فرماتا ہے کہ تو اس کا حق ادا کر اور وہ اس کا حق ادا نہیں کرتا بسبب تکبر اور حسد کے تو وہ اس صورت میں کافر ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے آنحضرت سرورِ کائنات ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور طاعت تمام دنیا پر واجب تھی کیونکہ وہ معلم الخیر تھے۔ جس وقت یہودیوں نے تعظیم وتوقیر سے انکار کیا بوجہ تکبر وحسد کے تو خُداوندِ کریم نے اُن کو کفر میں مبتلا کیا۔ اسی طرح سے استاذ ومرشد معلم الخیر ہیں ان کی تعظیم وتوقیر شاگرد ومرید پر واجب ہے اگر وہ تعظیم وتوقیر نہیں کرتا بلکہ تخفیف کرتا ہے تو اس صورت میں کفر لازم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خُداوندِ کریم قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

"یاایها الذین اٰمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم. قال ابن عباس وجابر رضی الله تعالی عنهما هم الفقهاء والعلماء الذین یعلمون الناس معالم دینهم وهو قول الحسن والضحاک والمجاهد"۔ (خازن، ج ۱،ص ۳۷۲، لبنان بیروت)

خُداوندِ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی کُفر ہے۔ اسی طرح اُستاذ کی اطاعت واجب ہے اور نافرمانی کرنا کفر ہے۔ کیونکہ حکم معطوف اور معطوف علیہ دونوں کا ایک ہوتا ہے۔

دوسری دلیل اس آیتِ کریمہ کی دلالت النص سے ہے۔

"لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا"۔ مطلب یہ ہے کہ اصل نصوص میں تعلیل ہے۔ اس نص میں علت یہ ہے کہ آنجناب سرورِ کائنات ﷺ تمام مخلوق کیلئے مُعلم الخیر تھے اس لیے ان کا نام مبارک لیکر پُکارنا حرام ہے اور ان کی تخفیف کرنا کفر ہے جیسا کہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

"وفی هٰذه الاٰیة بیان توقیر معلم الخیر لان رسول الله ﷺ کان معلم الخیر فأمر الله بتوقیره وتعظیمه وفی هٰذه الاٰیة معروفة حق الاستاذ لانه معلم الخیر أیضا وجب علی التلمیذ توقیره"۔ (تفسیر روح البیان، ج ۲،ص ۱۹۷، سورۃ نور)

اس کی تائید یہ آیتِ کریمہ کرتی ہے۔

"قال له موسٰی هل اتبعک علی ان تعلمن مما علمت رشدا الخ. قال ستجدنی ان شآء الله صابرا ولااعصی لک امرا"۔

موسیٰ علیہ السلام باوجود کمالِ علم کے اور عالی منصب ہونے کے اپنے اُستاذ کی تعظیم اور توقیر اور تابعداری کرتے تھے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ

Marfat.com

اُستاذ اور مُرشد کی تخفیف اور نافرمانی کرنا کفر ہے۔

''وفیه دلیل علی انه ینبغی لاحد ان یترک طلب العلم وان کان قد بلغ نهایة وان یتواضع لمن هو اعلم منه'' (تفسیر مدارک ص ۲۱۸)

جواب توبہ:

توبہ کا جواب یہ ہے کہ یعنی استاذ و مُرشد کے عاق کی توبہ قبول نہیں ہو سکتی جیسا کہ نصًا موجود ہے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں

فان تولوا فانّ اللّٰه علیم بالمفسدین قال المشائخ رحمهم اللّٰه تعالٰی فی تفسیر هٰذه الآیة عقوق الاستاذین لاتوبة منه۔

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۶ لبنان بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ عاق توبہ سے نہیں بخشا جاتا۔ جس طرح سابی الرسول توبہ سے نہیں بخشا جاتا یہ مذہب مختلف ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عاق، شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک توبہ سے بخشا جاتا ہے۔ اعوذ باللہ منه

تحذیر الاخوان ص ۱۷۰ میں فتحِ عمیق کے حوالے سے منقول ہے کہ عاق کے کفر کے بہت سی روایات منقول ہیں آخر میں لکھا ہے کہ عاق کا کفر۔ نوادر اور ذخیرہ کی روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اخون درویزہ بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالے میں لکھا ہے کہ کسی کتاب میں نہ روایت ہے کہ کسی سے سُنا گیا ہے اور نہ کوئی کہتا ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز ہے۔ دُرر الفرائد میں لکھا ہے۔

''حق الاستاذ فرض فمن انکر من حقه فهو کافر وکذا الشیخ بل الشیخ افضل من الاب فادبهٗ اولی من ادبه وقال یحیٰی بن معاذ العلماء ارحم بامة محمد صلی اللّٰه علیہ وسلم من ابائهم وامّهاتهم قیل

Marfat.com

وکیف ذٰلک قال لان اٰبائهم وامّهاتهم یحفظونهم من نار الدنیا وهم یحفظونهم من نار الآخرۃ''۔

یعنی استاذ کا حق فرض ہے جس نے اُستاذ کے حق کا انکار کیا وہ کافر ہے اس طرح شیخ (پیرومُرشد) کا حق ہے بلکہ شیخ والد سے افضل ہے تو شیخ کا ادب والد کے ادب سے اولیٰ ومقدم ہے۔ یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماءِ کرام امتِ محمدیہ پر ان کے والدین سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں پوچھا گیا کہ وہ کیسے فرمایا کہ ان کے والدین انہیں دنیاوی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں اور علماءِ کرام ان کو آخرت کی آگ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبدأ ومعادص ۴۶ میں لکھا ہے کہ۔

پیرومرشد کا حق تمام حقداروں (والدین، اساتذہ) کے حقوق سے بڑھ کر ہے۔ تربیت السالکین صفحہ ۱۲۴ میں پوری تحقیق ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ باپ تین قسم پر ہے اور ان میں بہتر وہ ہے جو اس کو تعلیم دے الخ۔

جامع الفتاوی فی الهدایة لاهل الخیاریٰ ص ۹۲ پر لکھا ہے۔

''واما حقوق الوالدین فثابت بنص القرآن کما قال الله تعالی (ان اشکر لی ولوالدیک) حیث قرّن اداء شکرهما باداء شکره واما حقوق الاستاذ (معلم العلم الشرعی) فوق ذٰلک فی الرعایة کما قال اسمٰعیل الحقی البروسوی فی تفسیره (روح البیان سورة لقمان ج۷ ص۷۸) حق المعلم فی الشکر فوق حق الوالدین قال الامام الواعظ رکن الاسلام محمد بن ابی بکر المعروف بامام زاده الحنفی فی کتابه شرعة الاسلام

Marfat.com

(ویقدم حق معلمه علی حق ابویه وسائر المسلمین) وقال العلامة یعقوب بن السید علی فی شرح شرعة الاسلام فی باب فضل العلم وسنة التعلم والتعلیم (روی عنه ﷺ انه قال خیر الامام من علمک وقد اشیر الیه فی قول علی رأیت احق الحق حق المعلم"۔ (شرعة الاسلام ص ۴۴)

وفی الفتاوی الھندیة ای فی الباب الثلثون فی المتفرقات ج ۵ ص ۳۷۸ (وینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ وادابه لایضن بشئ من ماله ولایقتدی به فی سھوہ) وقال وحید العصر الشیخ الاجل طاھر بن عبدالرشید البخاری فی خلاصة الفتاوی (وفی الشافی لا یجوز ان یتقدم العالم علی ابن استاذہ او ابن ابن استاذہ اذ کان ذٰلک الابن او ابن الابن عالمان، اما اذا کان جاھلًا فھو بالخیار زجرًا له) واما حقوق مشائخ الصوفیة (اھل البیعة) اشرف وافضل من حقوقھم فی رعایة الأداب) جامع الفتاوی ج ۱ ص ۹۳ شرح تعلیم المتعلم، مجالس الابرار، مجمع العجائب وغیرہ۔

جو شخص اپنے حقیقی باپ کا حکم نہ مانے تو وہ عاق اور نافرمان ہے کیونکہ نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور خاص کر علماء ومشائخ کی نافرمانی۔ مولوی عبدالھادی دیوبندی شاہ منصوری تسھیل المشکوۃ صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں کہ۔

"و عقوق الوالدین الخ والمعلم والشیخ قیاس علیھما وفی الفتاوی بر التلمیذ لاستاذہ افضل من بر الولد لوالدیه.لان الاب یحمی ولدہ من افات الدنیا والاستاذ یحمی تلمیذہ من افات

Marfat.com

الآخرة انتهى. ويؤيده ما فى كتب الفقه وزوج المرضعة اب المرضع انتهى. وتربية العلم افضل من تربية اللبن وقال فى الظهرية وغيرها لايجوز الصلوة خلف العاق ولا تقبل توبة انتهى. وفى العاق ثلاثة احرف العين دال على العيب والالف دال على الاهانة والقاف دال على القهر فهٰذه اسباب العقوق اعاذنا الله تعالى منه ولايجوز تعليم العلم ولاطلب المسئلة من العاق''۔

یعنی والدین کی نافرمانی اور اس پر قیاس استاذ اور پیر ومرشد کی نافرمانی ہے۔ شاگرد کا اپنے استاذ کی خدمت بیٹے کا اپنے والدین کی خدمت سے افضل ہے۔ کیونکہ باپ اپنے بچے کو دنیاوی مصیبتوں سے بچاتا ہے اور استاذ اپنے شاگرد کو اُخروی آفات سے بچاتا ہے۔ اسکی تائید فقہ کے دلائل سے بھی ہوتی ہے۔ دودھ پلانے والی عورت کا شوہر دودھ پینے والے بچے کا باپ ہے۔ اور علم کی تربیت دودھ کی تربیت سے افضل ہے۔ ظہریۃ میں ہے کہ عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور عاق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ عاق میں تین حروف ہیں۔ عین، عیب پر دلالت کرتا ہے، الف، اہانت پر دلالت کرتا ہے، قاف، قہر پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ تینوں عقوق کے اسباب ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچائے۔ آمین۔ عاق کو تعلیم دینا یا اس سے مسئلہ پوچھنا جائز نہیں۔

اور صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں کہ۔

ولاتعقن والديک اه وقياس عليهما المعلم والشيخ وزوج المرضعة معها والعجب فى هذا الزمان ان الاولاد يخالفون عن

Marfat.com

الوالدين والتلميذ من الاساتذة وهلم جرا وقال فضل بن عياض لااكلم العالم الذى يخالف عن شيخه ولاانظر إلى وجهه انتهى۔ (تسهيل المشكوة ص٦)

یعنی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اور اس پر قیاس استاذ اور پیرومرشد ہے اور رضاعی باپ بھی۔ اس زمانے میں تعجب کی بات یہ ہے کہ اولاد اپنے والدین اور شاگرد اپنے اساتذہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ فضل بن عیاض فرماتے ہیں میں اس عالم سے بات نہیں کرتا جو اپنے پیرومرشد کی مخالفت کرتا ہے اور نہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتا ہوں۔

دُررالفرائد معروف بکچکول الحیدری (مصنف: شیخ ابوعبدالرحمٰن حاجی ملا غلام حیدرالحنفی القادری) میں ہے کہ۔

من تعلم منه حرفا من القرآن او من تفسير او من الفقه او من مسئلة من المسائل الدينية او من كلمة الشهادة او من كلمة الاخرى او من الصلوة او من ذكر الله او نصيحة من الحسنات فهو استاذ فمن انكر من حقه فقد كفر لان حق الاستاذ فرض فمن انكر من حقه فهو كافر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استخف استاذه ابتلاه الله بثلاثة بلاء اوله نسى منه العلم والثانى قل رزقه والثالث يخرج من الدنيا كافرا ومن منع كلمة من كلام الاستاذ فهو عاق لايقبل الله تعالى عنه الصلوة والصوم والحج والزكاة وكل عبادة ولايجوز الصلوة خلفه ولايقبل شهادته ولايعتبر قوله ولو كان عالما فقيها ولاذبيحة من يده لانه صار عاقا فذبيحة العاق والكافر سواء كان فى النار من الكافرين الا ان

Marfat.com

یرضی عنہ استاذہ صار مسلما کما اسلم الکافر من الکفر کذا ذکر فی منہاج العابدین۔

یعنی دُررالفرائد میں ہے کہ جس نے کسی سے ایک حرف قرآن یا تفسیر یا فقہ یا دینی مسئلہ یا کلمہ شہادت یا کوئی دوسرا کلمہ یا نماز یا ذکر یا نیکی کی کوئی نصیحت سیکھی تو وہ اس کا استاذ ہے پس جو اپنے استاذ کے حق سے منکر ہوا وہ کافر ہے کیونکہ استاذ کا حق فرض ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ اسی طرح جس نے اپنے استاذ کی اہانت کی وہ کافر ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے استاذ کی توہین کی اس کو اللہ تعالی تین مصیبتوں میں مبتلا کرے گا۔

(۱) اس سے علم بھول جائے گا۔(۲) رزق میں کمی ہوگی۔(۳) دنیا سے کافر جائے گا۔

جس نے اپنے استاذ کی کوئی بات منع کی تو وہ عاق ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور کوئی عبادت بھی قبول نہیں فرمائے گا۔ اور عاق کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی شہادت قبول نہیں اور نہ ہی اس کے قول کا اعتبار ہوگا اگرچہ عالم ہو یا فقیہ اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز نہیں کیونکہ وہ عاق ہے اور عاق اور کافر کا ذبیحہ برابر ہے اور کافروں کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔ مگر یہ کہ استاذ اس سے راضی ہو جائے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔

آگے لکھتے ہیں کہ۔

لایقبل اللہ تعالی منہ کل طاعۃ کالکافر ولایجوز الصلوۃ خلفہ قال رسول اللہ ﷺ المرتد علی نوعین احدھما مرتد عن الدین فیلقنہ علی الفور فان عاد وتاب صار مسلما فیصح توبتہ ولایقتل والثانی المرتد عن الاستاذ لایقبل اللہ تعالی منہ کل

Marfat.com

طاعة بالاتفاق الاان يرضی استاذه ذکر فی الظهيرة و كذلك لا تسافر بغير اذن الاستاذ حتی لاتصير عاقا۔

(تذکره غوثیه ص ۲۲ بحواله دُرر الفرائد فصل فی الکراهیة ص ۳۳۵،۳۳۶، بریقه ص ۱۴۸)

یعنی اللہ تعالیٰ عاق کی کوئی عبادت کافر کی طرح قبول نہیں فرماتا اور عاق کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرتد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) دین سے مرتد: ایسے مرتد کو فوراً دین کی تلقین کی جائے گی اگر واپس آیا اور توبہ کی تو مسلمان ہو گیا اور اس کی توبہ قبول ہے اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) اپنے استاذ سے مرتد: ایسے مرتد کا کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس سے استاذ راضی ہو جائے اور استاذ کی اجازت کے بغیر سفر بھی نہیں کرنا چاہیئے تاکہ عاق نہ ہو جائے۔

عاق کا شرعی حکم یہ ہے کہ اس پر اپنی بیوی طلاق ہو جاتی ہے اور اس کا ذبیحہ حرام اور گواہی مردود ہے اور اس کی امامت صحیح نہیں یعنی اسکی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادۃ ہے۔ عاق کا کوئی قول و فعل معتبر نہیں اور کوئی بھی مالی و جانی عبادت قبول نہیں ہے اور اگر اسلامی قانون نافذ العمل ہو تو عاق واجب القتل اور لازم الاہانت ہے۔

سب سے پہلے عاق شخص کو توبہ کی ترغیب دی جائے گی اگر توبہ کر کے اپنے حقدار (استاذ، مرشد اور والدین) کو راضی کیا تو پھر اس کو اسلام کی تلقین کی جائے گی اور نکاح کی بھی تجدید کی جائے گی۔ اگر توبہ کرنے سے انکار کیا تو واجب القتل ہے۔ اور اگر قتل کا غلبہ و قدرت نہ ہو تو عاق کے ساتھ قطع تعلق کرنا واجب ہے البتہ استاذ کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے جس نے کسی سے ایک بھی حرف پڑھا اس کی قدر کرے گا اور اس کے سامنے عاجزی کرے گا۔

Marfat.com

فتاوی خانیہ میں ہے کہ عاق اور صلہ رحمی قطع کرنے والا جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ مجمعة العجائب میں ہے کہ۔

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ والدین کے نافرمان کی مغفرت کی جائے گی مگر استاذ کے نافرمان کی مغفرت نہ ہو گی۔ بحر الرائق ج ۵ صفحہ ۱۲۳، درسہ جا آوردہ۔ "الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر"۔ ونیز بحر الرائق صفحہ ۱۲۴۔ "ولو صغر الفقيه قاصدًا لاستخفاف بالدين كفر"۔ درشامی ج ۳ صفحہ ۲۰۳ آوردہ۔ "لان اهانة اهل العلم كفر على المختار"۔ عالم کی تخفیف اور استہزاء کرنا کفر ہے۔ تو کیا استاذ کی تخفیف واستہزاء کفر نہیں ہو سکتا بلکہ ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو حقوق استاذ کے ہیں وہ دلالت النصوص کے ساتھ ثابت ہیں وہ نصوص جو نبی کریم ﷺ کے حقوق میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ دونوں کی علتِ مشترکہ ہے۔ اور وہ علت یہ ہے کہ ہر ایک معلم الخیر ہے۔ اور دلالت النص حکمِ قطعی اور یقینی ثابت کرتی ہے جیسا کہ ظاہر علمِ اصول میں مرقوم ہے۔ اگر کسی صاحب کو علماء سے دوسری علت بغیر اس علت کے جو علماء متقدمین سے منقول ہے، معلوم ہو تو بتلا دے۔ خاکسار تسلیم کرنے کو تیار ہے۔

جوابِ ثانی:

بعض علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ اُستاذ ومُرشد کا عاق فاسق ہوتا ہے۔ ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ فاسق لُغت میں خارج عن حدالایمان کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

"قوله تعالى الا الفاسقين الذين. الفاسق فى اللُغة خارج عن حد الايمان"۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فاسق بھی کافر ہوتا ہے۔ فاسق کا کفر دلالت النص سے ثابت ہے جیسا کہ مولوی صاحب شرح علی الحسامی نے تشریح کی ہے۔

Marfat.com

''فان استدل بمعناه اللغوی فدلالت النص ص ۴۷. وفی الشرع الخارج عن امر الله بارتکاب الکبیرة ولهٗ درجات ثلث الاولی التغابی وهو ان یرتکبها احیانًا مستقبحًا ایاها والثانیة الانهماک وهو ان یعتاد ارتکابها غیر مبال بها والثالثة الجحود وهو یرتکبها متصوبا ایاها فخلع ربقته الایمان عن عنقه وهو لابس الکفر''۔ (تفسیر بیضاوی ص ۵۴)

عاق استاذ کا اگر فاسق ہے تو اعلیٰ درجے کا فاسق ہے (وهو لابس الکفر) اس سے ثابت ہوا کہ عاق امامت کے لائق ہرگز نہیں ہوسکتا۔

لان معصومیت الامام عن الکبائر شرط لان الامام هو الذی یؤتمّ به ویقتدی به فلو صدر منه الکبائر لوجب علینا الاقتداء له فی ذٰلک فیلزم ان یجب علینا فعل الکبائر وذٰلک محال لان کونه معصیة عبارت عن کونه ممنوعًا من فعله وکونه واجب عبارت عن کونه ممنوعا عن ترکه والجمع بینهما محال فثبت بدلالة النص بطلان امامة الفاسق وقال علیہ السلام لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق ودل ایضا علی ان الفاسق لایکون حاکما واحکامه لاتنفذ اذا ولی الحکم وکذا لاتقبل شهادتهٗ ولاخبرهٗ اذا اخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولافتیاه اذا افتی ولایقدم لصلوة۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۴۶۹) واما امامة الفاسق فقد علّلوا کراهته تقدمه بانه لاینهم لامر دینه وبان تقدمه للامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا بل مشی فی شرح منیة علی ان کراهة تقدیمه کراهته تحریم لما ذکرنا ولهٰذا لم تجز الصلوٰة

Marfat.com

خلفۃ اصلا عند مالک رحمه الله تعالی وفی روایة عن احمد
(شامی ج ا ص)
رحمه الله تعالی۔

اس طرح کبیری میں موجود ہے (ص ۳۱۸، ۳۱۹) فاسق، علماء، مجتہدین کے درمیان کافر اختلافی ہو گیا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ عاق کافر ہے اور اس کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہے۔ فتاوی نور الہدیٰ المشہور فتاویٰ جامع الفوائد میں ہے۔

وینبغی للمتعلم ان یعظم استاذه لان فی تعظیمه برکة ومن لم یعظم او شتم فهو عاق لا تقبل صلاته ولاامامتهٔ ویعذر ویشهر وعلیه الفتوی فی زماننا. (مختار الفتاوی) ولایجوز شهادة العاق ولاامامته وتسقط عدالته ولایتعتبر قوله ولایعمل بفتواه لو کان مفتیا. (تحفة الفقهاء) لایحل ذبیحة العاق ولاامامته لان العاق یصیر مرتدا فی الحال ومثواه فی النار. (فتاوی جامع) من امتنع کلمة من الاستاذ فهو عاق لم یدخل الجنة ولانجاة له من النار ویخرج من الدنیا بغیر الایمان ولاتقبل عبادته ان کان الاستاذ ممن تعلم منه حرفا من القرآن او تعلّم مسئلة من مسائل الفقه او الحدیث او النصیحة من الحسنات او الذکر او لقّن کلمة طیبة.

(فتاوی نور الهدٰی، ص ۴۲۴، ۴۲۵)

یہ مسئلہ میں نے کسی کے ساتھ تعصب یا عداوت کی وجہ سے شائع نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایک کو آگاہ کرنے کے لیے پیش خدمت ہے۔ کیونکہ آج کل بہت سے شاگرد استاذ کے ساتھ ہتک کے ساتھ پیش آتے ہیں اس لئے ان کو خداوندِ کریم کے حکم سے اور استاذ کے حقوق سے آگاہ کرتا ہوں۔ علماءِ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس

Marfat.com

مسئلے میں تمام کی رائے ایک ہونی چاہیے۔ واللہ ورسولہ اعلم

تاریخ: ۳۔۲۔۲۰۰۷

المجیب: تراب اقدام العلماء فقیر سیّد احمد علی شاہ سیفی

"ما قال المجیب فھو فیہ مصیب حرّرہٗ" خادم الاولیاء والعلماء الحقانی فقیر محمد روشن کوکاروی ضلع سوات صوبہ سرحد۔

"الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حرّرہٗ" فقیر محمد سرتاج علی۔

"المجیب مُصیب فی جواب الاول" کیونکہ درحقیقت حقوق اُستاذ مصرحاً قرآن مجید میں مثل حقوق والدین مذکور نہیں ہیں اس لیے بعض کے نزدیک وہ کفر نہیں سمجھا جاتا مگر حقیقت یہ ہے کہ اُستاذ کے حقوق نبی ﷺ کے حقوق میں داخل ہیں لیکن قرآن شریف میں تشریح نہیں ہے۔ بعض فتاویٰ میں نصاً تصریح موجود ہے اور بعض میں اشارتاً بہرحال کفر میں کلام نہیں جس میں تصریح کفر ہے وہ جوابِ اول میں ذکر کیے گئے ہیں مگر ان کا ذکر نہیں ہوا جس میں اشارتاً کفر مذکور ہے۔ اھانت العلماء من حیث العلم کفرًا لان العلم صفة ان دلته اللہ تعالی (بزازیہ). من ابغض عالمًا من غیر سبب دنیوی او دینوی خیفه علیه الکفر والحق انه یکفر فقه خلاصه حرّرہٗ۔ فقیر سید سراج الحق شاہ ترمذی۔

اقول وباللہ التوفیق ومنہ الوصول إلی غائیة التحقیق.

استخفاف العلماء واھانتھم من حیث العلم کفر علی ما ھو المختار فی اکثر الکتب الموضوعة للفتوی لانهٗ یستلزم استخفاف الانبیاء لاتصال بینھما مضًا کما فی الحدیث "علماء امّتی کأنبیاء بنی اسرائیل" فجعل العلماء من امته ﷺ کالأنبیاء من بنی اسرائیل مشعرًا بان استخفافھم من حیث

Marfat.com

العلم الذی هو وجه التشبیه موجب للارتداد كاستخفاف الأنبیاء علیهم السلام العیاذ بالله وفی فن الثانی من الاشباه. الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر. وفی تعزیر جامع الرموز انهٗ لاتعزیر بنحو یا حمارًا الا إذا قال لعالم بالعلوم الدینیة عن وجه المزاح فانه تعزیر فلو قال بطریق الحقارة كفر لان اهانة اهل العلم كفر علی المختار (انتهی). فلما كان استخفاف مطلقًا العالم مفضی إلی الكفر فاستخفاف المعلم إذا كان عالمًا بالعلوم الدینیة اولی لان احجار قلب الاستعاز بارتكاب ما لایجوز فی حقهٖ حرام لانه اوجب حرمته التافیف فی حق الوالدین بالنص القطعی عبارتًا وهما او ناحقًا ما الاولی ان تجب فی حق المعلم دلالته وهو اعلی حقا ویؤید لک فیما تقدم ما فی احیاء العلوم قال رسول الله ﷺ انما انا لكم مثل الوالد لولده بان نقصد انقاذهم من النار وهو اهم من انقاذ الوالد ولدهما من نار الدنیا فلذالک صار حق المعلم اعظم من حق الوالدین فان الوالد سبب الوجود الحاضر والحیاة الغائیة والمعلم سببٌ الحیاة الباقیة ولو لاالمعلم لانساق ما حصل جهة الاب إلی الهلاک الدائم وانما المعلم هو المفید للحیٰوة الاخرویة الدائمیة. (انتهی ج ١ ص ٣٣) فالحاصل ان استخفاف المعلم بالعلوم الدینیة دلیل علی استحلال ایلامه المجرم القطعی وهو موجب الكفر قال الامام الهمام التفتازانیؔ فی شرح عقائد النسفی. " استحلال المعصیة صغیرة او كبیرة

Marfat.com

کفر اذاثبت کونها معصیة دلیل قطعی وحد علم ذالک مماسبق والاستهانة بها کفر" (انتھی) حرّرہٗ فقیر عابد علی سیفی مدرس جامعہ امام ربانی فقیر کالونی کراچی۔

الجواب صحیح بلاریب ومخالفه عنیۂ فلااعتبار لهٗ حرّره فقیر ضیاء الحق

فی صحة هٰذا الجواب اتفاق فلیس لاحد فیه شقاق حرره سیف الحق

عُلماءِ کرام کے ساتھ کینہ بُغض رکھنا اور اُن کی توہین کرنا یا عُلماء کرام کی شان میں بُرا بھلا کہنا کفر ہے۔ خاص کر عوام جہلاء ایسی باتیں نہیں جانتے اِسلئے علمائے کرام کی توہین کرتے ہیں۔ اِس وجہ سے علامہ شامی نے لکھا ہے۔

"والاحتیاط ان یجدد الجاهل ایمانه کل یوم ویجده نکاح امرأته عند شاهدین فی کُل شهر مرة او مرتین إذا الخطاء وان لم یصدر من الرجل فهو من النّساء کثیر"۔ (شامی ص۳۲)

یعنی احتیاط اِس میں ہے کہ جاہل (عامی) شخص روزانہ ایمان کی تجدید کرتا رہے۔ اور ہر مہینے میں دو یا ایک مرتبہ اپنا نکاح پڑھاتا رہے۔ (یعنی نیا کرتا رہے) دو گواہوں کے سامنے کیونکہ اگرچہ آدمی کی طرف سے کوئی گناہ نہ ہو۔ مگر عورتیں گناہ میں کثرت کرتی ہیں۔

"حق العالم علی الجاهل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وهو ان لایفتح بالکلام قبله ولایجلس مکانه وان غاب ولایرد علیه کلامه ولایتقدم علیه فی مشیه"۔ (فتاوی عالمگیری ج۶ ص ۳۵۱ بر حاشیه فتاوی البزازیه)

Marfat.com

عالم کا جاہل پر اور اُستاذ کا شاگرد پر حق ایک جیسا ہے۔ اور وہ حق یہ ہے۔ کہ استاذ یا عالم کے سامنے ان سے پہلے بات شروع نہ کرے۔ ان کی بیٹھنے کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ اگر چہ اُستاذ غائب ہو۔ اور ان کی بات کو رد نہ کرے۔ اور چلنے میں ان سے آگے نہ بڑھے۔

دُررالفرائد میں لکھا ہے کہ۔

''حق الاستاذ فرض فمن انکر من حقه فهو کافر و کذا الشیخ افضل من الاب فادبه اولی من ادبه وقال یحیٰی بن معاذ العلماء ارحم بامة محمد ﷺ من ابائهم و امهاتهم قیل و کیف ذالک. قال لان ابائهم وامهاتهم یحفظونهم من النار الدنیا وهم یحفظونهم من النار الآخرة''۔

استاد کا حق فرض ہے۔ جس نے استاد کے حق سے انکار کیا۔ وہ کافر ہے اس طرح شیخ (پیرومرشد) کا حق ہے۔ بلکہ شیخ والد سے افضل ہے۔ اس لئے ان کا ادب والد کے ادب سے مقدم واولیٰ ہے۔ یحیٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ۔ اُمتِ محمد ﷺ پر علماءِ کرام والدین سے بڑھ کر رحم فرمانیوالے ہیں۔ پوچھا گیا۔ کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ والدین بچوں کو دنیاوی آگ سے بچاتے ہیں۔ اور علماءِ کرام ان کو اخروی آگ سے بچاتے ہیں۔

بریقه محمودیه فی شرح طریقه محمدیه ص ۲۵۸ پر لکھا ہے۔

وینبغی ان یقدم حق معلمه علی حق أبویه کما روی ان الحلوانی حین خروجه من بخاری زارته تلامذته الاالمزنجری قال منعتنی عن الزیارة خدمة امی قال الشیخ ترزق العمر ولاترزق الدرس وکان کذلک قال الشاعر۔

Marfat.com

آبــاء اجســامنــا الـذين مـضـوا　　قـد أوقـعونا في مـوقـع التلف
مــن عــلـم الـعـلـم كــان خيـر أب　　وهـو أبـو الـروح لا أبـو الـنطف

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر کبیر ج ا صفحہ ۲۶۱ پر تحریر کرتے ہیں۔

''ان الشيخ مقدم من الأب والأم لان الأباء والامهات يحفظونهٗ من نـار الـدنيـا وآفـاتهـا والـمشـائـخ يـحفظونه من نار الآخرة واشتدادها''۔

علامہ ابراہیم عبیدی مالکی اپنی کتاب عمدۃ التحقیق فی بشائر آل الصدیق صفحہ ۳۳۰ پر لکھتے ہیں۔

''الـولد علی قسمين: ولد صُلب وولد قلب وعند العارفين ولد الـقـلـب مـقدم عـلـى ولد الصُلب''۔ فتدبـر ولاتـكن من المتعصّبين۔ والله ورسوله اعلم۔

شعبۂ للبنات جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معلّمہ حافظہ نازیہ بنت محمد مسکین (مرحوم)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ استاد کی تعظیم کے متعلق فرماتے ہیں۔

''انـا عبد من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق''۔

(تعليم المتعلم، بريقه محمود يه في شرح طريقه محمدّيه)

یعنی میں اس شخص کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا۔ اگر وہ چاہے تو مجھے بیچ دے اگر چاہے تو آزاد کر دے اور اگر چاہے غلام بنا لے۔

سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ۔

Marfat.com

”من تعلم عبدا آية من كتاب الله فهو مولاه لاينبغی له ان يخذله ولايستأثر عليه“۔

یعنی جو کسی کو کتاب اللہ کی ایک آیت سکھا دے وہ اس کا آقا ہے لہٰذا سیکھنے والے طالب علم کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کی توہین کرے یا اس پر برتری جتائے۔

کسی شاعر نے حقوق الاستاذ کے بارے میں عجیب اشعار لکھے ہیں۔

رأيت احق الحق حق المعلم | واوجبه حفظا علی کل مسلم
لقد حق ان يهدی اليه كرامة | لتعليم حرف واحد الف درهم

میں نے تمام حقوق سے زیادہ استاد کا حق دیکھا ہے۔ میں استاد کے حق کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں پر زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔ بے شک حق یہ ہے کہ استاد کے ایک حرف کی تعلیم کے بدلے میں ادب کی بناء پر ہزار درہم ہدیہ پیش کیا جائے تو بھی کم ہے۔

(بريقه محموديه فی شرح طريقه محمديه ج ۴ ص ۳)

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ استاد اور شیخ کی فرمانبرداری اور ادب لازمی ہے۔ شیخ اور استاد کی نافرمانی اور بے ادبی سے بچنا ضروری ہے کیونکہ نافرمانی اور بے ادبی کرنے سے طالبِ علم اور مُرید عاق ہو جاتا ہے۔ اور عاق کے بارے گذشتہ سطور میں تفصیل گذر چکی ہے۔ والله اعلم بالصواب۔

(ہادیہ بنتِ مفتی عبدالحنان نوّر الله مرقدهٗ سابقہ معلّمہ: شعبہ للبنات جامعہ امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کاٹلنگ ضلع مردان)۔

قال فی تعليم المتعلم ان طالب العلم لا ينال العلم ولاينتفع به الا بتعظيم العلم واهله وتعظيم الاستاذ وتوقيره قبل ما وصل من وصل الابمراعاة الحرمة وماسقط من سقط الا بترك

Marfat.com

الحرمة وتعظيم العلم خير من الطاعة الا ترى ان الانسان لا يكفر بالمعاصية وانما يكفر بترك الحرمة ومن تعظيم العلم تعظيم المعلم قال على كرم الله وجهه " انا عبد من علمنى حرفا وان شاء باع وان شاء استرق" ومن علمك حرفا مما تحتاج اليه فى الدين فهو أبوك فى الدين ومن توقير المعلم ان لايمشى أمامه ولايجلس مكانهٔ ولايبدأ الكلام عندهٔ ولايسأل شيئا عند ملالته ويراعى الوقت ولايدق الباب ويطلب رضاه ويجتنب سخطه ويمتثل امره فى غير معصية ومن توقيره توقير أولاده وقرابته وخدامه ثم قال فمن يؤذى أستاذه يحرم بركة العلم ولاينتفع به الا قليلا (انتهى). وفى الفتاوى البزازيه بر حاشيه فتاوى عالمگيرى ج٦ ص ۳۵۱ "حق العالم على الجاهل وحق الاستاذ على التلميذ واحد على السواء وهو ان لايفتتح بالكلام قبله ولايجلس مكانه وان غاب ولايرد عليه كلامه ولايتقدم عليه فى مشيه. وفى الفتاوى العالمگيريه "وينبغى للرجل أن يراعى حقوق استاذه وآدابه لايضن بشئ من ماله ولايقتدى به فى سهوه كذا فى الغرائب ويقدم حق معلمه على حق أبويه وسائر المسلمين. (ص۳۷۸). وفى خلاصة الفتاوى التقديم على العلماء معصية كبير كما جاء فى الحديث من تقدم على العلماء فهو ملعون هكذا فى الفتاوى وفى الشافى لايجوز ان يتقدم العالم على ابن استاذه او ابن ابن استاذه اذا كان ذلك الابن وابن الابن عالما اما اذا كان جاهلا

Marfat.com

فهو بالخيار زجرا له. (ج۴ ص۳۲۷). وفی الدرر الفرائد فصل
فی الکرهیة ص۳۳۶ وکذلک لاتسافر بغیر اذن الاستاذ حتی
لا یصیر عاقا. وفی الوسیلة الاحمدیة والذریعة النسرمدیة بر
حاشیه شرح طریقه محمدیه ص۲۵۶ ولایتقدم علیه فی مشیه
فقد صح قولهٗ ﷺ لمن تقدم علی الصدیق فی ذلک أتمشی
امام من هو خیر منک الحدیث. کما هو فی المواهب وروی
الدیلمی وغیره عن جابر رضی الله تعالی عنه قال قال رسول
الله ﷺ المشی بین یدی الکبراء من الکبائر ولایمشی بین
یدی الکبراء الا ملعون قالوا ومن الکبراء یا رسول الله قال
العلماء والصالحون کما فی التوفیق وقد ورد فی الاخبار من
عظم الشیوخ یعطی لهٗ مثل عمرهم وفی تعلیم المتعلم ای
الکتاب المسمی به ومن توقیر (بالقاف) المعلم أن لایمشی ای
الطالب امامه ای الاستاذ تعظیما له ولایجلس مکانه ولایبتدی
الکلام عنده الاباذنه ولایکثر الکلام أی المباح فضلا عن غیره
عنده لانه یفضی للخروج عن الادب ولایسأل منه شیئا من
العلم عند ملالته لثقل الجواب علیه ویراعی الوقت فیأتی وقت
ظهوره ولایدق الباب عند وصوله إلیه لئلا یؤذی الاستاذ فیه بل
یصبر حتی یخرج قال الله تعالی. "ولو أنهم صبروا حتی تخرج
إلیهم لکان خیرا لهم" فالحاصل فی ذلک انه ای التلمیذ
والجاهل یطلب رضاه أی العالم ویجتنب سخطهٗ ای ما یؤذیه.
وفی التکملة ج۱ ص۱۴۵. ومن طعن علی علماء الامة فلایلوا

Marfat.com

من الا امهٔ کما فی الکرمانی. وفی بحر الرائق ومن ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر ولو صغر الفقیه او العلوی قاصدا الاستخفاف بالدین کفر (ج ا ص ۱۲۴). وفی عالمکیری. وفی النصاب من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر ج۲ ص ۸۸۹ وایضا فی عالمکیری ویخاف علیه الکفر إذا شتم عالما او فقیها من غیر سبب ج۲ ص ۸۹۰ وایضًا شامی. قال فی الاشباه الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر وعن مجموع النوازل اهانة علماء الدین کفر وعن المحیط ان شتم عالما فقد کفر فتطلق امرأتهٔ. الاستخفاف بالعلماء کفر لکونه استخفافًا بالعلم والعلم صفة الله تعالیٰ (بزازیه ص ۱۷۸). قال فی الاشباه الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر وعن منیة المفتی تخفیف العلم والعلماء کفر وعن الخزانة من اذی العلماء ینفی من البلد وعن مجموع النوازل اهانة علماء الدین کفر. (بریزه ج۴ ص ۴) حررهٔ۔

فقیر سیّد عبدالحق شاہ ترمذی حنفی سیفی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

اللّٰهم اغفر لمصنفه ولوالدیه ولاحبابه ولاولاده ولعشیرته ولازواجه ولاخوانه ولذرّیاته النسبی والروحانی ولمن سعیٰ فیه. آمین یارب العٰلمین برحمتک یاارحم الراحمین. تمت بالخیر۔

تاریخ: ۱۳۔۲۔۲۰۰۷ وقت: ۱۰:۰۰ صبح

Marfat.com

والدین کی نافرمانی اور ان کی گستاخی کرنا شریعت میں بدترین جُرم اور دنیاوی واُخروی تباہی وبربادی کا باعث ہے۔ اور اُن کی خوشنودی اور تابعداری جنت میں داخلے کا ذریعہ وسبب ہے۔ بلکہ حضور سیدِ دوعالم ﷺ نے جنت کو تحت اقدام الامهات قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی باپ کی خوشنودی سے جوڑ رکھی ہے۔ تو والدین کا نافرمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً بہت بڑا مجرم ہے۔ اور ایسا شخص سزا کے قابل ہے البتہ دنیا میں زجر وسزا رائے الامام کے حوالے ہے وہ جتنا اور جیسا مناسب سمجھے وہی بہتر ہوگا۔

''لما قال الله تعالیٰ ولاتقل لهما اُف ولاتنهر هما وقل لهما قولا كريما ''۔(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۱، فتاوٰی حقانیه ج۲ ص۴۴۹)وقال عبدالله بن عمر الكبائر سبع الاشراک بالله وعقوق الوالدين...الخ. وسئل ابن عباس عن الكبائر اسبع هی قال هن إلى السبعين أقرب وعد منهن عقوق الوالدين...الخ (جوهرة النيّرة شرح قدوری ج۲ كتاب الشهادات ص۲۹۵). وعن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ الكبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. روی البخاری وفی رواية انسؓ رضی الله تعالی عنه وشهادة الزور بدل اليمين الغموس. (متفق عليه، مشكوٰة المصابيح ج۱ ص۱۷ باب الكبائر وعلامات النفاق الفصل الاول، فتاوٰی فريديه ج۲ ص۴۲۴). عن عبدالله ابن عمر رضی الله تعالی عنهما قال قال رسول الله ﷺ رضی الربّ فی رضی الوالدين سخط الله فی سخط الوالد. كذا فی

Marfat.com

الجامع الصغير لانهٗ تعالى امر ان يطاع الاب ويكرم ومن اطاعه فقد اطاع الله تعالى ومن اغضبهٗ فقد اغضب الله تعالىٰ وھٰذا وعيد شديد يفيد ان العقوق كبيرة وعلم منه بالاولى ان الام كذلک كذا فى التيسير لان حقّها اكثر فعلى العاقل ان يحترز ان يكون عاقا لوالديه. (بحواله دُرّة الناصحين ج ۲ ص)۔

یہ بات پہلے ثابت ہو چکی ہے کہ استاذ و مرشد کا حق والدین کے حق سے زیادہ اور فوق ہے۔ لہٰذا ان کی نافرمانی بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اور گناہ چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ اسے حلال جاننا یہ کفر ہے۔ لہٰذا ایسا شخص کافر ہے۔

در فاتحۃ العلم گفتہ کہ عقوق والدین را توبہ محو کند وعقوق استاذ را نکند (فتاوی برہنہ ج ۱ ص ۱۰۵)۔ نمبر ۶۰ (من المحرمات)

ومشی پیش از کبری ای علماء وصلحاء وفی الحديث المشی بين يدى الكبرياء كبيرة ولا يتقدم الا ملعون این در کنز گفتہ۔ (ج ۱ ص ۱۱۲ برہنہ)

در جامع گفتہ باہانت علم وعلماء کافر میشود براصح۔ (برہنہ ج ۱ ص ۱۲۷)

یا تشبیہ کند بمذکران یا معلمان بطریق استہزاء در خلاصہ گفتہ وہمچنین جماعتی کہ بادی بخندد۔ یا استہزاء کند شریعت راہ (فتاوی برہنہ ج ۱ ص ۱۲۷)

الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر

(حموی شرح اشباه والنظائر ص ۱۷۸)

قال الملا على قارى من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر قلت الظاهر انه يكفر لانه اذا ابغض العالم من غير سبب دنيوى او اخروى فيكون بغضهٗ لعلم الشريعة ولاشک فى كفر من انكره فضلاً عمن ابغضهٗ. (شرح فقه الاكبر لملا

Marfat.com

علی قاری ص ۱۷۳ فصل فی العلم والعلماء) بحواله: (فتاوی فریدیه ج ۲ ص ۴۲۳)۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے استاد کا عاق توبہ سے نہیں بخشا جاتا جب تک کہ استاد کو راضی نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عاق، شرک سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شرک توبہ سے بخشا جاتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں والدین، استاد اور شیخ کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین۔ (عبدالاکبر نقشبندی سیفی)

Marfat.com

قبر کے گرد تبرکاً گھومنے کا شرعی حکم

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اور مفتیانِ کرام اس مسئلے میں کہ کعبۃ اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کا طواف کرنا اور اس کے ارد گرد گھومنا کیسا ہے۔

بیّنوا توجروا. فقط والسلام

المستفتی: سید سراج الحق سیفی

الجواب ومنه الصدق والصواب:

طواف کرنا بہ نیت تقرب وتعبد کے یہ خاصہ ہے بیت اللہ شریف کا۔ مذکورہ نیت کے بغیر کسی اور چیز کا طواف کرنا یا اس کے ارد گرد گھومنا جائز ہے۔ اگر نیت تقرب اور تعبد (یعنی عبادت کرنے) کی نہ ہو بلکہ معائنہ کرنا مقصود ہو یا اس سے برکت حاصل کرنا یا اس میں برکت ڈالنا مقصود ہو تو پھر جائز ہے اور شرع میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

جیسا کہ حدیث شریف ہے۔

''انما الاعمال بالنیات''۔ (بخاری، ج ۱، ص ۴۰۱)

ایک اور حدیث شریف میں ہے: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

''طاف حول اعظمها بیدرًا ثلث مرات''۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۳۷)

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے ارد گرد تین چکر لگائے۔ اسی روایت کو بخاری شریف ج ا صفحہ ۳۹۰ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

''فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له اه ''۔(بخاری ج ا ص ا ۵۰) فجعل یطوف بالجمل اه (بخاری ج ا ص ا ۴۰) فطاف بالنخل ودعا بثمرها اه (بخاری ج ا ص ۳۲۲، ایضا بخاری ج ا ص ۳۵۴) حدیث (طاف حول اعظمها...الخ) طیبی شرح مشکوٰة شریف ج ا ا ص ۱۳۶ باب فی المعجزات اورمظاهر حق ج۵ ص ۲۴ اوراشعة اللمعات ج۴ ص ۸۷ پر بھی ہے۔ یدور بیدرا اه نسائی للمجتبیٰ ج۲ ص ۱۳۰۔

واللہ اعلم ورسولہ

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

Marfat.com

سیف الرحمٰن علیٰ مُنکرِ قیّومِ الزّمان

(بندہ کب قیوم الزمان بنتا ہے؟)

Marfat.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلسنت و جماعت اس مسئلے میں کہ کسی بزرگ کو قیوم زمان یا قیوم جہاں کہنا کیسا ہے۔ بعض لوگ اس کو کفر کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نا جائز ہے۔ اس کا حکم کیا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰہ الّذی جذّب قلوب المؤمنین الی جنابه وحرّق وجود العاشقین بنار ذاته وبيّض وجوه المقرّبين بشمع جماله والصلٰوة والسلام على رسول الذّى ارسل الى عباده واورد اسمه فى توراته محمّد رسول اللهﷺ وخير العاقبة لعباده الّذين لاخوف عليهم ولاهم يحزنون.

الجواب بعون الملک الغفار وبحرمة سيّد الابرار ﷺ.

کسی بزرگ کو قیوم زمان یا قیوم جہاں کہنا جائز ہے۔ جیسا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں فرمایا:

(مکتوب نمبر ۴۷ حصہ ۷ دفتر ۳ ص ۷۵)

ان کی عبارت آگے بیان کی جائے گی۔ ولایت کے مقامات ومراتب میں

Marfat.com

سے صوفیاء کرام کا ایک مقام ہے جسے ''مقامِ قیومیت'' کہتے ہیں۔ بلکہ اس کے اُوپر ایک مقام ''مقامِ صدیقیت'' ہے اور اس سے بھی اُوپر ایک مقام ''مقامِ رضا و عبدیت'' ہے۔ پھر اس مقام یعنی (عبدیت) میں مراتب کی ترقی ہوتی ہے۔ بعض دوسرے سے اُوپر ہوتے ہیں اپنے مراتب کے اعتبار سے۔ مصنف عمدۃ المقامات محمد الملقب بفضل اللہ سرہندی اپنے پیرو شیخ کے بارے میں صفحہ ۷۵٦ پر اس طرح لکھتے ہیں کہ۔

''چونکہ از صحبت کثیر البرکت حضرت قیوم جہاں قطب دائرۂ زمین وزمان''

یعنی چونکہ ان کی صحبت کثیر البرکت ہے اور (وہ اپنے شیخ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ) وہ قیوم جہاں ہیں اور زمین وزمان کے قطب ہیں۔ یہاں پر انہوں نے اپنے شیخ کو قیومِ جہاں اور قطبِ زمین وزماں کہا ہے۔ کیونکہ وہ ان مراتبِ عالیہ پر فائز تھے۔ اگر یہ کفر و شرک ہوتا تو پھر صاحبِ عمدۃ المقامات اس طرح کیوں کہتے۔ پھر یہ ابیات تحریر فرماتے ہیں:

خلعت قطبیت وغوثیت وقیومی   از کمالِ کرم ایزد نمود انعامش

منکر او شود از درگۂ یزداں محروم   ہچو ابلیس کہ شد از سبب ہم نامش

خلعتِ قطبیت وغوثیت وقیومیت کا اللہ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں انعام عطا فرمایا اور ان کا منکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے محروم ہوگا جیسے کہ ابلیس تکبّر اور حضرتِ آدم علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے محروم و مردود ہوا۔

پھر صاحبِ عمدۃ المقامات صفحہ ۵ پر اپنے شیخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

میرے مُرشد قیوم جہاں وقیوم زمان ہے (قُدس سرہٗ)

یہاں بھی قیومیت کا اطلاق اپنے شیخ و مرشد پر کیا ہے۔ اور مزید صفحہ ۲۵۰ پر لکھتے ہیں کہ۔

''در ذکرِ احوالِ حضرت عروۃ الوثقیٰ محبوب سبحان قیوم عالمیان حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

Marfat.com

یہاں پر بھی حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر محبوبیت وقیومیت وامامت کا اطلاق ہوا ہے۔ آگے صفحہ ۳۲۴ پر لکھا ہے کہ۔

''در ذکرِ قطب دوران قیوم زمان حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ''۔

یہاں پر بھی حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قطبِ دوران اور قیوم زمان کہا ہے۔ اسی طرح صاحب عمدۃ المقامات صفحہ ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷ میں بار بار مختلف اولیاءِ کرام پر لفظِ قیوم کا اطلاق کیا ہے۔ اور صفحہ ۳۵۱ پر لکھا ہے کہ۔

''در ذکرِ فضائل وخصوصیات وتصرف وخرق عادات جناب حضرت قیوم زمان شیخ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

یہاں پر بھی قیومِ زمان کا اطلاق شیخ محمد صادق پر کیا ہے۔ اور صفحہ ۳۹۶ پر لکھا ہے کہ۔

''در احوالِ حضرت قطب الاقطاب غوث الاغواث سرمست بادہ حضرت شیخ حاجی غلام محمد معصوم وقدوۃ الاولیاء ملاذ الاتقیاء مستغرق انوار سرمد حضرت شاہ غلام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ''۔

پھر صفحہ ۳۹۷ پر یہ ابیات تحریر کیے ہیں:

ای مستِ شرابِ قیوم — شد بر تو مزین اسم معصوم
ای بلبل آشیان جبروت — منظور تو بوستانِ لاہوت
ای آہوی مرغزار قدسی — صحرای تو صحن عرش و کرسی

اور صفحہ ۴۰۲ پر لکھتے ہیں:

نگاہِ جذباتِ لایزالی — بردش بحریم بی زوالی
زد سکۂ قطبیت نامش — ہم کرد قیوم خاص وعامش

Marfat.com

هم غوث و امام وقت خود شد | هم فردِ ہمام وقت خود شد
شد ملک و ملک مسخر او | کونین چو حلقہ بر درِ او

پھر صفحہ ۴۰۹ پر مزید لکھتے ہیں کہ:

شد دین امام قیوم | قطب دو جہان امام معصوم
آن زنگ خطر چون بود در دل | شد رفع ز فضل پیرِ کامل

پھر صفحہ ۴۴۵ پر لکھا ہے کہ:

در احوالِ مجدد مائۃ ثالث عشر | غوث الجن والبشر قطب زمان قیوم جہان

زبدۃ اہل اللہ حضرت حاجی محمد صفی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

پھر صفحہ ۴۵۹ پر اس مبارک ہستی کو "قیومِ جہاں" کہا گیا ہے۔

پھر صفحہ ۴۶۵ پر "قیومِ جہاں محبوب رحمان" کہا ہے۔

پھر ۴۷۶، ۴۸۷ پر بھی "قیوم جہاں" کہا گیا ہے۔

اور صفحہ ۴۸۹ پر لکھا ہے۔

"الشيخ الاجل قطب الاكمل غوث الاغواث قيوم البشر مجدد مائة ثالث عشر مولانا ومرشدنا الحضرت حاجی صفی الله رحمة الله تعالى عليه"۔

مرثیہ:

هو قطب الاقطاب العلى | فاسترجعوا اهل البلاء
محى الدين قد علىٰ | قيوم وقت معتلىٰ
هو فرد عصر مختبر | هو غوث الاغواث البشر

Marfat.com

هو قطب الارشاد الامم　　قطب المدار المحتشم

هادی الطریق المعتصم　　فاسترجعوا اهل البلاء

اس سے معلوم ہوا کہ متقدمین اولیاء ومشائخ واسلاف اپنے شیوخ کو قطب، قیوم اور محبوب کے القاب سے یاد فرماتے تھے اور اس کو شرک یا کفر نہیں سمجھتے تھے۔

اور ''حضرات القدس'' (جو تصنیف ہے حضرت شیخ بدر الدین سرہندی کی) صفحہ ۲۶۹ اور صفحہ ۲۷۰ پر لکھا ہے کہ۔

''مقامِ قیومیت کی نسبت چند لوگوں پر ہوئی ہے۔ جن میں سے حضرت امام معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی احمد بن عبد الا حد السرہندی الفاروقی النقشبندی المتوفی ۱۰۳۴ فرماتے ہیں کہ؛ آیت کریمہ فمنهم ظالم لنفسه کی تاویل اور آیت کریمہ انا عرضنا الامانة کے بیان اور انسان کامل کی خلافت کے بیان میں کہ اس کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو تمام اشیاء کا قیوم بنادیتے ہیں۔ اور وہ ظالم لنفسہٖ ہے۔ اور مقتصد کو ندیم اور خلیل سے تعبیر کیا ہے۔ اور سابق بالخیرات کو محبّ ومحبوب کے ساتھ جن کا سرحلقہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس آیۃ کریمہ ''انا عرضنا الامانة علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلومًا جهولًا''۔

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اُٹھا لیا یہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آگے لکھتے ہیں کہ۔ محسوس ہوتا ہے کہ بالفرض اگر اس بار امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے

Marfat.com

حوالہ بھی کرتے تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان کا کچھ اثر باقی نہ رہتا۔ وہ امانت اس فقیر کے خیال میں نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو انسان کامل کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسانِ کامل کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خلافت کے حکم سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیتے ہیں۔ اور تمام مخلوق تمام ظاہری و باطنی کمالات کا اضافہ اور بقا اس کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ ۲۰۶ م نمبر ۴۷) پھر مکتوب نمبر ۹۵ دفتر سوم حصہ نو میں لکھتے ہیں: ''ایں کرم در حق ما امروز نیست مشت خاک مارا از خاک برداشتۂ خلیفۂ خود ساخت و بہ نیابت خود اشیاء گردانید''۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کو قیوم زمان و قیوم جہاں کہنا جائز ہے۔

''وقال فی تفسیر روح البیان تحت هذه الآیة ''الله لا اله الا هو الحی القیوم'' ای فی تفسیر القیوم ومدخل العبد فی هذا الوصف بقدر استغنائه عما سوی الله تعالیٰ''۔

یعنی بندہ (بھی) اس صفت سے اس وقت متصف ہوتا ہے جب وہ ماسوی اللہ سے (کامل طور پر) مستغنی ہو۔

پیر کو قیوم زمان اس لیے بھی کہتے ہیں کہ مُرید بیعت سے پہلے شریعت کا پابند نہیں تھا پھر وہ بیعت کرنے کے بعد شریعت پر قائم ہو گیا۔ ذکر اللہ پر قائم ہوا، حضور مع اللہ پر قائم ہو گیا، اوامر اللہ پر قائم ہو گیا، حب فی اللہ پر قائم ہو گیا بغض فی اللہ پر قائم ہو گیا، جہادِ اکبر (یعنی نفس کے ساتھ جہاد) پر قائم ہو گیا۔ عقیدہ اہل سنت و جماعت اور اولیاء اللہ کو ماننے پر قائم ہو گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا (یعنی بیعت نہ کرتا) تو پھر وہابی، نیچیری وغیرہ فرق ضالہ میں سے ہوتا۔ اس لیے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں فرمایا کہ ولایت کے مراتب اور صوفیاءِ کرام میں ایک مقام ہے جسے ''مقامِ قیومیت'' کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

''تفکروا فی صفات الله تعالی و لاتتفکروا فی ذاته... او کما قال علیہ السلام''۔ اللہ کی صفات میں غور وفکر کرو لیکن اس کی ذات میں تفکر مت کرو۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تین اقسام ہیں:

(۱) صفات ذاتی حقیقی: جو کہ آٹھ ہیں: حیات، علم، کلام، قدرت، ارادہ، سمع، بصر، تکوین۔

(۲) صفاتِ سلبیہ: جیسا کہ لیس کمثلہ شیٔ، لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد، لا یاکل ولا یشرب، ولا یموت ولا ینام۔

(۳) صفاتِ فعلیہ: جنہیں صفاتِ اضافی بھی کہا جاتا ہے۔ خالق، رازق، محی، ممیت، رؤف، رحمٰن، رحیم، کریم، منان۔

اب اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ غیر اللہ کو حیات، عالم، متکلم، قادر، سمع والا، بصارت والا یا ارادہ والا کہا تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہوا اگر ایسا ہو تو پھر دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہے گا حالانکہ ہمارے محاوروں میں کہا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا عالم ہے، یہ حیات ہے، یہ فلاں کا کلام ہے اور یہ اس کا ارادہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر اور باطن بھی ہیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔

''هو الاول والآخر والظاهر والباطن''۔ اور اعلیٰ، اکبر، عظیم بھی ہیں۔

عام لوگوں کے محاورے مین یہ استعمال ہوتا ہے کہ یہ ظاہر ہے، یہ باطن ہے، یہ اول ہے، یہ آخر ہے، یہ اعلیٰ ہے۔ عرب کہتے ہیں هذا اخی اکبر۔ پاکستانی کہتے ہیں یہ وزیرِ اعلیٰ ہے، یہ وزیرِ اعظم ہے، یہ عظیم الشان ہے۔ یہ تمام باتیں ہم بھی کہتے ہیں اور تمام لوگ بھی کہتے ہیں تو کیا (نعوذ بالله من ذلک) ہم تمام مشرکین ہیں۔ تو لہٰذا ہمیں شرکِ اسمی وحقیقی کے درمیان فرق کرنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے علم سے خود ہی کافر ہو جائیں جیسے کہ فارسی دان کہتے ہیں۔ ''کم علم زود خود را کافر میکند''۔

Marfat.com

چونکہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے اس لیے اس میں طوالت مناسب نہیں ہے جو حضرات اسماء وصفات کے بارے میں مزید تفصیل چاہیں وہ علم الکلام کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ''رب'' ہے جو کہ اسم مشترک ہے۔ جیسا کہ فقہاءِ کرام فرماتے ہیں:

''وإذا اختلط الخياط ورب الثوب فقال رب الثوب امرتک ان تعمله قباء وقال الخياط قميصًا.

(هدایه. كتاب الاجارات ج ۳، صفحہ ۲۶۱)

رب العبد. (هدایه ج ۳ صفحہ ٦٥ باب الحقوق''

''رب'' اسم مشترک ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ معلم صاحب نے میری تربیت کی ہے۔ اور قرآن مجید میں مختلف مقامات پر لفظ ''رب'' کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ یوسف میں ہے۔

''وقال الذى ظنّ انه ناج منها اذكرنى عند ربک فأنسه الشيطٰن ذكر ربه. . .الخ. امّا احد كما فيسقى ربه خمرا. . .الخ. قال ارجع إلى ربک. . .الخ. قال معاذ الله انه ربى احسن مثواى. . .الخ وقل رب ارحمهما كما ربّيٰنى صغيرا''۔ وغیرہ۔

اب اگر یہاں ان اسماء مشترک میں فرق نہیں کیا اور اللہ اور بندے کی صفات میں فرق نہیں سمجھا تو خود بھی مشرک وکافر ہو جائیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں ایک طویل حدیث منقول ہے۔

''قال اخبرنى عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وفى رواية ربّها على التذكير وفى الأخرىٰ بعلها والبعل هٰهنا وهو الرب

Marfat.com

والسیّد"۔ (فتح الملهم ص ۱۶۹ شرح صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم "اللہ" ہے جو اس کا علَم ہے یعنی ذاتی نام ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی پر نہیں بولا جاتا باقی دوسرے اسماء کا غیر اللہ پر اطلاق ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ سراجیہ وابوالمنتہیٰ صفحہ ۱۷ پر ہے:

"اعلم ان هذا الاسم اعظم الاسماء (یعنی الله) لانه دال علی الذات الجامعة لصفات الالٰهیة ولانه اخصّ الاسماء اذ لا یطلقهٗ احد علی غیر الله لاحقیقة ولامجازًا وسائر الاسماء قد سمی بها غیر الله کالقادر، والعالم، والرحیم، وغیرها"۔

اور اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

"لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم"۔

اس آیت کریمہ میں رؤف ورحیم دو صفات استعمال ہوئی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی ہیں اور رسولِ اکرم ﷺ کی صفات بھی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حضور ﷺ کی شان میں فرمایا۔

"انه لقول رسول کریم"۔

کریم اللہ کی صفت ہے اور اس آیت میں حضور ﷺ کو بھی کریم فرمایا گیا ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی ﷺ الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراهیم علیهم السلام"۔ (بخاری، ج ۱، ص ۴۷۹)

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے قبط کے بادشاہ کو ایک خط لکھا:

''من محمد بن عبداللہ ورسولہ إلی المقوقس عظیم القبط سلام علی من اتبع الھدیٰ... الخ''۔

اب علماءِ کرام خود فیصلہ یہ فرمائیں کہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو تین صفات رؤف، رحیم اور کریم سے یاد فرمایا اور حضور علیہ السلام نے چار انبیاءِ کرام کو جو کریم کہا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے بادشاہ مقوقس کو خط میں عظیم لکھا، یہ تمام اسماء اللہ تعالیٰ کے ہیں اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ اور اس کا رسول ان کا اطلاق غیر اللہ پر کیسے کرتے۔ لیکن یہ شرک نہیں ہے بلکہ یہ تمام اسماء مشترکہ ہیں۔ یعنی یہ اسماء اللہ پر اور غیر اللہ دونوں پر بولے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ایک اسم ''حق'' ہے۔ اور لفظ ''حق'' بہت سی چیزوں پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ کہتے ہیں کہ۔ ''یہ بات حق ہے''۔ یہ آدمی حق پر ہے''۔ میرا اس پر یہ ''حق'' ہے۔ ''اتنا حق ہے''۔ ''حق کہنا، حق چھپانا'' ''یہ استاد کا حق ہے کسی اور کا نہیں''۔ ''ماں باپ کا حق اتنا ہے'' ''زوج کا حق اتنا ہے''۔ زوجہ کا حق اتنا ہے، پڑوسی کا حق اتنا ہے، مہمان کا حق اتنا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

''للمؤمن علی المؤمن ستة حقوق''۔ یعنی ''حق'' بھی اسماء مشترکہ میں سے ہے۔

''یراد فی حق العباد غیر ما یراد فی حق اللہ''۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ایک اسم ''جامع'' ہے۔ حالانکہ ہمارے محاوروں میں استعمال ہوتا ہے کہ ''یہ بہت بڑا جامع عالم ہے''۔ اور اسی طرح ایک اسم ''ہادی'' ہے۔ سورۃ الرعد میں ہے ''ولکل قوم ھاد''۔ اسی طرح ایک اسم ''قوی'' ہے۔ جبکہ یہ صفت نبی اکرم ﷺ نے مؤمن کیلئے استعمال فرمائی ہے

Marfat.com

''المؤمن القوی خیر واحب الی الله من المؤمن الضعیف. او کما قال ﷺ''۔

یہ تمام اسماء مشترکہ ہیں اور اللہ کی صفات کا اس کی شان کے مطابق اطلاق کیا جاتا ہے اور بندہ کیلئے اس کے اعتبار سے اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً اللہ قدیم ہے۔ جیسا کہ اللہ کی صفت حیات ہے اور یہ اس کی ذاتی صفت ہے۔ یہ قدیم ہے، بے چون ہے، ازلی ہے، لامکانی ہے غیر متناہی ہے۔ اور غیر اللہ کی حیات حادث ہے، عارضی ہے، چوئی ہے، مکانی ہے متناہی ہے، چندروزی ہے۔

اب ہم چند آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اسماءِ مشترکہ کا اطلاق غیر اللہ پر بھی ہوا ہے۔

ولهم عذاب عظیم. (البقرۃ:۷)

اوران کے لیے سخت عذاب ہے۔

وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم. (البقرۃ:۴۹)

اوراس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (کڑی) آزمائش تھی۔

ولهم فی الآخرۃ عذاب عظیم. (البقرۃ:۱۱۴)

اوران کے کیلئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔

واخراج اهله منه اکبر عند الله والفتنة اکبر من القتل. (البقرۃ:۲۱۷)

اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑا گناہ ہے، اور یہ فتنہ انگیزی قتل وخون سے بھی بڑھ کر ہے۔

قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما...الخ. (البقرۃ:۲۱۹)

Marfat.com

فرما دیں: ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ (دنیوی) فائدے بھی ہیں مگر ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھ کر ہے۔

ولعبد مؤمن خیر من مشرک. (البقرۃ:۲۲۱)

اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے۔

وما تخفی صدورھم اکبر. (آل عمران:۱۱۸)

اور جو (عداوت) ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اس سے (بھی) بڑھ کر ہے۔

وأن تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم. (آل عمران:۱۷۹)

اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

انه کان حوبا کبیرا. (ای عظیمًا جلالین) (النساء:۲)

یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

ولاتؤتوا السفھآء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیامًا. (النساء:۵)

اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔

ان تمیلوا میلا عظیما. (النساء:۲۷)

کہ تم راہِ راست سے بھٹک کر بہت دُور جا پڑو۔

وندخلکم مدخلا کریما. (النساء:۳۱)

اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل فرمادیں گے۔

الرجال قوّامون علی النساء. (النساء:۳۴)

مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں۔

اجرا عظیما. (النساء:۴۰)

Marfat.com

بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

اتینا ھم ملکا عظیما. (النساء:۵۴)

ہم نے انہیں بڑی سلطنت بخشی۔

فافوز فوزا عظیما. (النساء:۷۳)

تو میں بھی بڑی کامیابی حاصل کرتا۔

وکان فضل اللہ علیک عظیما. (النساء:۱۱۳)

اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

فسوف نؤتیہ اجرا عظیما. (النساء:۱۱۴)

تو ہم اس کو عنقریب عظیم اجر عطا کریں گے۔

وانزلنا الیکم نورا مبینا. (النساء:۱۷۴)

اور ہم نے تمہاری طرف (اسی نبی کے ساتھ قرآن کی صورت میں) واضح اور روشن نور (بھی) اُتار دیا ہے۔

واعدّ لہٗ عذابا عظیما. (النساء:۹۳)

اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

واجر عظیم. (المائدۃ:۹)

اور بڑا اجر ہے۔

قد جاء کم من اللہ نور (ھو النبی ﷺ) وکتاب مبین (ای القرآن) (المائدۃ:۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی حضرت محمد ﷺ) آگیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)۔

انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء (المائدۃ:۹۱)

Marfat.com

شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان عداوت اور کینہ ڈلوا دے۔

تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک. (المائدۃ:۱۱۶)

تو ہر اس (بات) کو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور میں ان (باتوں) کو نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہیں۔

عذاب یوم عظیم. (الانعام:۱۵)

بڑے عذاب کے دن سے

وقل لھما قولا کریم. (بنی اسرائیل:۲۳)

اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔

فانی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر. (ھود:۳)

تو بے شک میں ڈرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے۔

ثمّ یردّون الی عذاب عظیم. (التوبۃ:۱۰۱)

پھر وہ (قیامت میں) بڑے عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے۔

الا الذین صبروا وعملوا الصٰلحٰت ط اولئک لھم مغفرۃ وّ اجر کبیر. (ھود:۱۱)

مگر جن لوگوں نے صبر کیا اور عمل کیے نیک یہی لوگ ہیں جن کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ان کیدکنّ عظیم. (یوسف:۲۸)

یقیناً تم عورتوں کا فریب بڑا (خطرناک) ہوتا ہے۔

قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم. (یوسف:۵۵)

یوسف علیہ السلام نے فرمایا: (اگر تم نے واقعی مجھ سے کوئی خاص کام لینا

Marfat.com

ہے تو) مجھے سر زمین (مصر) کے خزانوں پر (وزیر اور امین) مقرر کر دو، بے شک میں (انکی) خوب حفاظت کرنے والا اور (اقتصادی امور کا) خوب جاننے والا ہوں۔

ولاجر الآخرۃ اکبر. (النحل:۴۱)

اور آخرت کا اجر یقیناً بہت بڑا ہے۔

انکم لتقولون قولا عظیما. (الاسراء:۴۰)

بے شک تم (اپنے ہی گھڑے ہوئے خیالات کے پیمانے پر) بڑی سخت بات کہتے ہو۔

یٰیحییٰ خذ الکتب بقوۃ ، واٰتینہ الحکم صبیًا. (مریم:۱۲)

اے یحییٰ علیہ السلام: ہماری کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے بچپن سے ہی حکمت وبصیرت (نبوت) عطا فرما دی تھی۔

وحنانا من لدنا وزکوٰۃ ط وکان تقیًا. (مریم:۱۳)

اور اپنے لطف خاص سے (انہیں) درد وگداز اور پاکیزگی وطہارت (سے بھی نوازا تھا) اور وہ بڑے پرہیز گار تھے۔

وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا. (الانبیاء:۷۳)

اور ہم نے انہیں (انسانیت کا) پیشوا بنایا وہ (لوگوں) کو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

فنجینٰہ واھلہٗ من الکرب العظیم. (الانبیاء:۷۶)

پس ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑے شدید غم واندوہ سے نجات بخشی۔

ورزق کریم. (الحج:۵۰) اور (مزید) بزرگی والی عطا ہے۔

Marfat.com

ان زلزلة الساعة شیٔ عظیم. (الحج:۱)

بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم. (المومنون:۱۱۶)

اس کے سوا کوئی معبود نہیں بزرگی اور عزت والے عرش (اقتدار) کا (وہی) مالک ہے۔

لہٗ عذاب عظیم. (النور:۱۱)

اس کے لیے زبردست عذاب ہے۔

بھتان عظیم. (النور:۱۶)

بہت بڑا بہتان ہے۔

عذاب عظیم. (النور:۲۳)

ان کے لیے زبردست عذاب ہے۔

وتحسبونہٗ ھیّنا وھو عند اللہ عظیم. (النور:۱۵)

اور اس (چرچے) کو معمولی بات خیال کر رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے حضور بہت بڑی (جسارت ہو رہی) تھی۔

فاخذھم عذاب یوم الظّلة ان کان عذاب یوم عظیم.

(الشعراء:۱۸۹)

پس انہیں سائبان کے دن کے عذاب نے آ پکڑا بے شک وہ زبردست دن کا عذاب تھا۔

عذابا کبیرا. (الفرقان:۱۹) بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

فاخرجنھم من جنّت وعیون و کنوز وّمقام کریم.

(الشعراء:۵۷،۵۸)

Marfat.com

پس ہم نے ان (فرعونیوں) کو باغوں اور چشموں سے نکال باہر کیا اور خزانوں اور نفیس قیام گاہوں سے بھی (نکال دیا)

قالت یا ایھا الملوء انی القی الیّ کتب کریم. (النمل: ۲۹)

(ملکہ نے) کہا: اے سردارو! میری طرف ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے۔

وانزلنا من السمآء مآء فانبتنا فیھا من کلّ زوج کریم.

(لقمان: ۱۰)

اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا اور ہم نے اس میں ہر قسم کی عمدہ ومفید نباتات اُگادیں۔

واعتدنا لھا رزقا کریما. (الاحزاب: ۳۱)

اور ہم نے ان کے لیے (جنت میں) باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

واعدّ لھم اجرا کریما. (الاحزاب: ۴۴)

اور اس نے ان کے لیے بڑی عظمت والا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ورزق کریم. (سبا: ۴)

اور بزرگی والا (اُخروی) رزق ہے۔

اجرا عظیما. (الاحزاب: ۲۹)

بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

ان ھذا لھو الفوز العظیم. (الصّٰفّت: ۶۰)

بے شک یہی تو عظیم کامیابی ہے۔

ان الشرک لظلم عظیم. (لقمان: ۱۳)

بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ونجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم. (الصّٰفّت: ۷۶)

Marfat.com

اور ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت تکلیف سے بچالیا۔

فبشّرناه بغلام حلیم. (الصّٰفّٰت :۱۰۱)

پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی۔

وفدینٰه بذبح عظیم. (الصّٰفّٰت :۱۰۷)

اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کے ساتھ اس کا فدیہ کر دیا۔

ونجینٰهما وقومهما من الکرب العظیم. (الصّٰفّٰت :۱۱۵)

اور ہم نے خود ان دونوں کو اور دونوں کی قوم کو سخت تکلیف سے نجات بخشی۔

قل هو نبؤا عظیم. (ص :۶۷)

فرمادیجئے: وہ (قیامت) بہت بڑی خبر ہے۔

قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم. (الزمر:۱۳)

فرمادیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں زبردست دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

وقالوا لو لانزل هٰذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم.

(الزخرف:۳۱)

اور کہنے لگے: یہ قرآن (مکہ اور طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی (یعنی وڈیرے، سردار اور مالدار) پر کیوں نہیں اتارا گیا؟

وکانوا یصرّون علی الحنث العظیم. (الواقعہ:۴۶)

اور وہ گناہِ عظیم (یعنی کفر وشرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔

وانه لقسم لو تعلمون عظیم. (الواقعہ:۷۶)

Marfat.com

اور اگر تم سمجھو تو بے شک یہ بہت بڑی قسم ہے۔

(الزمر: ۲۶)

ولعذاب الآخرة اکبر.

اور یقیناً آخرت کا عذاب کہیں بڑا ہے۔

(الدخان: ۱۷)

وجاء ھم رسول کریم.

اور اُن کے پاس بزرگی والے رسول (موسیٰ علیہ السلام) آئے تھے۔

کما ترکوا من جنّت وعیون وزروع ومقام کریم.

(الدخان: ۲۶،۲۵)

وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے اور زراعتیں اور عالیشان عمارتیں۔

(الدخان: ۷۷)

انه لقرآن کریم.

بے شک یہ بڑی عظمت والا قرآن ہے۔ (جو بڑی عظمت والے رسول ﷺ پر اُتر رہا ہے)

(الدخان: ۲)

انا انزلنه فی لیلة مبرکة.

بے شک ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں اُتارا ہے۔

(الدخان: ۴)

فیھا یفرق کل امر حکیم.

اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

(الطور: ۲۸)

انه ھو البر الرحیم.

بے شک وہ احسان فرمانے والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

(ق: ۹)

ونزلنا من السماء ماء مبرکا.

اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا۔

(الحدید: ۱۰)

اولئک اعظم درجة.

وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بہت بلند ہیں۔

Marfat.com

لهم اجر کبیر. (الحدید:۷)

اُن کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

ولها عرش عظیم. (النمل:۲۳)

اور اس کے پاس بہت بڑا تخت ہے۔

الله لا اله الا هو ربّ العرش العظیم. (النمل:۲۶)

اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں (وہی) عظیم تختِ اقتدار کا مالک ہے۔

ویجعلکم خلفآء الارض. (النمل:۶۲)

اور تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) وارث اور جانشین بناتا ہے۔

انه لذو حظّ عظیم. (القصص:۷۹)

بے شک وہ بڑے نصیب والا ہے۔

وانک لعلٰی خلق عظیم. (القلم:۴)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں)

عمّ یتسآءلون عن النبا العظیم. (النبا:۱،۲)

یہ لوگ آپس میں کس (چیز) سے متعلق سوال کرتے ہیں؟ (کیا) اس عظیم خبر سے متعلق (پوچھ گچھ کر رہے ہیں)؟

انهم مبعوثون لیوم عظیم. (المطففین:۴،۵)

وہ (مرنے کے بعد دوبارہ) اُٹھائے جائیں گے ایک بڑے سخت دن کیلئے۔

واعظم اجرا. (المزمل:۲۰)

اور اجر میں بزرگ تر۔

Marfat.com

وله اجر کریم. (الحدید:۱۱)

اور اس کے لیے بڑی عظمت والا اجر ہے۔

ولھم اجر کریم. (الحدید:۱۸)

اور اُن کے لیے بڑی عزت والا ثواب ہوگا۔

انه لقول رسول کریم. (الحاقۃ:۴۰)

بے شک یہ (قرآن) بزرگی وعظمت والے رسول ﷺ کا (منزل من الله) فرمان ہے (جسے وہ رسالۃً اور نیابۃً بیان فرماتے ہیں)۔

انه لقول رسول کریم. (التکویر:۱۹)

بیشک یہ (قرآن) بڑی عزت وبزرگی والے رسول کا (پڑھا ہوا) کلام ہے۔

ان انتم الا فی ضلل کبیر. (الملک:۹)

تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

لھم مغفرۃ واجر کبیر. (الملک:۱۲)

ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

ولعذاب الآخرۃ اکبر. لو کانوا یعلمون. (القلم:۳۳)

اور واقعی آخرت کا عذاب (اس سے) کہیں بڑھ کر ہے، کاش! وہ لوگ جانتے ہوتے۔

وکنا نحن الوارثین. (القصص:۵۸)

اور (آخرکار) ہم ہی وارث و مالک ہیں۔

وجعلنھم ائمۃ یھدون بامرنا. (الانبیاء:۷۳)

اور ہم نے انہیں (انسانیت کا) پیشوا بنایا وہ (لوگوں کو) ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔

Marfat.com

عذابًا کبیرًا۔ (الفرقان: ۱۹)

بڑے عذاب کا۔

مولانا قاری محمد اویس معصومی نے اپنے مُرشد گرامی کے حوالے سے ایک کتاب بنام ''قیومِ زماں'' لکھی ہے جس میں انہوں نے اپنے مُرشدِ گرامی (آستانہ عالیہ موہری شریف) کو ''امیر شریعت، شہبازِ طریقت، جگر گوشۂ زرین بخت، قیومِ زماں، مجدّد دوراں، تاجدارِ تصوف، داعی ذکر بالجہر، عالمی مبلّغ اسلام الحاج حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اس کتاب پر علامہ سید شاہ حسین گردیزی، ممتاز عالمِ دین مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا نور احمد شاہتاز، مولانا صحبت خان کوہاٹی، علامہ عبدالوحید ربانی، علامہ سید حمزہ علی قادری، علامہ راشد محمود صاحب وغیرہم علماءِ کرام کے تائیدی تاثرات موجود ہیں۔ اگر قیومِ زماں کہنا شرک ہو تو پھر یہ تمام علماء حضرات بھی مشرک ہونگے جبکہ یہ بات بعید از قیاس ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب ''قیومِ زماں'' میں مقتدر اصحاب مثلاً علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی (قائدِ ملت اسلامیہ)، السید یوسف ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت) حضرت پیر سید محمد یعقوب صاحب، علامہ سید نصیر الدین صاحب (سجادہ نشین گولڑہ شریف)، مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی (چیئرمین گلزارِ حبیب ٹرسٹ)، علامہ مفتی محمد عارف سعیدی صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت سندھ) اور حضرت علامہ سید احمد شاہ صاحب وغیرہم کے تاثرات تحریر ہیں۔ شائقین حضرات کتاب ''قیومِ زماں'' صفحہ ۳۱۲ تا ص ۳۱۷ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب ادارہ تلاش حق فاؤنڈیشن جامع مسجد باب الاسلام 15.A/1 بفرزون کراچی سے دستیاب ہے۔

منصب قیومیت، نبوت و رسالت کا پرتو ہے۔ ہر پیغمبر اپنے دور کا قیوم بھی ہوتا ہے۔ جس کی ذات سے کائنات کا قیام وابستہ ہوتا ہے۔ اس کی توجہ بدل جانے سے

Marfat.com

کائنات کا سارا نظام بدل جاتا ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ میں سے جسے سب سے پہلے اس منصب سے نوازا گیا وہ امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی ہے کہ جنہیں اس منصب پر فائز کرنے کیلئے سرورِ کشور رسالت ﷺ ملائکہ، اولیاء و صالحین اُمت کے جُھرمٹ میں خود تشریف لائے اور آپ کو نہ صرف خِلعت تجدید عطا کی بلکہ دیوانِ اقدس میں آپ کا نام خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رقم فرمایا۔ ایک دوسرے موقع پر دورانِ مراقبہ آپ کو منصب قیومیت کی خلعتِ زیبا سے نوازا گیا اور الہام ہوا یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ اولوالعزم نبیوں کو عطا کرتا ہے اور آپ کو اتباعِ رسول ﷺ کی بدولت عطا کی گئی ہے گویا مخلوقات کا قیام اب آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد قیومت کی خِلعتِ زیبا کے حقدار آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف سرہند ٹھہرے۔ پھر ان کے فرزند خواجہ نقشبند اور پھر خواجہ محمد زبیر کو اس منصبِ جلیلہ پر جائز کیا گیا۔ (قیومِ زماں ص ۱۳۱)

مولانا ابوالحسن زید فاروقی کہتے ہیں کہ۔ جب کہ اس بات پر ہر دو حضرات بلکہ سب کا اتفاق ہے کہ یہ فرد کامل مظہر ہے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء وصفات کا تو پھر ایسے فرد کامل کا انصاف اللہ تعالیٰ کے مبارک نام قیوم سے مناسب تر ہے تعجب ہے کہ بعض افراد کے نزدیک قیوم کے خطاب اور لقب میں سُوئے ادب کا پہلو ظاہر ہوتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آدابِ شریعت وطریقت سے پوری طرح مجلّٰی تھے۔ آپ کا تجویز کردہ نام نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر واولیٰ ہے۔

چون بشنوی سخن اہلِ دل مگو کہ خطا است | سخن شناس نہ ئی دلبر اخطا این جا است

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے اسماعیل اپنی کتاب ''عبقات'' کے مقدمہ کے بیسویں عبقہ میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اہلِ کشف ووجدان اور ارباب شہود وعرفان جو کہ براہین عقلیہ اور اشارات نقلیہ سے مؤید ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ ''ان القیوم لکثرات الکونیة واحد شخصی ''یعنی کثراتِ کونیہ کا قیوم یعنی قائم اور باقی رکھنے والا شخص واحد ہے۔۔۔الخ۔

یعنی یہ بات صرف حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک محدود نہیں ہے بلکہ حضرات مشائخ عظام وعلماءِ کرام کا متفقہ قول ہے کیا یہ سب حضرات سوءِ ادب کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسماء وصفات الٰہیہ کو حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئینۂ عدمیہ کو جس پر اسماء وصفات واجبی کا پرتو پڑا ہے حقائق امکانیہ قرار دیتے ہیں۔ اور دونوں حضرات متفق ہیں کہ ایک فرد اکمل از انسان کامل کثرات کونیہ کے بقاء کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسماعیل ''عبقات'' کے مقدمہ کے اکیسویں عبقہ میں ایک شبہ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:

''امام ربانی کے کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ حقائق امکانیہ کا تعین عدم ہے اس قول سے اتحاد کی اساس تو جڑ سے نکل جاتی ہے لیکن ہم جیسے قائدین کشف وشہود کی سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے اور اس کی تہ تک پہنچنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کیونکہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ۔

''ان یکون الشیٔ المعدوم فضلا عن العدم قیوما لشیٔ موجودا اصلیًا کان او ظلیًا ''یعنی جو شیٔ نہ یہ کہ عدم ہو بلکہ معدوم ہو کس طرح اس شیٔ کا قیوم ہو سکتا ہے موجود ہو چاہے اس کا موجود ہونا بالاصالت ہو یا بالظلیت ہو۔ الخ۔ کہ یہ ایراد اس صورت میں واقع ہو گا اگر حضرت مجدد حقائق امکانیہ کا صرف آئین ہائے عدمیہ قرار دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ۔ حقائق امکانیہ کا عدمات ہیں مع ان ظلال اسماء

Marfat.com

وصفات جو ان پر پڑی ہیں اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ عدمات بمنزلۂ اصول اور مواد کے ہیں اور جو ظلال ان پر پڑے ہیں وہ بمنزلۂ صورت حالہ کے ہیں گویا کہ عدمات بمنزلۂ جسم کے ظلال بمنزلۂ روح کے۔

تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست نیاوردم از خانہ چیزے نخست

اس طرح ''ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک'' کا ظہور ہوا ہے جو بھلائی اور خوبی ہے وہ تجلیات اسماء وصفات واجبی کے آثار سے ہے اور جو خرابی اور فساد ہے وہ اصل عدمی کا اثر ہے جو کہ ماوائے شر وفساد ہے وہ فرد اکمل جو قیومِ جہاں بنایا جاتا ہے فنائے اکمل اور بقائے تام سے مشرف ہو کر ذاتِ اقدس کا انموذج ہو جاتا ہے اور اس ذات موہوب پر خود اس کا اپنا اور عالم کے تمام اعراض مجتمعہ کا قیام ہے یہ ذات موہوب حضرت واہب العطایا کی دین ہے۔

''لا غیر ذالک تقدیر العزیز العلیم. هذا ما ظهر لابی الحسن زید والله سبحانه وتعالیٰ اعلم''۔

(رسالة وحدة الوجود، حاشیہ بر وحدت الشهود ص۶۴۔۷۰)

خطباتِ عالیہ غفاریہ کے ٹائٹیل پر حضرت محمد عبدالغفار فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ مبارک بنایا گیا ہے۔ وہاں یہ الفاظ درج کئے گئے ہیں۔ (روضہ مبارک حضرت خواجہ قیومِ زماں محمد عبدالغفار فضلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمت پور شریف لاڑکانہ، سندھ)

اور عبدالرحمٰن قریشی نقشبندی مجددی فضلی رحمانی اپنی تصنیف انوارِ سلوک میں شجرۂ مشائخ لکھا ہے۔ جس میں ایک نام یوں لکھا گیا ہے۔ الٰہی بحرمۃ قیومِ زمان محبوبِ الرحمٰن حضرت خواجہ ابو عبدالوہاب عبدالرحمٰن جان المن وجودی رضی اللہ عنہ۔ اسی کتاب میں قیومِ زمان تین جگہ لکھا ہوا ہے۔ (صفحہ نمبر ۶۸، ۷۴، ۸۳)۔

Marfat.com

شمس العارفین کعبۂ صفا کیشاں شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تازہ کمالات مثلاً تجدید الف، قیومیت، طینت اور اصالت وغیرہ سُنے تو جن کی عقل رسا اور طبیعت رسا تھی انہوں نے تو ان کمالات کو بلا تامل قبول کیا اور شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید بن گئے لیکن جو لوگ عقل معاد سے بے بہرہ تھے وہ نہ صرف منکر ہوئے بلکہ شمس العارفین شیخ احمد کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہانت اور خفت کے درپے ہو گئے اور کہا اگر وہ فی الواقع قیوم اور مجدد الف ثانی ہیں تو ہمیں ایسی علامت دکھائیں جو پہلے زمانے میں پیغمبر دکھاتے تھے جب ان لوگوں کی واہیات باتیں حضرت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سُنیں تو فرمایا! کہ جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں انہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے دل میں میل ہے تو آؤ مباہلہ کر لو اگر ہم اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو اس شہر پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ مباہلہ اسے کہتے ہیں کہ پیغمبر (احمد مصطفیٰ سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ) کے زمانے سے قبل یہ دستور تھا کہ جب کوئی نبی نبوت کا دعویٰ کرتا اور لوگ اس کی نبوت کے منکر ہوتے تو وہ نبی ان سے کسی مقررہ مقام پر اپنے اپنے اہل وعیال سمیت آ کر طہارت کر کے بارگاہِ الٰہی میں ایک دوسرے کیلئے دُعائے غضب کرتے چونکہ نبی اپنے دعویٰ میں سچا ہوتا تھا تو ان لوگوں پر عذابِ الٰہی نازل ہوتا۔ اس طرح اکٹھے ہو کر دُعائے غضب مانگنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔ جب ان معاندین نے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے سُنا کہ آپ مباہلہ کیلئے تیار ہیں، تو اپنا مجمع بنایا اور اتفاق رائے سے یہ قرار پایا کہ مباہلہ تو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غالب گمان ہے کہ اس مردِ خُدا اور اس کے فرزندوں کی دُعا حق تعالیٰ رد نہیں کرے گا۔ بالضرور اس شہر پر بلائے عظیم کیا بلکہ اعظم نازل ہوگی البتہ کسی ایسی علامت کی درخواست کریں جو ناممکن ہو چنانچہ ان میں سے ایک معتبر شخص آگے بڑھا اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین

Marfat.com

سے درخواست کی کہ اگر غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے آئیں اور آپ کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کریں تو ہم آپ کی تجدید الف وقیومیت پر ایمان لے آئیں گے جب اس قسم کی درخواست حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا کہ جس بات کو وہ محال سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ قادر ہے آسان کردے گا۔ (روضۃ القیومۃ ج ۱ ص ۲۵۴۔۲۵۶)

ایک درویش نے پہلے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے میرا (جان محمد کا) حال پوچھا غوث زماں شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ فلاں شخص کا بیٹا ہے اس درویش نے کہا اس کا باپ میرا آشنا تھا اسے آپ نے کس سلسلہ میں مُرید کیا ہے۔ حضرت مجدد نے فرمایا سلسلہ قادریہ میں، اس نے کہا میں اس بات کی سفارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کی ملاقات کرائیں یہ بات منکروں کے لیے دلیل ہو جائے گی اتنے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھ کر لوٹا اور چند ڈھیلے مجھ سے طلب فرمائے اور بیت الخلاء جا کر وہاں سے فارغ ہوئے اور تازہ وضو فرمایا اور مجھے پاس بلا کر فرمایا کہ جان محمد کیا قطب تارے کو پہچانتے ہو کیا یہی ہے (اور قطب تارے کی طرف اشارہ کیا) پھر فرمایا غور سے دیکھو۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ستارہ آہستہ آہستہ سُرخ ہونے لگا اور بڑھنے لگا اور حرکت کر رہا ہے۔ بعد ازاں وہ ستارہ پھٹا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اس میں سے ایک شخص زندہ سیاہ پوش نکلا اور فی الفور ایک لمحہ میں ہمارے سامنے آ کھڑا ہوا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ان کی خدمت بجا لاؤ اور سلام پیش کرو یہی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ میں (جان محمد) حسب ارشاد حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جُھک گیا اس موقع پر حضرت مجدد الف ثانی کے ستر مخالفین بھی موجود تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے اور یہ

Marfat.com

واقعہ دیکھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب کے سب حیران ہو گئے بعد ازاں حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بآوازِ بلند اعلان فرمایا کہ جو کچھ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو کیونکہ دین ودنیا کی بھلائی اسی میں ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیاءِ امت سے افضل ہیں۔ ان کا منکر ہونا ایمان چھن جانے کا موجب ہے جو شخص اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کو دل سے قبول کرلے۔ تمام اہلِ مجلس نے حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سُنا اور اُن کی نصیحت کو اپنے کانوں سے سُنا اور جمالِ مبارک کا آنکھوں سے نظارہ کیا یہ نصیحت فرما کر حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رُخصت ہو کر قطب تارے کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی میں غائب ہو گئے۔ اور قطب تارہ اپنی اصل حالت پر آ گیا۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بذاتِ خود اس مجلس میں تشریف فرما تھے۔ شہر بھر میں جتنے منکر موجود تھے سب نے توبہ کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہو گئے۔ (روضۃ القیومیہ ج ا ص ۲۵۸، ۲۵۹)

ایک مرتبہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمازِ ظہر کے بعد مراقبے میں بیٹھے تھے اور ایک حافظ آپ کے حضور قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ مراقبہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی نوری خلعت اپنے آپ پر مشاہدہ کی اسی وقت الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت ہے جو اللہ تعالیٰ پیغمبر اولو العزم کو عنایت کرتا ہے سو یہ خلعت آپ کو بلحاظ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وارث اور تابع ہونے کے عطا کی جاتی ہے آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا۔ بعد ازاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اپنے دستِ اقدس سے حضرت قیوم اول غوثِ دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

Marfat.com

سرِ مبارک پر اپنی دستار باندھی اور منصب قیومیت کی مبارک باد دی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تھا صرف حضرت قیوم اول غوث دوراں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عطا ہوا جو اس اُمت کے قیوم ہیں۔

(روضۃ القیومیہ ج ا ص ۱۷۱)

قیوم اللہ تعالیٰ کا وزیر اعظم اور نائب اتم ہوتا ہے اسے بے چونی سے ایک ذات مرحمت ہوتی ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جس پر تمام ممکنات کے حقائق کا قیام منحصر ہوتا ہے باوجود جوہر ہونے کے جوہریت کا اطلاق اس پر زیب نہیں دیتا۔ اس کی ذات کو وہ قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے کہ جوہریت کا اطلاق ناگوار معلوم ہوتا ہے چونکہ تمام جہاں اس کے مقابلے میں بمنزلہ عرض ہے اس لیے اسے سوائے جوہر کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ جوہر بغیر عرض کے نہیں اور عرض بغیر جوہر کے نہیں۔ غوث، قطب، فرد، ابدال اور اوتاد وغیرہ سب قیوم کے نائب اور پیش کار اور خادم ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اکمل ہوتا ہے تمام جہان کے معاملات اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ جہان کی توجہ کا قبلہ ہوتا ہے خواہ اہلِ جہان کو یہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ ہزار سال بعد ایک قیوم پیدا ہوتا ہے جیسا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اولوا العزم مبعوث ہوتے آئے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور پُر نور ﷺ کے درمیان کچھ کم ہزار سال کا وقفہ تھا چونکہ وہ فترت کا زمانہ تھا اور کوئی ایسا نبی یا ولی اس زمانے میں پیدا نہ ہوا جو اصلاح مخلوق کا کام کرسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی خاصی تعداد بھی مُرتد ہوگئی تھی انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا تھا۔ (روضۃ القیومیہ ج ا ص ۱۷۳)

حضرت علامہ مولانا شیخ القرآن والتفسیر ضیاء اللہ صاحب اپنی تصنیف سیف المؤمنین علی اعناق المنکرین میں لکھتے ہیں کہ۔

''قطب اور غوث سے فوق مقام امام کا ہے۔ اور امام سے فوق مقام قیومیت

Marfat.com

کا ہے۔ اور قیومیت سے فوق مقام صدیقیت کا ہے۔ اور صدیقیت سے فوق مقام عبدیّت کا ہے اور عبدیت اقصیٰ ولایت کے مراتب سے ہے۔ ص ح۔

حضرت شیخ المشائخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعض مخالفوں کے کہنے سُننے سے تجدید اور قیومیت کی نسبت کے شاکی ہو گئے ایک رات آپ (حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خواب میں دیکھا تمام اولیائے اُمت ایک جگہ جمع ہیں اور تمام متفق اللفظ ہو کر فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجدید اور قیومیت کا منکر ہو گا مرتے وقت اس کا ایمان چھن جائے گا۔ حضرت شیخ حسن غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرے اور تجدید و قیومیت کی بابت جو شک وشبہ اور انکار دل میں تھا اس سے توبہ کی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام کمالات کا اعتراف کیا۔ (روضۃ القیومیہ ج ۱ ص ۲۴۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو الہام ہوا کہ بوراثت وتبعیت خاتم الرسل رحمۃ للعلمین حضرت محمد ﷺ کے عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کا قیام تمہاری ذات پر مقرر ہوا کہ اتنے میں حضرت سید المرسلین ﷺ تشریف لائے اور اپنے دستِ مبارک سے میرے سر پر دستار باندھی اور مبارک باد منصبِ قیومیت دی فرمایا کہ ایک روز بعد نمازِ عشاء میں دعا مانگتا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا تمام بدن مثل شمع کے روشن ہے اور آفتاب کی طرح ایسا چمکتا ہے کہ آنکھ سامنے نہیں کی جاتی اسی اثناء میں الہام ہوا کہ یہ روشنی اس واسطے ہے کہ تیرا بدن بقیہ طینتِ حضرت خاتم النبیین ﷺ تھا بطور الوش ایک فردِ اُمت کو پہنچا ہے اور اس سے کچھ بچ کر اس کے ایک منتسب کو ملا ہے۔ منتسب سے حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ثالث مراد ہیں حضرت کا تمام بدن بقیہ طینتِ مصطفوی ﷺ کا بنا تھا مگر پیر مبارک نہ تھے۔ حضرت (قیومِ اول ردیف کمالاتِ سبع مثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرمایا کرتے

Marfat.com

تھے کہ میرا حال مثل طاؤس کے ہے کہ اپنے بدن کی زیبائی ورعنائی دیکھ دیکھ خوش ہوتا ہے اور ناچتا (وجد کرتا) ہے لیکن جب پیروں پر نظر پڑتی ہے تو پژمردہ ہو جاتا ہے اسی طرح میں بھی جب اپنا (حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) بدن دیکھتا ہوں تو خوش ہو جاتا ہوں اور جب پیر دیکھتا ہوں تو منقبض ہو جاتا ہوں۔

(مقاماتِ امام ربانی مجدد الف ثانی ص ۲۷)

علامہ فیض احمد اویسی ''قیومیت'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

'' حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان تمام کارناموں علمی اور عملی اور اسلامی خدمات کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص محبوب بندہ بنا لیا اور شروع سے قاعدہ چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا ہے جیسے حضرت سلطان العارفین غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ناز اور محبوبانہ انداز مشہور ہیں اسی انداز میں حضرت شیخ الاسلام تاج الاولیاء مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ناز اور انداز فرمائے من جملہ ان میں ایک خاص دعوائے قیومیت بھی ہے۔ فقیر (علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب) اس کے اثبات کیلئے دلائل قائم کرتا ہے۔

(شان قیومیت ص ۴۰) بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۶۸)

حضرت مولانا خواجہ احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی امروہوی علیہ الرحمۃ حضرت امام ربانی کی سوانح عمری میں لکھتے ہیں۔

'' آپ قیوم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعثِ قلیم عالم وعالمیان ہے''۔

(جواہر مجددیہ ص ۶۴)

افغانستان کے مشہور زمانہ عالم دین خلیفہ عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں۔

''قیوم الزمان ھو فی الحقیقة والمعرفة وحید حضرت شاہ ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ'' (آداب المخلصین ص ۷۳)

Marfat.com

''عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد''

(رواہ ترمذی و ابن ماجه. مشکوۃ کتاب العلم ص ۳۴)

روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا رسول خدا ﷺ نے ایک فقیہ سخت تر ہے اُوپر شیطان کے ہزار عابدوں سے۔

''عن سفیان رضی الله تعالی عنه انّ عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه قال لکعبٍ من ارباب العلم قال الذین یعملون بما یعلمون قال فما اخرج العلم من قلوب العلماء قال الطمع''

(رواہ الدارمی، مشکوۃ کتاب العلم ص۳۷)

روایت ہے حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واسطے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کون ہے صاحبِ علم یعنی تمہارے نزدیک کہا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ لوگ کہ عمل کریں موافق اس چیز کے کہ جانیں کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پس کیا چیز نکالتی ہے علم کو دلوں عالموں کے سے یعنی برکت وہیبت اور نورِ علم کو کون سی چیز علماء باعمل کے دلوں سے نکال دیتی ہے کہا کہ طمع۔

''عن ابی هریرۃ رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ إذا صلّی احدکم للناس فلیخفّف فان فیهم السقیم و الضعیف والکبیر و اذا صلی احدکم لنفسه فلیطوّل ما شآء''

(متفق علیه، مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب ما علی الامام ص۱۰۱)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے جس وقت کہ نماز پڑھائے ایک تمہارا لوگوں کو پس چاہیے کہ ہلکی کرے نماز اس لیے کہ ان میں بیمار بھی ہوتا ہے اور ضعیف بھی یعنی اصل خلقت میں اور بوڑھا اور جس وقت کہ نماز پڑھے ایک تمہارا واسطے اپنے یعنی اکیلا پس چاہیے کہ دراز کرے جس قدر چاہے۔ (مظاہر حق ص ۳۷۵)

یہاں اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''کبیر'' بندے کے حق میں استعمال ہوا ہے۔ (فتدبّر ولاتکن من المتعصّبین)

''عن ابی الدرداء رضی الله تعالی عنه قال ان من اشر الناس عند الله منزلة یوم القیامة عالم لاینتفع بعلمه''

(رواه الدارمی، مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! تحقیق بدترین لوگوں کا نزدیک اللہ کے مرتبہ میں دن قیامت ے وہ عالم ہے کہ نہ نفع لیا اُن نے ساتھ علم اپنے کے۔ (مظاہر حق ص ۱۰۸)

یہاں پر لفظ ''عالم'' بندہ کیلئے بطورِ صفت استعمال ہوا ہے۔

''عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه عن النبی ﷺ قال لایزال قلب الکبیر شابا فی اثنین فی حب الدنیا وطول الامل''

(متفق علیه، مشکوٰة باب الامل والحرص ص ۴۵۰)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نقل کیا نبی کریم ﷺ سے کہ فرمایا ہمیشہ ہر دل بوڑھے کا اور آرزو اس کی جوان یعنی قوی دو چیزوں میں محبتِ دنیا میں اور درازئ آرزو میں۔

(مظاہر حق ص ۴۴۶)

یہاں پر لفظ'' یر'' کا اطلاق بندے پر ہوا ہے۔

Marfat.com

جب رسولِ کریم ﷺ نے روم اور بحرین کے بادشاہوں کو خطوط لکھے تو اُن میں اُن کافر بادشاہوں کو "عظیم" کے لقب سے مخاطب فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے:

"بسم الله الرحمٰن الرحیم مِن محمّد عبدالله ورسوله إلى هرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدیٰ اما بعد.. الخ"

اور دوسری روایت میں ہے:

"ان رسول الله ﷺ بعث بکتابه إلى کسریٰ مع عبدالله بن حُذافه السهمی فامرهٗ ان یدفعه إلى عظیم البحرین فدفعهٗ عظیم البحرین إلى کسریٰ... الخ"

پس ان دونوں روایتوں میں لفظ "عظیم" جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ وہ دو بادشاہوں (جو کافر تھے) کے حق میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایک طویل حدیث میں ہے کہ:

"یا بلال قم فاذن لایدخل الجنّة الامؤمن وان الله لیؤید هٰذا الدین بالرجل الفاجر" (بخاری، مشکوٰة ص ۵۳۴)

اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی جائے گا جو مؤمن ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید وحمایت کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے۔

"عن جریر بن عبدالله رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ لایرحم الله منۡ لایرحم الناس"

(متفق علیه، مشکوٰة باب الشفقة والرحمة على الخلق ص ۴۲۱)

روایت ہے جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں رحمت کرتا یعنی رحمتِ خاص وکامل اللہ اُس شخص پر کہ نہیں رحم کرتا لوگوں پر۔ (مظاہر حق ص ۱۳۰)

Marfat.com

''عن زياد بن حُدير رضی الله تعالى عنه قال قال لی عمر رضی الله تعالى عنه هل تعرف ما يهدم الاسلام قال قلت لا قال يهدمه زلة العالم وجدال المنافق بالكتاب وحكم الائمة المضلين'' (رواه الدارمی، مشکوٰة کتاب العلم ص ۳۷)

روایت ہے حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا واسطے میرے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جانتا ہے تو کیا چیز گرا دیتی ہے بنائے اسلام کو کہا میں نے نہیں جانتا میں فرمایا گرا دیتا ہے بنائے اسلام کو پھسلنا عالم کا یعنی خطا کسی مسئلے میں کرنا اور گناہ کرنا اس کا اور جھگڑنا منافق کے ساتھ کتاب اللہ کے اور حکم کرنا سرداروں گمراہوں کا۔ (مظاہر حق ص ۱۰۸)

''عن ابی موسیٰ رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ ان من اجلال الله اكرام ذی الشيبة المسلم وحامل القرآن غير الغالی فيه ولا الجافی عنه واكرام السلطان المقسط''

(رواه ابو داؤد والبيهقی فی شعب الايمان ومشکوٰة باب الشفقة والرحمة على الخلق ص ۴۲۳)

روایت ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تحقیق جملہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی ہی تعظیم کرنی بوڑھے مسلمان کی اور تعظیم کرنی اٹھانے والے قرآن کی یعنی پڑھنے والے قرآن کی اور حافظ کی اور مفسر کی کہ نہ ہو غلو کرنے والا اس میں اور نہ ہو وہ دُور ہونے والا اس سے اور جملہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی سی ہے تعظیم کرنی بادشاہ عادل کی۔

(مظاہر حق ص ۱۳۷)

''عن حارثة بن وهب رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله

Marfat.com

ﷺ الا اخبرکم باھل الجنّة کل ضعیف متضعّف لو اقسم علی الله لابرہ الا اخبرکم باھل النار کل عتلّ جوّاظ مستکبر" (متفق علیه) وفی روایة لمسلم کل جوّاظ زنیم متکبر۔ (مشکوٰة ص۔۴۳۳ باب الغضب والکبر)

روایت ہے حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا نہ خبر دوں میں تمہیں جنتیوں یعنی کہوں کہ بہشتی کون ہیں؟ وہ ہر ضعیف کے ضعیف وحقیر جانیں اس کو لوگ اور جبر وتکبر کریں اس پر لوگ بسبب فقر اور شکستہ حالی اس کی کہ اگر قسم کھائے اللہ پر البتہ سچا کرتا ہے اس کو یا اس کی قسم کو۔ کیا نہ خبر دوں میں تم کو دوزخیوں کی ہر سخت گو جھگڑالو باطل پر جمع کرنے والا مال کا بخیل تکبر کرنے والا۔

(مظاہر حق ص ۱۷۸)

اس حدیث میں لفظ "متکبر" صفت مشترکہ ہے۔

"عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة لایکلمهم الله یوم القیامة ولایزکیهم وفی روایة ولاینظر الیهم ولهم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل مستکبر" (رواه مسلم، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص۴۳۳)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ تین شخص ہوں گے کہ نہیں کلام کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ دن قیامت کے یعنی کلام رضا کا یا مطلق اور نہ ثناء کرے گا ان پر اور ایک روایت میں یہ زیادہ آیا ہے اور نہ دیکھے گا طرف ان کے یعنی نظرِ رحمت وعنایت سے اور ہوگا واسطے ان کے عذاب درد دینے والا ایک تو بوڑھا زنا

Marfat.com

کار دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس تکبر کرنے والا۔ (مظاہر حق ص ۱۷۹)

یہاں لفظ ''ملک'' صفتِ مشترکہ ہے۔

''عن سلمة بن الاکوع رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ لایزال الرجل یذهب بنفسه حتی یکتب فی الجبارین فیصیبهٗ ما اصابهم''

(رواه الترمذی، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص ۴۳۳)

روایت ہے حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ ہمیشہ رہتا ہے ایک شخص کھینچتا ہے اپنے نفس کو یہاں تک کہ لکھا جاتا ہے یعنی نام اس کا سرکشوں میں یعنی ظالموں اور متکبروں کے دیوان میں پس پہنچتی ہے اس کو وہ چیز کہ پہنچی ان کو یعنی آفات وبلیات دنیا اور آخرت میں۔ (مظاہر حق ص ۱۸۱)

یہاں لفظ ''جبارین'' صفتِ مشترکہ ہے۔

''عن عمر رضی الله تعالی عنه وهو علی المنبر یا ایها الناس تواضعوا فانی سمعت رسول الله ﷺ یقول من تواضع لله رفعه الله فهو فی نفسه صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه الله وهو فی اعین الناس صغیر وفی نفسه کبیر حتی لهو اهون علیهم من کلب او خنزیر''

(رواه البیهقی فی شعب الایمان، مشکوٰة باب الغضب والکبر ص ۴۳۴)

روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا اس حال میں کہ منبر پر تھے، اے لوگو! تواضع اور فروتنی کرو اس لیے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر خدا

Marfat.com

ﷺ کو فرماتے ہوئے جو شخص کہ تواضع کرے ساتھ لوگوں کے واسطے خُدا کے یعنی واسطے طلبِ رضا اس کی کہ بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرتبہ اس کا پس وہ اپنے نفس اور نظر میں حقیر ہے یعنی بسبب دیکھنے کے اپنے کو نظر کمی سے اور لوگوں کی آنکھ میں بزرگ ہے یعنی بسبب بلند کرنے حق تعالیٰ کے اس کے مرتبے کو بسبب اس خصلتِ نیک کے اور جو کوئی تکبر کرے پست کرتا ہے خدائے تعالیٰ قدر اس کی پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہے اور اپنے نفس و نظر میں بزرگ ہے یہاں تک کہ البتہ وہ خوارتر اور ذلیل تر ہے لوگوں کے نزدیک کتے یا سُور سے۔ (مظاہر حق ص ۱۸۳)

"عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من الارض یرحمکم من فی السمآء"

(رواہ ابو داؤد والترمذی، مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۳)

روایت ہے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خُدا ﷺ نے شفقت کرنے والے خلق پر رحمت کرتا ہے ان پر رحمٰن۔ رحم کرو ان پر کہ زمین میں ہیں تا رحمت کرے تم پر جو آسمان میں ہے۔

(مظاہر حق ص ۱۳۶)

"عن سعد رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انّ اللہ یحب العبد التقیّ الغنی الخفیّ"

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب استحباب المال والعمر للطاعۃ ص ۴۵۰)

روایت ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے بندۂ متقی، غنی، گوشہ نشین کو۔

(مظاہر حق ص ۴۵۰)

"عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله ﷺ المؤمن القویّ خیر واحب الی الله من المؤمن الضعیف فی کل خیر احرص علی ما ینفعک واستعن بالله ولاتعجز وان اصابک شئ فلا تقل لو انی فعلت کان کذا کذا ولکن قل قدر الله وما شاء فعل فان لو تفتح عمل الشیطٰن"

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب التوکل والصبر ص ۴۵۲)

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا! فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ مسلمان قوی یعنی بیچ ایمان اور اعتقاد کے ساتھ خُدا کے اور توکل اور اعتماد کے اس پر قصد کرنے کے اُمور خیر پر اور جہاد کرنے کے راہِ خُدا میں یا قوی ہے صبر کرنے میں لوگوں کی ہمنشینی پر اور تحمل کرنے میں ان کی ایذاء پر اور نصیحت اور تعلیم خیر کرنے میں بہتر ہے مسلمانِ ضعیف سے یعنی ان صفات میں اور ہر مسلمان میں یعنی قوی ہو یا ضعیف، نیکی ہے اور کوئی مسلمان صفاتِ نیک سے خالی نہیں اور اصل ایمان کامل ترین صفتوں خیر کی ہے حرص کر تو اس چیز پر کہ نفع دے تجھ کو یعنی امر دین سے اور مدد اور توفیق طلب کر خُدا سے یعنی عمل نیک کرنے پر اور عاجز نہ ہو یعنی طلب واستعانت سے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ دے تجھ کو قوت اپنی اطاعت کی جبکہ مستقیم ہو تو اس کی استعانت پر اور بعضوں نے کہا کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ عاجز ہو تو کرنے اس چیز کے سے کہ حُکم کیا گیا ہے تجھے اس کا اور نہ چھوڑ تو اس کو اور اگر پہنچے تجھ کو کچھ یعنی مصیبت دین یا دنیا

Marfat.com

کی تو نہ کہہ کہ بات کہ اگر میں کرتا ایسا تو ہوتا ایسا لیکن کہہ یعنی زبانِ قال سے یا زبانِ حال کہ مقدر کیا اللہ نے یعنی ایسا اور ایسا یعنی واقع ہوا یہ موافق قضاوقدر اس کی کہ جو کچھ چاہتا ہے خُدا تعالیٰ کرتا ہے اس لیے کہ لفظ لو کہ بسببِ پشیمانی کھانے کے کسی چیز پر اور بسبب معارضہ تقدیرِ الٰہی کے اور بنسبتِ حولِ قوت نفس کے کہتے ہیں کھولتا ہے کارِ شیطان کو اور لاتا ہے دل میں وسوسہ ان کا ساتھ ندامت یا معارضہ قدر کے۔ (مظاہر حق ص ۲۶۱)

''عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ المؤمن کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ''

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق ص ۴۲۲)

روایت ہے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! فرمایا رسول خُدا ﷺ نے سب مسلمان بیچ حکم ایک شخص کے ہیں یعنی مانند اعضاء ایک شخص کے ہیں اس لیے کہ وہ ایک دین پر ہیں اگر دُکھتی ہے آنکھ اس کی دُکھتا ہے یعنی بے چین ہوتا ہے سارا بدن اس کا اور اگر دُکھتا ہے سر اس کا دُکھتا ہے سارا بدن اس کا۔ (مظاہر حق ص ۱۳۱)

مذکورہ بالا تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ کسی بزرگ کو ''قیومِ زماں'' کہنا جائز ہے۔ اور اسے ناجائز کہنا اور کفر کہنا یہ تمام علماءِ کرام پر کفر کا فتوی لگانا ہے۔ ایسا شخص جاہل ہے اور جاہل کو مسجد سے نکالنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں جاہل واعظ سے فرمایا کہ تم قرآن میں ناسخ ومنسوخ جانتے ہو تو واعظ نے کہا نہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور دوسرے مسلمانوں کو بھی ہلاک کیا۔

Marfat.com

(بستان العارفین ص ۱۴، معارف القرآن ج ۱ ص ۲۸۰)

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے کہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ''ھلکت واھلکت مع زیادۃ'' اور فرمایا کہ میری مسجد سے نکلو اور آئندہ نہ آنا۔ حضرت عبداللہ بن حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت میں اپنے بیٹے محمد کو نصیحت کرتے ہیں۔

''یا بنی احذر الجاھل وان کان لک ناصحًا کما تحذر العاقل اذا کان عدوًا'' (العقد الفرید ج ۲ ص ۹۹)

وفی العقد الفرید لاتصاحب الجاھل فانه یرید ان ینفعک ویضرّک وقال اردشیر حسبکم دلالتهٔ علی عیب الجاھل ان کل الناس تنفر منه وتغضب من انتصب إلیه۔

جاہل کے ساتھ دوستی مت کرو وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر تمہیں ضرر پہنچائے گا۔ اردشیر کا قول ہے کہ جاہل سے تمام لوگوں کی نفرت اس کی جہالت کا ثبوت ہے۔

جُہال کے حق میں صاحبِ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۹۱۵ نے کیا خوب فرمایا:

''سقام الحرث لیس له شفاء وداء الجهل لیس له طیب. وفی الجهل قبل الموت موت لاهله. واجسامهم قبل القبور قبور وان امرءٌ لم یحی بالعلم میة لیس له النشور نشور''

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا خان افغانی فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاوی رضویہ ج ۱۰ صفحہ ۲۱۵ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنواریگا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔ اور اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ جاہل کو وعظ کہنا حرام ہے۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جلد میں لکھتے ہیں کہ جاہل کی تبلیغ زنا سے بدتر ہے۔

Marfat.com

''وانما حق العوام ان یؤمنوا ویسلموا ویشتغلوا بعبادتهم ومعایشهم ویترکوا العلم للعلماء فالعامی لو یزنی او یسرق کان خیرا له من ان یتکلّم فی العلم فانّه من تکلّم فی الله او فی دینه بغیر اتقان العلم وقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لُجّة البحر وهو لایعرف السباحة'' (احیاء العلوم ج۳ ص۳۹)

اور یقیناً عوام کا حق یہ ہے کہ ایمان اور اسلام لانے کے بعد اپنی عبادات اور اپنی معاشِ دنیا میں مصروفِ عمل رہے اور علم کو علماء کے ذمہ رہنے دے۔ پس اگر کوئی عامی زنا اور چوری کرے یہ اس کے لیے تکلم فی العلم (مبنی بر جہالت) سے بہتر ہے (اگرچہ گناہِ کبیرہ ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین میں اتقان فی العلم کے بغیر تکلم کرنے والا کفر میں واقع ہو جاتا ہے اور اسے اس امر کا پتہ نہیں چلتا (من حیث لایدری) جیسے کہ کوئی دریا کی لہر میں کود پڑے درآں حالانکہ اسے تیرنا نہیں آتا ہو۔

علامہ شیخ محمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

''فلایامر الجاهل ولاینهی لانه ربما امر بمنکر او نهی عن معروف لعدم علمه بذالک'' (تفسیر صاوی ج۱ ص۱۶۱)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔

''الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لایلزم کل الامّة ولایلیق لکل احد کالجاهل''۔ (ص۵۷)

علامہ شامی نے ایسے جُہال کے بارے میں لکھا ہے۔

''والاحتیاط ان یجدد الجاهل ایمانه کل یوم ویجدد نکاح امرأته عند الشاهدین فی کل شهر مرة او مرتین. اذ الخطاء

Marfat.com

وان لم یصدر من الرجال فھو من النساء کثیر ''(شامی ج۱ص۳۲)
یعنی احتیاط اس میں ہے کہ جاہل شخص روزانہ تجدیدایمان کرتا رہے اور ہر مہینے میں ایک یا دو مرتبہ دو گواہوں کی موجودگی میں تجدیدِ نکاح کرتا رہے۔ کیونکہ اگرچہ آدمی کی طرف سے کوئی گناہ سرزد نہ ہومگر عورتیں گناہ میں کثرت کرتی ہیں۔

شاہ محمد ہدایت علی نقشبندی مجددی جیپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''معیار السلوک ودافع الاوھام والشکوک'' کی فصل ساتویں: ''دائرہ سیف قاطع ودائرہ منصب قیومیت'' میں فرماتے ہیں کہ ''دائرہ سیف قاطع'' داخلِ سلوک نہیں، بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں اور یہ دائرہ سیف قاطع ''ولایتِ کبریٰ'' کے محاذی (مقابل) ہے اور دائرہ منصب قیومیت کا بھی داخلِ سلوک نہیں جیسے دائرہ سیف قاطع محاذی ولایت کبریٰ ہے، اسی طرح ''دائرہ منصبِ قیومیت دائرہ کمالات اولوالعزم'' سے نکلتا ہے۔ اس مرتبہ منصبِ قیومیت سے خاص انبیاء علیہم السلام اور امت میں خاص خاص اولیاء مشرف ہوتے ہیں، اس بندۂ خاص پر اسم یاحی یاقیوم کا فیضان نازل ہوتا ہے اور اس کی ذات سے تمام زمین وآسمان کا قیام رہتا ہے۔ (صفحہ:۱۴۸)

کوکب نورانی اوکاڑوی اورادِ مشائخ میں تحریر فرماتا ہے حضرت ابوعثمان مغربی فرماتے ہیں کہ ابدال (قیوم) چالیس ہیں۔ امنا۔ (ابرار) سات ہیں۔ خلفاء (نقباء) تین ہیں قطب عالم (قطب مدار) ایک ہے اور اس کو ان تین خلفاء کے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ ص ۲۱۱

حضرت بیہقی الوقت علم الھدیٰ مولانا القاضی محمد ثناء اللہ العثمانی الحنفی المظہری النقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں: ''ومن طلب زیادۃ شرح ھذا المقام فلیرجع الی مکاتیب سیدی وامامی القیوم الربانی المجدد للالف الثانی ''(مظہری: المائدہ: ص۹۲)

Marfat.com

ترجمہ: اور جو اس مقام کی مزید شرح طلب کرنا چاہے تو اسے میرے سردار و امام حضرت القیوم الربانی مجدد الف ثانی کے مکاتیب مقدس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ معلوم ہوا کہ اگر ''قیوم'' کسی کو کہنا شرک و کفر ہوتا ہو تو حضرت بیہقی الوقت ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیوں ذکر کرتے۔ فتدبر ولاتکن من المتعصبین۔

مولانا غریب اللہ صاحب ناظم دار العلوم مجددیہ موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان اپنی کتاب ''ضرب شمشیر بر فتنہ پنج پیر'' جو وہابیوں اور خوارج کے رد میں لکھی ہے) میں لکھتے ہیں کہ ''راقم الحروف اپنی اس تصنیف کو حضرت قیوم زمانِ اول امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبد الاحد فاروقی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہِ عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ جن کی عمومیت تجدید، دین کے ہر شعبہ پر حاوی ہے اور آج تک ان کی مبارک تحقیقات و معارف علماء کرام اور مشائخ عظام کیلئے مشعلِ راہ ہیں اور ہمیشہ کیلئے ان شاء اللہ تعالیٰ رہیں گی۔ آپ کی شانِ عالی یہ ہے کہ آپ کے شیخ مکرم و معظم خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں: ''دریں امت دو سہ کس مثل ایشاں می دانم'' (مناقب احمدیہ: صفحہ: ۱۰) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت امام ارہاص ایں دورہ اند۔ و شیخ قطب ارشاد ایں دورہ است'' (کلمات طیبات: صفحہ: ۱۶۳)

اور حقیقت یہ ہے کہ اس عاجز کی کیا طاقت کہ اس بارگاہ عالیہ میں کچھ نذر پیش کرنے کی جرأت کرسکتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حقیر ہدیہ در حقیقت انہی حضرت الامام قدس سرہ کے عنایات و برکات کا ایک ذرہ ہے جو ان کی بارگاہِ عالیہ میں بطور ہدیہ پیش کیا جاتا ہے کسی نے کیا عمدہ کہا ہے۔

Marfat.com

اهدی لمجلسه الکریم وانّما اهدی لـه مـا حزت من نعمائه
کالبحر یمطره السماع و ماله فـضـل علـيـه فـانـه من مـائـه

اس سے معلوم ہوا کہ ''قیوم زمان'' کہنا جائز ہے اور اس کے منکرین حضرت قیوم اول شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سلسلۂ نقشبندیہ کے دشمن ہیں۔

استاذ العلماء، بقیۃ السلف مناظرِ اہلِ سنت والجماعت شیخ التفسیر والحدیث جناب مولانا امین اللہ الحقی الماتریدی الباجوری اپنی تصنیف ''احقاق المعالی'' میں اپنے مرشد گرامی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''جناب مرشدنا قطب دوران ومجدد ملت، جامع طرق اربعہ، مناظرِ ملت، ولی اکمل، قیوم زمان حضرت سیدنا پیرِ طریقت رھبرِ شریعت پیر صاحب مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' اور اس کے علاوہ کئی مقامات پر مختلف القابات اور خصوصاً ''قیوم زمان'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔

جو شخص مزید تفصیل جاننا چاہے تو وہ حضرت سیدنا سلطان الاولیاء، قدوۃ العارفین، غوث الزمان وقیوم الزمان، قطب الارشاد، مشرف بمقام العبدیت والصدیقت والامامت والاحسان پیرِ پیران خواجۂ خواجگان علامہ مولانا سیف الرحمٰن صاحب مبارک دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب ''جواباتِ سیفیہ'' کا مطالعہ کرے۔

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''صوفیاء کی اصطلاح میں قیومیت ولایت کا ایک درجہ ہے، کہ اس پر پہنچ کر بندہ قیوم کہلاتا ہے یعنی باعث قیام عالم اسی لئے مجددیہ خاندان کے بزرگوں کی کتب میں بعض اولیاء کو قیوم اول قیوم ثانی کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ''بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ'' (رسائل نعیمیہ: صفحہ: ۲۳۵، اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں: صفحہ: ۱۳، ۱۴)

حرّرہ: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی۔

Marfat.com

برقِ آسمانی بر فتنہ ڈاکٹر عثمانی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلسنّت وجماعت اس مسئلے میں کہ ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں کہ یہ مسلمان ہے یا کافر۔ اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرًا۔

المستفتی: حافظ محمد اشفاق حسین پنہور سیفی (پھلجی اسٹیشن دادو سندھ)

الجواب بعون الملک الغفار وبحرمۃ سید الابرار علیہ وسلم:

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماءِ کرام کا فیصلہ

ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں علمائے اہلحدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ کافر، ملحد وزندیق ہے۔ کیونکہ وہ حدیث نبوی علیہ وسلم کا صاف انکار کرتا ہے اور امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ودیگر سلف صالحین کو کافر کہتا ہے۔ بحوالہ اشتہار (اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان) اہلحدیث کے مندرجہ بالا فتویٰ کی تصدیق وتائید علمائے دیوبند کی کتب میں مدلل طور پر موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں۔ کہ حضور اقدس علیہ وسلم کی حدیث دین اور حجت کا ہونا ضروری ہے۔ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ لہٰذا اس سے انکار کرنے والا بلاشک وشبہ کافر ہے۔ بحوالۂ کتاب (ضروری مسائل صفحہ نمبر ۱۱۴ مصنف حافظ رشید احمد حق استاد دارالعلوم اکوڑہ خٹک ضلع پشاور) نیز اسی کتاب کے صفحہ

Marfat.com

نمبر ۱۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اہل علم (علماء کرام) کی بے عزتی اور توہین کرنا کفر ہے۔ لمافی البریقة المحمودیة شرح الطریقة المحمدیة قال فی الاشباہ الاستہزاء بالعلم والعلمآء کفروعن مجموع النوازل اہانة علمآء الدین کفروعن المحیط ان شتم عالماً فقد کفر فتطلق امرأ تہ ۔ علمائے دیوبند نے محکم دلائل کتب معتبرہ سے واضح طور یہ ثابت کردیا کہ سلف صالحین، علمائے محققین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی، تخفیف کرنے والا اور ان کو نسبت کفروشرک کرنے والا خود مطلق کافر ہے اور اس کی منکوحہ کو طلاق ہوجاتی ہے۔ اسی طرح تین ۳۶۰ سو ساٹھ مفتیان اکابر علمائے دیوبند فتویٰ صادر فرماتے ہیں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے (بحوالہ کتاب اشد العذاب صفحہ نمبر ۱۴ مصنفہ محمد مرتضیٰ حسن دیوبندی چاندپوری مجتبائی دہلوی ۴ رجب المرجب ۱۳۴۷ھ) مذکورہ بالا فتووں سے ثابت ہوا کہ کیماڑی کا ڈاکٹر مسعود عثمانی بلاشک وشبہ کافر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو کافر کہہ دیا کریں۔ اور جو لوگ ڈاکٹر مسعود عثمانی کے عقیدہ پر ہیں ان کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ اور کتاب الفجر الصادق مطبوعہ استنبول صفحہ ۲۰ پر علامہ آفندی علیہ الرحمۃ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی ان میں نبی کی طرح تھا وہ اس کے کسی قول کو نہ چھوڑتے تھے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے۔ اس کی ازحد تعظیم کرتے تھے۔ (وہابی مذہب صفحہ ۱۶۶ حافظ رشید احمد حقانی استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک) نے ضروری مسائل صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کیا ہے مفتی حرمین شیخ الاسلام سید احمد بن زینی وحلان مکی نے لکھا ہے۔

وکان ارکان الدین خمسة عند الله وعند رسوله وعند جمیع الامة وجعل النجدی السادس عنده وهو من لم یتبعه فهو لیس بمسلم:

خلاصۃ: مطلب یہ کہ اس نے دین کا یہ چھٹا رکن بنا ڈالا تھا۔ کہ جو بھی اس عبدالوہاب

Marfat.com

نجدی کا مخالف ہو وہ اسلام سے خارج ہوگا۔ مفتیان شرع نے ابن عبدالوہاب نجدی کے اعتقاد واقوال وافعال سے یہ خوب ثابت کر دیا ہے۔ کہ ابن عبدالوہاب نجدی نبوت کا دعویدار تھا اور حال یہ ہے کہ رشید احمد حقانی استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کتاب ضروری مسائل کے صفحہ ۱۱۵ پر تحریر کرتے ہیں کہ علامہ انورشاہ کشمیری جوکہ دیوبندی حضرات کے شیخ الحدیث تھے وہ امام الوہابیہ ابن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مقدمہ فیض الباری شرح صحیح بخاری میں جلد نمبر ا صفحہ ۱۷۱ پر رقمطراز ہیں: فانہ کان رجلا بلید اقلیل العلم فکان یسارع الی الحکم بالکفر۔ وہ کم فہم اور کم علم آدمی تھا پس اسی وجہ سے وہ فوراً کفر کا فتویٰ لگا دیتا تھا۔ (مقدمہ فیض الباری، وہابی مذہب صفحہ ۲۸۹)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جوکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے دست راست اور شاگرد بھی تھے اپنی کتاب التلبیسات میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین (وہابیوں) کو خارجی قرار دیکر لکھتے ہیں کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں۔ اور اہل سنت وعلمائے اہل سنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔ (التلبیسات صفحہ ۱۳ مطبوعہ دیوبند المہند صفحہ ۱۹۔۱۸ مولوی حسین احمد دیوبندی جو کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک نہایت ہی مقتدر شخصیت ہیں رقمطراز ہیں کہ: صاحبو! ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہلسنت وجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا اور ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا تھا اور ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے باکی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

Marfat.com

الحاصل وہ (ابن عبدالوہاب) ایک ظالم و باغی وخونخوار فاسق شخص تھا (الشہاب الثاقب ص۴۲ مطبوعہ دیوبند، وہابی مذہب ص۲۸۹) ابن عبدالوہاب نجدی کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک وکافر ہیں۔ اور ان سے قتل وقتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب ص۵۱، وہابی مذہب ص۲۸۹،تا ۲۹۰) مولوی محمد تھانوی دیوبندی۔ دیوبندی اکابرین میں سے مولوی محمد تھانوی غیر مقلد وہابیوں کے متعلق نسائی شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: بیشک وہ لوگ جو ابن عبدالوہاب نجدی کے دین پر ہیں اصول اور فروع میں اُس کے طریقے پر چلتے ہیں ان کو ہمارے علاقوں میں وہابیوں اور غیر مقلدین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اربعہ علیہم الرضوان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا شرک ہے جو ان کی مخالفت کرتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں اور ہم اہلسنت وجماعت کے قتل کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قید کر لینا ان عقائد کے علاوہ ان کے دیگر بُرے عقائد جو ہم تک ثقہ لوگوں کے ذریعے پہنچے ہیں اور بعض عقائد ان سے ہم نے خود سنے ہیں وہ ایک خارجی فرقہ ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب میں بھی اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

(حاشیہ نسائی شریف ص۳۶۰ جلد ا مطبوعہ مجتبائی دہلی، وہابی مذہب ص۲۹۰ تا ص۲۹۱)

علمائے صوبہ سرحد اہلِ دیوبند کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی با تفاق جمہور علماء وفقہاء خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وہابی اور خارجی ہیں مزید تفصیلات کے لئے انگریزی جاسوس ہمفرے کی کتاب ملاحظہ فرمائیں (بحوالہ اشتہار مجلس اہلسنت والجماعت حنفی المسلک تحصیل صوابی ضلع پشاور) اور مولوی حمد اللہ دیوبندی ڈاگئی والا نے اپنی تصنیف البصائر کے صفحہ ۱۵۴ پر مولوی قطب الدین غور غشتوی کا فتویٰ تحریر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اتباع ابن عبدالوہاب نجدی ابن تیمیہ اور ابن

Marfat.com

قیم کے جن کے عقائد یہ ہیں۔

نمبرا: کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کو صنم اکبر (بڑا بت) کہتے ہیں۔

نمبر۲: اور اپنے آپ کو موحدین کہتے ہیں۔

نمبر۳: اور اپنے مخالف کو مشرک بتلاتے ہیں۔

نمبر۴: اور یا رسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے۔

نمبر۵: زیارت قبور بعیدہ ناجائز ہے۔

نمبر۶: اور اولیاء اللہ کی ارواح پر ایصال ثواب حرام ہے۔

نمبر۷: اور کرامت بعد الموت نہیں۔

نمبر۸: اور توسل حرام ہے وغیرہ وغیرہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ اور اس فتویٰ پر ص ۱۴۸ علمائے کرام کے دستخط موجود ہیں۔ اور مولوی حمد اللہ دیوبندی نے کتاب کے اسی صفحہ پر بخاری شریف کی حدیث نقل کی ہے۔ لکھا ہے۔

''قال النووی فیه دلالة علی فقه الصحابة رضی الله تعالی عنهم وتحریر الالفاظ وفیه اشارة من ابی سعید الی تکفیر الخوارج او انهم غیر هذه الامة عینی البخاری ص ۲۴۲ جلد ۱۱ قال العینی هؤلاء القوم خرجوا من نجد موضع التمیمین عینی ص ۲۴۵ جلد ۱۱ ثم ظهور الخوارج فی ارض نجد والعراق وماور آئها من المشرق عینی ص ۲۵۳ واشار بقوله علیه السلام هناک یطلع قرن الشیطان الی نجد ونجد من المشرق''۔

اور مفتی محمد شفیع دیوبندی معارف القرآن جلد دوم ص ۱۴۵ سورۃ آل عمران آیۃ نمبر ۱۰۶ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''یوم تبیضّ وجوہ وتسودّ وجوہ فاما الذین اسودّت وجوھھم اکفرتم بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون''۔

جس دن کہ سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہونگے بعض منہ، سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے چہرے ان کے۔ ان سے کہا جائیگا کیا تم کافر ہوگئے ایمان لاکر اب چکھو عذاب بدلہ اس کفر کرنے کے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اہلسنت کے چہرے سفید ہونگے اور اہل بدعت کے سیاہ ہونگے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد خوارج ہیں یعنی سیاہ چہرے خوارج کے ہونگے اور سفید چہرے ان لوگوں کے ہونگے جن کو وہ قتل کریں گے۔

''فقال ابو امامة کلاب النار شرقتلی تحت ادیم السمآء وخیر قتلی من قتلوہ ثم قرأ یوم تبیضّ وجوہ وتسودّ وجوہ ص ۱۴۷''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''الخوارج کلاب النار''۔ خارجی دوزخ کے کتے ہیں۔
(طبرانی شریف ص ۱۱۷ جلد دوم مطبوعہ مصر۔ حیٰوۃ الحیوان ج ۱ ص ۶۰)

علامہ عارف باللہ احمد الصاوی رضی اللہ عنہ اس آیۃ شریف۔

''اُولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخاسرون آیۃ نمبر ۱۹ سورۃ المجادلۃ''۔

وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں یعنی خسران میں ہے۔

Marfat.com

علامہ صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''ھذہ الآیۃ نزلت فی الخوارج الوھابیۃ. اُولٰئک حزب الشیطٰن الا ان حزب الشیطٰن ھم الخاسرون. ان الشیطٰن لکم عدوا فاتخذوہ عدوا''۔

یہ آیت شریف خوارج وہابیہ کے حق میں نازل ہوئی ہے وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے (خبردار) بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں یعنی خسران میں ہے بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو۔ (تفسیر صاوی جلد ۲ حصہ ا ص ۲۵۵)

علامہ صاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ثابت کر دیا کہ وہابیہ خوارج شیطانی گروہ ہے یہ شیطان کا لشکر ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے خبردار ہو جائیں۔ اور ان کے ساتھ دشمنی کرنے میں چوکنے رہیں۔ ان سب مذکورہ دلائل سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ وہابیہ خبیثہ کے سب فرقے خوارج ہیں اور ان لوگوں کو مبتدعین یعنی اہل بدعت، غیر مقلدین، خوارج، ضال مُضل، مرتدین، خارج از اسلام، حزب الشیطان کلاب النار کہتے ہیں۔

لہٰذا ڈاکٹر مسعود عثمانی کے بارے میں علمائے اہلحدیث اور ۲۶ مفتیان شرع متین علمائے دیوبند وغیرہ کا فتویٰ حق بجانب ہے کہ واقعی ڈاکٹر عثمانی کافر، ملحد، زندیق، مرتد، لعنتی، خارجی، حزب الشیطان، کلاب النار اور واجب القتل ہے۔ اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے لئے بھی یہی حکم شرعی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں موجود ہے۔ کہ وہابیہ خوارج ہیں اور خوارج کیلئے نبی کریم ﷺ کا یہی حکم مبارک ہے۔ چنانچہ حدیث شریف بخاری ج ا صفحہ ۷۵۶ اور کنز العمال ج ۶ صفحہ ۳۳ اور صدر مدرسین جانشین شیخ الہند سید حسین احمد مدنی دار العلوم دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب صفحہ ۶۵ پر خوارج وہابیہ کیلئے یہی حکم ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی چڑھتی جوانی والی، بے وقوف، حدیث مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات کرینگے قرآن بھی پڑھیں گے۔ان کے حلق سے قرآن نیچے اتر نہ کرے گا دین سے بھی ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ جب ان سے تمہاری ملاقات ہوان کو قتل کر دواس لئے کہ ان کے قتل کرنے میں خداوند کریم کے نزدیک اتنا ثواب ہے جیسا کہ اس نے قیامت تک کافر کو قتل کیا۔اور کنزالعمال صفحہ ۲۳ ج ۶۔ پر ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آخر زمانے میں ایک قوم آئے گی چڑھتی جوانی والے بے عقل ہوں گے بات کریں گے تو کہیں گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ان کا ایمان گلے سے اوپر رہے گا نیچے یعنی دل میں ایمان کا ذرہ نہ ہوگا۔جہاں تم ان کو ملوان کو قتل کر دو کیونکہ ان کے قتل کرنے میں اتنا ثواب ہے جیسا کہ کسی نے قیامت تک کفار کو قتل کر دیا۔ اور مشکوٰۃ شریف، اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ وغیرہم کی حدیث شریف ہے کہ پیارے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعاء کی کہ،،اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ اور نجد میں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے اللہ ہمارے شام میں برکت دے۔اے اللہ ہمارے یمن میں برکت دے۔تیسری مرتبہ فرمایا وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں وہیں شیطان کا سینگ نکلے گا اور صحیح بخاری شریف صفحہ ۱۰۵۶ ج ۲۔ پر موجود ہے۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ کہ آپ فرمارہے تھے تم میں سے ایک نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں کو ہیچ ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنے روزوں کوان کے اعمال کے مقابلہ میں تم اپنے عملوں کو ہیچ سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے اوران کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل

Marfat.com

جاتا ہے تیر کے سر کو دیکھا جائے تو شکار کا نشان تک نہ ہوگا۔ تیر کا زخم دیکھا جائے گا تو کوئی نشان نہ ملے گا زخم کا داغ بھی نہ ہوگا دین کے اوپر سے گزر جائے گا:

صحیح بخاری شریف ص ۱۰۲۴ ج ۲ ،، و ذکر العلامة العینی فی ص ۲۴۰ ج ۱۱ باب قتال الخوارج والملحدین و کان ابن عمر رضی الله عنه یراهم اے الخوارج شرار خلق الله تعالیٰ وقال انهم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین اور علامہ عینی نے ص ۲۴۰ ج ۱۱ باب قتال الخوارج والملحدین میں ذکر کیا ہے (کہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ خارجیوں کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ آیات جو بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں یہ لوگ اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں۔ لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرهم مع الدجال فاذالقیتمو هم هم شر الخلق والخلیقة۔ یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آخری جماعت دجال کے ساتھ ہوگی اگر تم ان سے ملو تو جان لو کہ وہ تمام خلقت میں بدترین ہیں۔ اور صدر المدرسین شیخ الہند مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے ص ۶۷ پر تحریر کرتے ہیں کہ۔ وہابیہ مسئلہ شفاعت میں ہزاروں تاویلیں گھڑا کرتے ہیں۔ اور قریب انکار شفاعت کے بالکل پہنچ جاتے ہیں۔ شان نبوت و حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ اپنی شقاوتِ قلبی وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں۔ کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں۔ اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذاللہ ثم

معاذاللہ۔نقل کفر کفر نباشد۔کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ السلام سے ہم کوزیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کودفع بھی کر سکتے ہیں۔اورذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷)اورمولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسین دیوبند اپنی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب دیوبندی کی تصنیف لطائف رشیدیہ صفحہ ۲۲ میں دربارہ استعمال لفظ جب یاصنم یاآشوب ترک یافتنہ عرب بہ نسبت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا اگرچہ معانی حقیقیہ مرادنہیں رکھتا بلکہ معنیٰ مجازی لیتاہے مگرتاہم ابہام گستاخی واہانت واذیت ذات پاک حق تعالیٰ شانہ،اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں یہی سبب ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ راعنا بولنے سے منع فرمایااور انظرنا لفظ عرض کرنا ارشاد فرمایااس بحث کونہایت بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔اورجن الفاظ میں ابہام گستاخی وبے ادبی ہوتاتھاان کوبھی باعث ایذاء جناب رسالتمآب علیہ السلام ذکرکیااورآخر میں فرمایاکہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کوشدید منع کرناچاہئے اگرمقدورہواوراگر بازنہ آوے قتل کرناچاہئے۔کہ موذی وگستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ،اوراس کے رسول امین علیہ السلام کاہے۔انتہیٰ کلام الشریف صدرمدرسین حسین احمدصاحب نے فرمایاہے کہ اہلسنّت وجماعت عرب کے لوگ وہابیوں کو یہود ونصاریٰ و مجوس وہنود سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اوراس بات کی تصدیق اس طرح کی ہے اورلکھاہے کہ وہابیوں کے ساتھ قوم یہود ونصاریٰ ومجوس اور ہنود سے بھی زیادہ عداوت ضروررکھنی چاہئے۔چنانچہ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲ پر تحریر خاص یہ ہے: اہل عرب کوخصوصا اس کے ابن عبدالوہاب نجدی کے اوراس کے اتباع (معتقدین) سے دلی بغض تھااور ہےاوراس قدرہے کہ اتنانہ قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔غرضیکہ وجوہات مذکورۃ الصدور کی وجہ سے ان کو(اہل عرب کو)اس کے (ابن عبدالوہاب

Marfat.com

نجدی) کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب (اس ابن عبدالوہاب نجدی) نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا چاہئے (یعنی عداوت ضرور رکھنی چاہئے) وہ لوگ (اہل عرب) یہود ونصاریٰ سے اس قدر رنج وعداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔ (ص۴۲) ڈاکٹر مسعود عثمانی، اہل حدیث اور تمام فرقہ ہائے وہابیہ خوارج حیات انبیاء علیہم السلام کے منکر ہیں۔ حالانکہ سلف صالحین متقدمین ومتاخرین تمام اہلسنت علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہے۔ اور اس کا منکر اجماع امت کا منکر ہے اور منکر اجماع امت کافر ہے۔ (بحوالہ مقام حیات ص ۲۶۶ مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹی دیوبندی) چنانچہ صدر مدرسین دیوبند حسین احمد صاحب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں، نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اس زمانے تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ (المہند عقائد دیوبند ومقام حیات صفحہ ۲۵۱ مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب سیالکوٹی دیوبندی الشہاب الثاقب صفحہ ۴۵) جملہ اہل سنت والجماعت چاروں مذاہب کے علماء اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ قبر اور برزخ میں اہل ایمان اور اصحاب طاعات کو لذت وسرور نصیب ہوتا ہے اور کفار منافقین اور گناہ گاروں کو عذاب وتکلیف حاصل ہوتی ہے (اس لئے کہ وہ زندہ ہیں) اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن وسنت اور اجماع امت کے صریح دلائل کے پیش نظر یہ عقیدہ اتنا مضبوط ہے کہ حضرات فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ذمہ دار گروہ انتہائی تحقیق واحتیاط کے بعد عذاب قبر کے منکر کو کافر کہتا ہے۔ یعنی منکرین عذاب قبر ضرور بضرور کافر ہیں۔ (علمائے دیوبند کی فیصلہ کن کتاب تسکین الصدور صفحہ ۷۴ مصنفہ سرفراز خان نصرت العلوم گوجرانوالہ) تو یہ خوب واضح ہوا کہ ڈاکٹر عثمانی توحیدی گروپ والے معہ اپنے امام کے بلاشک وشبہ علماء کرام کے متفقہ فتویٰ

Marfat.com

پر کافر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ حیات انبیاء علیہم السلام وشہداء صلحاء مومنین وثواب قبر وعذاب قبر سے منکر ہیں اور یہ شیطانی گروہ شفاعت کے بھی منکر ہیں۔ اور منکرین شفاعت بہ اتفاق جمہور علماء کافر ہیں۔ جیسا کہ علامہ طاہر بن احمد الحنفی المتوفی ۵۴۲ھ لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور کرام الکاتبین اور عذاب قبر اور رؤیۃ باری تعالیٰ کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ کافر ہے۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ص ۱۴۹ ج ا تسکین الصدور سرفراز خان دیوبندی)۔

محقق علی الاطلاق حافظ ابن ہمام محمد بن عبدالواحد الحنفی المتوفی ا۸۶ھ فرماتے ہیں کہ شفاعت اور اللہ تعالیٰ کے دیدار اور عذاب قبر اور کرام الکاتبین کے انکار کرنے والے کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی کیونکہ وہ کافر ہے اس لئے کہ یہ امور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں۔

(فتح القدیر ص ۲۴۷ ج ا طبع مصر۔ وتسکین الصدور ص ۷۵)

اہل کبائر کے لئے شفاعت، رویت باری تعالیٰ، عذاب قبر اور کرام الکاتبین کا انکار کرنے والا شخص کافر ہے (رسائل بحر العلوم ص ۹۹ مصنف مولانا عبد العلی بحر العلوم الحنفی المتوفی ۱۲۳۵ھ تسکین الصدور ص ۷۶) قرآن کریم سے دلیل شفاعت:۔

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ. سورۃ بقرہ۔

وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے مگر اس کے حکم سے۔

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہوگی یعنی دھوکہ یا زور سے بغیر اذن نہ ہوگی بلکہ اذن خداوندی سے ہوگی۔ لہذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہے وہ بے ایمان ہے یعنی کافر ہے۔

لا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ آیۃ (۲۳) سورۃ السبا۔

Marfat.com

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفوع دونوں کے لئے اذن الہیٰ ضروری ہے لہذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور مومنین کی کریں گے۔ خیال رہے کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔

ابنیاء اولیاء وعلماء ومشائخ، حجراسود، قرآن مجید کعبہ، ماہ رمضان اور مسلمانوں کے نابالغ بچے شفاعت کریں گے۔ شفاعت تین طرح ہوگی۔ میدان حشر سے نجات کیلئے گناہوں کی معافی کیلئے، بلندی درجات کیلئے۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے گناہ گار مسلمان تیسری سے نیکو کار اسی طرح بہت دلائل آیات واحادیث کے موجود ہیں۔ لیکن اس مختصر رسالہ میں وہ جمع نہیں ہو سکتے۔ صرف ایک آیت پیش کرتا ہوں۔

بِال فرعون سوٓء العذاب (۴۵) النار یعرضون علیھاغدوا وعشیا(۴۵) سورۃ المومن۔

اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا آگ جس پر صبح وشام پیش کئے جاتے یعنی جو لوگ دنیا میں تو فرعون کے ساتھ ڈبو دیئے گئے قبرو آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اس طرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے۔ مگر آگ کی پیشی صبح وشام ہوتی رہی گی۔

فتویٰ متفقہ:

بہ مدرسہ مصر ۷۰۵ھ میں ابن تیمیہ ظاہری وخارجی خدا کو مجسم کہتا تھا۔ سفر زیارت رسول اللہ ﷺ کو حرام کہتا تھا۔ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہو اس کا خون اور مال حلال ہے (حاشیہ نبراس، جواہر الایقان، اثبات

Marfat.com

الاغراض ص ۳۲، ۳۳، کتاب انوار محمدی ۱۳۵۵ھ باہتمام محمد شفیع ابن جناب حاجی محمد سعید صاحب دیوبندی بماہ مئی ۱۹۳۶ء در مطبع مجید کانپوری ص ۳۵ پر تحریر موجود ہے۔

ایک شخص عبد العباس بن تیمی جفائلی کہ نام اس کا تقی الدین تھا۔ چنانچہ تاج الدین ابو الحسن سبکی نے اپنی مسند میں اس کا حال خوب لکھا ہے۔ کہ اس نے کتاب التوحید تصنیف کی جس میں رد ہے مذاہب اربعہ کا۔ اور شیخ ابو یعلی موصلی نے اس کا رد لکھا ہے اور بادشاہ مصر نے بموجب فتویٰ شیخ مذکور سب علماء کو جمع کیا۔ اور شیخ برہان الدین اور تقی الدین جو قاضی تھے۔ اس زمانے میں مصر کے ان سے فتویٰ پوچھا کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے شیخ تقی الدین نے کہا روبرو سب علماء کے اس کو منبر پر حکم دو کہ اپنا عقیدہ بیان کرے چنانچہ ابن تیمیہ نے اپنا عقیدہ بیان کیا اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ جو روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کو جائے کافر ہے تب قاضی برہان الدین نے پوچھا اس سے کہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میری قبر کی زیارت وحفاظت ستر (۷۰۰۰۰) ہزار فرشتے قیامت تک کریں گے اور وہ فرشتے روز نئے نئے آتے ہیں۔

(جواہر البحار ج ۲ ص ۳۷۱۔ انوار محمدی من المواہب الدینہ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ شریف باب وفات النبی ص ۵۴۶ وجلاء الافہام ابن قیم ص ۶۸)

تو قاضی برہان الدین نے پوچھا کہ ان فرشتوں کے حق میں کیا کہتے ہو۔ ابن تیمیہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک وہ فرشتے بھی کافر ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ) تو قاضی برہان الدین نے اسے منبر پر سے ہاتھ پکڑ کے اتار دیا اور آپ منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد وصلوٰۃ اور بیان عقائد اہل سنت وجماعت کے حکم دیا کہ اس کا قتل واجب ہے اور جو اس کے مطیع ہوں ان کا قتل بھی واجب ہے۔ اور ان کی عورتیں لینا جائز ہے۔ القصہ ابن تمیہ مارا گیا اور لاش اس کی گھوڑے پر ڈال دی اور کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ چنانچہ وہ کتاب قوم اسیر میں اب تک رائج ہے پھر بعد اس کے ایک شخص ابن

Marfat.com

عبدالوہاب نجدی نے بھی اس کتاب التوحید سے انتخاب کر کے ایک نیا مذہب تراش کر مکہ اور مدینہ اور تمام طائف کے اہل اسلام میں تفرقہ ڈالا تھا۔ بایں ارادہ کہ جیسے چار مذاہب امام اعظم، امام شافعی، امام حنبلی، امام مالکی کے رائج ہیں اور ان کے نام سے ان کے گروہ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح میرے نام سے بھی مذہب جاری ہو بلکہ سب پر سبقت لے جاؤں اس واسطے اس نے بھی اسی طرح آیات اور احادیث انتخاب کر کے کچھ گھٹا بڑھا کر اپنے مطلب کے موافق کے ایسی باتیں نکالیں کہ کل مسلمانوں ایمانداروں اگلے پچھلوں کو کافر اور مشرک بنایا اور جو اس کے کہنے میں نہ آیا تو بہت غصہ میں آ کر قتل عام شروع کیا۔ اور کل مکانات متبرکہ واجب التعظیم، مساجد عظیم اور قبریں بزرگان قدیم کی منہدم کرنا شروع کیا۔ اولٓئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن هم الخاسرون۔ چنانچہ کتاب تقویۃ الایمان میں بھی اسی طور پر ہے اور جو عقیدہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے مذہب والے رکھتے تھے وہ سب اس کتاب سے مطابقت رکھتے ہیں۔ (ص ۳۵ ص ۳۶)

علامہ عارف باللہ تعالیٰ احمد الصاوی المالکی ؒ۔

تفسیر صاوی جلد اول حصہ اول میں فرماتے ہیں کہ، جو لوگ سید العالمین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفع دینے لینے سے منکر ہیں وہ ضال، مضل، گمراہ، کافر ہیں (ج ۱ ص ۱۶۱) کتاب المواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں امام العارف الربانی سیدی عبدالوہاب الشعرانی تمام اکابر امت کا عقیدہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہر حال قطب واحد محمد ﷺ ہیں جو تمام انبیاء رسل اور اقطاب کے ابتدائے آفرینش انسانیت سے لے کر یوم قیامت تک کے لئے مددگار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

(ج ۲ ص ۸۰)۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کو بت اور زیارت مصطفےٰ ﷺ کے لئے

Marfat.com

جانے والوں کو مشرکین کہنا خواہ ابنیاء علیہم السلام ہوں خواہ ملائک علیہم والسلام ہوں ان سب کو اور سب صحابہ کرام، اولیاء اللہ، علماء کرام اور مومنینِ کو کافر و مشرک کہنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذات اقدس مبارک سے اپنے عصاء کو زیادہ نفع دینے والا کہنا ابنیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام شہداء کرام۔ اولیاء اللہ اور مومنین کی قبریں منہدم کرنا کتنی بڑی انتہائی حد تک گستاخی بے ادبی اور ظلم عظیم بلکہ کفر اشد ہے۔ جس میں ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے سب معتقدین خوارج وہابیہ بتلا ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ جب بھی ہمارے ہاتھ میں طاقت آجائے تو ہم ایسا ایسا کریں گے جو ابن عبدالواہاب نجدی نے کیا تھا مسلمان بھائیو! خوب غور کرو قبر انور کو بت / صنم کہنا تخفیف گستاخی، بے ادبی ہے یا نہیں ضرور ہے زیارت مصطفیٰ علیہ السلام کو شرک کہنا تخفیف گستاخی، بے ادبی ہے یا نہیں۔ ضرور ہے زیارت مصطفیٰ والوں کو جس میں خود نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں کہ آپ ﷺ نے خود جنت البقیع اور شہدائے احد اور ماں باپ کی زیارتیں کی ہیں اور سب ملائکہ اور صحابہ کرام، اولیاء اللہ، علماء کرام اور مومنین کو کافر و مشرک کہنا تخفیف، گستاخی، بے ادبی بلکہ کفر اور شرک ہے یا نہیں ضرور ہے اور ان سب کو برے عیب کی نظر سے دیکھنا ہے یا نہیں ضرور ہے۔ اب پہلے خود ان خبثیوں کا فتویٰ خود ان پر چسپاں کرنا پھر قرآن کریم کا حکم دیکھو امام الخوارج وہابیہ ابن تمیبہ خود اپنے اور اپنے معتقدین پر فتویٰ لگاتا ہے۔ اپنی کتاب **الصارم المسلول علی شاتم الرسول** میں لکھا ہے کہ حضور کی مدح اور تعظیم کرنا دین کو قائم کرنا ہے صفحہ ۲۱۱ حضور کی تنقیص شان کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ حضور کی تنقیص کرنے والا کافر ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (صفحہ ۴۰) جس نے نبی کریم ﷺ کی چادر کو میلا کہا اس کو قتل کرنا چاہیے صفحہ ۵۲۶ کی کیونکہ اس خبیث نے چادر مبارک کو عیب کی نظر سے دیکھا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی چیز کو عیب کی نظر سے دیکھنے یا کہنے والا مبتدع، زندیق کافر، ملعون،

Marfat.com

واجب القتل ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان واجب القتل ہے (صفحہ ۵۲۶)

کقولہ تعالیٰ ومنهم من يقول ائذن لى ولا تفتنى الا فى الفتنة سقطوا ط و ان جهنم لمحيطة بالكفرين.

(۴۹ آیت،۴ آیۃ ۵۲، سورۃ توبہ)

اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے۔ اور فتنہ میں نہ ڈالئے سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

(شان نزول) حضورﷺ نے جدابن قیس منافق سے فرمایا کہ جنگ تبوک میں چلنے کی تیاری کرو۔ وہ بولا کہ میری قوم جانتی ہے کہ مجھے عورتوں سے بہت رغبت ہے اگر میں ان رومیوں کے مقابل گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ انکی حسین عورتوں کو دیکھ کر فریفتہ ہو جاؤں اور فتنہ میں پڑ جاؤں۔ مجھے وہاں نہ لے اور فتنہ میں واقع نہ فرمائیے تب یہ آیت اتری کیونکہ جہاد میں نہ جانا حضورﷺ کا حکم نہ ماننا مذاق اڑانا بڑا بھاری فتنہ ہے (صفحہ ۳۴۵) امام الخوارج وہابیہ ابن تیمیہ نے خود یہ ثابت کردیا کہ کسی معقول عذر سے جہاد کو فتنہ کہنے والے عیب لگانے والے گستاخ منافقین مرتدین خوارج کافر واجب القتل اہل النار ہیں اسی طرح منافقین کے حق میں یہ قول خداوندی ہے۔

قالوا ربنا لم كتبت علينا القتال (آیۃ ۷۷ سورۃ النسا)

منافقین نے بولا اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کردیا

اسی طرح مرزا قادیانی حکم جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔ جیسا کہ خوارج وہابیہ اہلحدیث تبلیغی فرقہ وغیرہ حکم جہاد کونہیں مانتے بلکہ جہاد کے متعلق جتنی آیتیں اور احادیث ہیں سب کے سب اپنی رسمی خود ساختہ تبلیغ کے لئے دلیل خصوصا پکڑتے ہیں۔ الحاصل صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت جس خوارج وہابیہ بریلوی کہتے ہیں اس کے علاوہ سب کے سب

Marfat.com

فرقے عقائد میں ایک ہی ہیں صرف ان فرقوں کے نام جدا جدا ہیں کیونکہ سب ابن تمیہ اور ابن عبدالوہاب نجدی کے معتقدین ہیں اور وہ تو ہے منافقین خوارج وہابیہ کا امام لیکن بعض ان منافقین خوارج وہابیہ ہیں بہت تیز ہیں جیسا نمبرا حزب الشیطن جو اپنے آپ کو حزب اللہ کہتے ہیں نمبر۲ اہل حدیث نمبر۳ جماعت المسلمین نمبر۴ جماعت اسلامی نمبر۵ تبلیغی جماعت وغیرہ وغیرہ۔ مولوی حمد اللہ دیوبندی نے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ابن تیمیہ کے حق میں تحریر کیا ہے کہ جس نے ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا وہ کافر ہے۔

ان من سمی ابن تیمیہ شیخ الا سلام فھو کافر (البصائر ۱۵۳)

پھر ابن تیمیہ کے معتقدین کے حق میں یہ فتویٰ دیا کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہو اس کا مال اور قتل حلال ہے۔ من کان علیٰ عقیدۃ ابن تیمیۃ حل مالہ ودمہ البصائر ۱۴۸) معتقدین ابن تیمیہ: ابن عبدالوہاب نجدی ہمیشہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علمائے کرام مومنین کی تنقیص شان کرتے ہیں اور ان سب کو کفر وشرک کی نسبت کرتے ہیں کفار مشرکین کو کسی قسم کی بری نسبت نہیں کرتے ان کے ساتھ جہاد کرنا بھی نہیں مانتے ان کی برائی بیان نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور ان کفار کے وظیفہ خوار ہیں اس لئے کفار مشرکین کے بجائے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ مومنین کو کافر ومشرک کہتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی بے ادبی کرتے ہیں جو آیتیں اور حدیثیں کفار ومشرکین اور ان کے بتوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ سب انبیاء اولیاء اللہ مومنین پر چسپاں کرتے ہیں اور ان مقربان خداوندی کی تخفیف کرتے ہیں خصوصاً فرقہ حزب الشیطن جو اپنے آپ کو حزب اللہ کہتے ہیں وہی لوگ علی الاعلان برملا گستاخیاں بے ادبی اور تخفیف کرتے ہیں اور اپنے فرقہ کے سوا عام وخاص کو کفر وشرک کی نسبت کرتے ہیں ان ایمان فروش منافقین محبان کفار ومشرکین اور دشمن السلام اور دشمن اہل اسلام گروہ شیطانی کے لئے قرآنی فتویٰ یہ ہے:

Marfat.com

ومن یتولھم منکم فا نہ منھم ان اللہ لا یھدی القو م الظلمین۔

جوتم میں ان سے دوستی کرے گا (یعنی کفار سے) وہ ان ہی میں سے ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔

ثابت ہوا کہ یہ فرقہ ضرور بضرور کفار میں سے ہے لیکن جو لوگ اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں کا حکم بھی وہی ہے۔اور ان گستاخان پیغمبر علیہ السلام کے لئے دوسرا حکم یہ ہے۔

والذین یوء ذون رسول اللہ لھم عذا ب الیم.

وہ بیشک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔

پھر ان گستاخ، بے حیا اور بے ادب لوگوں کے لئے تیسرا حکم یہ ہے۔

ان الذین یوء ذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا وا لاخرۃ و اعدلھم عذاباً مّھیناً.

بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل ایذاء سے پاک ہے۔اسے کون ایذاء دے سکتا ہے مگر حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ایذاء فرمایا ہے وہی لوگ ظالم ہیں گمراہ ہیں کافر ہیں، وہ لوگ لعنت کے مستحق ہیں آخرت میں خوار وذلیل ہوں گے۔ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔اس گروہ شیطانی کے لئے چوتھا حکم یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ ورسول وآیتوں اور دین اسلام سے ٹھٹھا کرتے ہیں ان کے لئے کوئی عذر بہانہ نہیں،قولہ تعالیٰ۔

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم.

Marfat.com

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد الحدیث

کلاب اهل النار قد کان هٰؤلآء مسلمین فصار وا کفاراً۔

(ابن ماجہ ۱۶)

یہ لوگ جہنم کے کتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر بن گئے۔

دوزخ کے کتے کون ہیں وہی ہیں جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے جن کو خوارج وہابیہ خبیثیہ کہتے ہیں۔ (الخوارج کلاب النار ص ۱۶)۔ خوارج دوزخ کے کتے ہیں ابھی ان حزب الشیطان لوگوں کے لئے علمائے امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے: بانی حزب اللہ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی (توحیدی گروپ) کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء نے فتویٰ دیتے ہوئے تحریر کیا:

یہ لوگ گمراہ، ملحد، زندیق، اور مرتد ہیں مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کر کے فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس گمراہ کن ٹولہ کی سرگرمیوں پر فوری پابندی عائد کرے اور سرغنہ کو گرفتار کر کے سزا دے۔

نام نہاد حزب اللہ کے قریب میں آئے ہوئے لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ فوراً اس گمراہ کن ٹولہ کا ساتھ چھوڑ کر اللہ کے حضور توبہ کریں۔ ملک میں موجودہ مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ دار العلوم جہاں سے مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اس گمراہ کن ٹولہ کے خلاف فتاویٰ صادر کیے گئے ہیں ان علماء کی فہرست درج ذیل ہے۔

مفتیان شرع متین علماء اہلسنت بریلوی مکتبہ فکر

۱۔ دار العلوم امجدیہ کراچی۔ ۲۔ دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی۔ ۳۔ دار العلوم نعیمہ کراچی ۔۴۔ دار العلوم احسن البرکات حیدرآباد۔ ۵۔ دار العلوم قوت الاسلام حیدرآباد۔ ۶۔ دار العلوم جامعہ نظامیہ لاہور۔ ۷۔ دار العلوم نعیمیہ لاہور۔

Marfat.com

۸۔ دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد۔ ۹۔ دارالعلوم سراج الاسلام گوجرانوالہ۔ ۱۰۔ مدرسہ فیض نقشبندیہ سیفیہ کراچی۔

مفتیان شرع متین علماء دیوبندی مکتبہ فکر

۱۔ دارالعلوم جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ ۲۔ دارالعلوم اشرفیہ لاہور۔ ۳۔ دارالعلوم کراچی، کراچی۔ ۴۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۵۔ دارالعلوم سرحد پشاور۔ ۶۔ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ۔ ۷۔ دارالعلوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی۔ ۸۔ دارالعلوم تعلیم القرآن آزاد کشمیر مرکزی انجمن اشاعۃ الاسلام پاکستان۔

سوال: کیا صدر مدرسین دیوبند حسین احمد کے علاوہ اور حضرات دیوبند نے کچھ ایسا فتویٰ دیا ہے۔ کہ واقعی ابن عبدالوہاب نجدی اور ان کے معتقدین وھابیہ خوارج میں سے ہیں کہ اس بنا پر یہ لوگ خبیث وخبیثہ ہیں۔

جواب: فتویٰ علماء سرحد ابن عبدالوھاب نجدی بہ اتفاق جمہور علماء وفقہاء خارجی ہے اور اس کے جملہ معتقدین نام نہاد موحدین وھابی خارجی ہیں۔

(عقائد علماء دیوبند ۲۲۸ وسنن نسائی شریف ۳۶۰ برحاشیہ شیخ محمد تھانوی دیوبندی صاحب حصہ اول البصائر ۱۵۷ مولوی حمد اللہ صاحب فاضل مظاہر علوم سہارنپور)

مزید تفصیلات کیلئے انگریز جاسوس ھمفر کے کتاب ملاحظہ ہو شائع کردہ مجلس اہلسنت والجماعت حنفی المسلک علماء دیوبند تحصیل صوابی ۲۵، ۱ اکتوبر ۱۹۸۵ بمقام جامع مسجد اکرم خان میں عظیم الشان دینی اجتماع میں متفقہ طور پر فتویٰ مذکورہ شائع ہوا۔

واللہ ورسولہ اعلم وماعلینا الاالبلاغ

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی ساکن شالپین (سوات)

Marfat.com

''ترجمہ''

امیر عبدالرحمٰن خان کے دور حکومت میں ان کے زمانہ کے علماء کا فتویٰ ظہور میں آیا۔ علماء کرام نے وہابیہ کے بارے میں کفر اور الحاد کا فتویٰ دیا۔ بطریقہ اجماع اس مسئلہ پر اتفاق ہوگیا اسی طرح کتاب تقویم الدین پر اسی طرح تصریح کیا (برصفحہ ۱۹۹) یعنی امیر عبدالرحمان خان کے زمانہ میں جھگڑا واقع ہوا اہل سنت وجماعت اور وہابیہ کے درمیان پس امیر عبدالرحمان خان نے کابل کے مشہور علماء کرام کو جمع کیا اور ان سے وہابیہ کے بارے میں فتویٰ طلب کیا۔ پس کابل کے مشہور علماء نے حکم دیا اور فتویٰ دیا ان وہابیہ کے بارے میں کفر کا پس کابل کے ان علماء کرام کے نام مشہور ہیں (برصفحہ کتاب) تقویم الدین ایک کتاب ہے جس کو ہم علماء کرام کابل نے تصنیف کیا۔ اور ان کے بعد ہم نے اس کتاب کو عبارۃ مسئلہ امیر عبدالرحمٰن خان کے سامنے پڑھا۔ پس یہ مذکورہ کتاب بہت مقبول ہوئی ان کو پس امیر عبدالرحمٰن خان نے اس کتاب پر دستخط کیا اور در کتب خانۂ کابل داخل کرایا۔ اس سے تین ہزار نسخے چھاپے اور افغانستان کے اطراف میں پھیلا دیے پس مصنف کشف الاسرار کہتا ہے جب یہ کتاب تقویم الدین میرے ہاتھ لگی پس یہ کتاب میں نے قندہار کے علماء کے سامنے پیش کردی اور یہ علماء کرام اس پر بہت خوش ہوئے اور فتویٰ کے بعد کہنے لگے کہ یہ اجماع ہمارے لئے سند ہے اور یہ دلیل ہمارے لئے کافی ہے۔ دستخط ملا احقر الناس کریم اللہ۔ کتاب تقویم الدین میں، میں نے حکم دیکھ کر پڑھ لیا صحیح ہے دستخط ملا عبیداللہ مدرس خلیل ملا علم '' اے اللہ جل جلالہ ہمیں حق، کو حق دکھا اور حق کی اتباع ہمیں عطا فرما اور باطل کو باطل دکھا اور اس سے ہمیں دور رکھ۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

مصنف کشف الاسرار کہتا ہے کہ اگر کوئی تقویم الدین کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ کابل میں موضع نامی ایک جگہ موجود ہے۔

Marfat.com

اِستمدادِ اولیاء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سوال: کیا شہداء اور اولیاء اللہ زندوں کے ساتھ بعد الوفات کچھ امداد کر سکتے ہیں؟ اور زندوں کیلئے مردوں سے کوئی امداد طلب کرنا حق و صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں کر سکتے ہیں اور یہ حق و صحیح ہے۔

کقولہ تعالی لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ ط (آیۃ ۸۱ سورۃ آل عمران نمبر۳)

تو تم ضرور بہ ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور بہ ضرور اس کی مدد کرنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد کیا گیا حالانکہ ربّ تعالیٰ جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی۔ اس طرح کہ شبِ معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہوتو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ، شہداء، مؤمنین، صالحین سے بعد وفات امداد طلب کرنا بھی حکم خداوندی ہے کہ اس پر عقیدہ اور عمل رکھنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنا ہے اس لئے منکر کیلئے سخت حکم ہے۔

تفسیر الصاوی جلد اول میں ہے۔

”فمن زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کآحاد الناس لایملک شیئا أصلا

Marfat.com

ولا نفع به لا ظاهر او لا باطنا فهو کافر خاسر الدنیا والآخرۃ واستدلاله بھٰذہ الآیۃ ضلال مبین"۔ (ص۱۵۸طبع لائلپور)

جس کا یہ گمان ہو کہ نبی اکرم ﷺ عام مسلمانوں کی مانند اور بالکل کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ ہی ان کی ذات سے کوئی ظاہری باطنی نفع ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ خسر الدنیا والآخرۃ واستدلاله بھٰذہ الآیۃ ضلال مبین.

(ج ۱۰ اص ۱۵۸، ج ا ص ۱۶۱ حصہ اول۔ تحفۃ المؤمنین ص ۱)

سوال: اس میں تو صرف نبی علیہ السلام کے امداد اور نفع پہنچانے کی دلیل ہے اور صرف آپ ﷺ کی مدد اور نفع پہنچانے سے انکار کرنے والوں کیلئے وعید ثابت ہے نہ کہ اوروں کے متعلق۔

جواب: جس طرح نبی ﷺ سے یا اور کسی نبی علیہ السلام سے مدد طلب کرنا شرک وبدعت نہیں بلکہ عین ایمان ہے اسی طرح اولیاء اللہ، شہداء، صالحین اور مؤمنین سے مدد طلب کرنا بھی عین ایمان ہے کیونکہ اولیاء اللہ، شہداء، صالحین اور مؤمنین کی پیروی تابعداری عین نبی ﷺ کی اطاعت، تابعداری اور پیروی ہے جس طرح نبی کی اطاعت اطاعتِ خداوندی ہے اسی طرح صالحین کی تابعداری رسول اللہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

کقوله تعالیٰ: من یطع الرسول فقد اطاع اللّٰہ ۔ او کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیّین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقًا ۔ (۱۶ النساء نمبر ۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم مانے۔ تو وہ صدیقین، شہداء، صالحین میں سے ہوگا (دوسرا یہ کہ) جو چیز انبیاء کے لئے معجزہ ہے وہی اولیاء اللہ کیلئے کرامت ہے۔ معجزہ اصل ہے اور کرامت فرع ہے اور اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کا معجزہ اور اولیاء اللہ کی کرامت بعد الوفات قطع نہیں ہوتی بلکہ باقی ہے اس لئے جس طرح نبی سے بعد وفات مدد طلب کرنا اور نفع لینا عین ایمان ہے اسی طرح اولیاء اللہ صدیقین، مؤمنین اور صالحین سے بھی بعد وفات مدد طلب کرنا عین ایمان ہے اور اس عقیدہ کو بدعت، کفر اور شرک کہنے والا خود خارجی معتزلی، زندیق، منافق، وہابی جبری کافر ہے اگر ایسا عقیدہ بدعت، کفر، شرک اور حرام ہو تو دلیل پیش کرنا چاہئے جیسا قولِ خداوندی ہے:

''قل هلم شهداء كم الذين يشهدون ان الله حرم هذا ج''۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت نہ دکھائی جا سکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء سے مراد کتاب اللہ کی آیت یا ان کے پیغمبروں کے اقوال ہیں۔ نہ کہ خود ان کی بکواس جیسا کہ وہابیہ کرتے ہیں۔ اس لئے اکابریں اہلسنت اولیاء اللہ کی وفات کے بعد امداد طلب کرنے پر اظہار عقیدت پیش کرتے ہیں جیسا حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''قال امام غزالی من یستمد به فی حیوته بمستمدبه بعد مماته (ص ۴۲ البصائر مصنفه حمد الله دیوبندی) وقال امام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد به فی حیوته یستمد به بعد وفاته

Marfat.com

کذا نقل الشیخ عبدالحق الدھلوی فی شرح المشکوۃ وقال الامام الشافعی ان قبر الامام موسیٰ الکاظم علیه الرحمة تریاق مجرب لاجابة الدعوات ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ معروف الکرخی والشیخ الغوث الاعظم سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس سرھما تصرفھما فی القبور کتصرفھما فی الحیوۃ نفعنا الله تعالیٰ ببرکاتھم واوصلنا الی مثل مالاتھم امین. کتاب نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمٰن مصنفه مولوی احمد الله صاحب بدخشانی دیوبندی باھتمام محمد گل رحیم الاسماری فاضل دیوبند''۔

والله ورسوله اعلم.

المجیب: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

Marfat.com

الکواکب فی حلق الشوارب

(مونچھوں کے حلق کا شرعی حکم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماءِ اہلِ سنت و جماعت (احناف) اس مسئلے میں کہ مونچھیں کاٹنا (حلق کرنا) جائز ہے یا نا جائز۔ بیّن هذه المسئلة بالادلة الشرعية

المستفتی: (صوفی عبدالحلیم)

الجواب ومنه الصدق والصواب

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف باب السواک (جلد:۱:صفحہ:۲۰۱:طبع بیروت) میں مونچھوں کے بارے میں تین اقوال ذکر کیے گئے ہیں۔۱:ایک قول مکروہ۔۲:دوسرا قول حرام۔ ۳:تیسرا قول سنت کا ہے۔حرام اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں مُثلہ پایا جاتا ہے اور مُثلہ حرام ہے۔لیکن شرح سفر سعادت صفحہ:۴۹۴:میں اور نووی شرح مسلم صفحہ:۱۲۹:جلد:۱:میں ہے کہ مُثلہ اور حرام کہنا یہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب میں ہے۔اور ہدایۃ الابرار میں ہے کہ یہ کراہت اور بدعت کا قول حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے اور یہ قول مرجوح ہے۔اور یہ دلیل صرف امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب کے لئے ہے۔ ہم (احناف) کیلئے نہیں ہے کیونکہ ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد اور پیروکار ہیں۔اور فتح القدیر جلد:۲:صفحہ:۴۶۴:پر ہے کہ مونچھوں کے قصر کرنے (یعنی قینچی سے تراشنے) کا مذہب بعض متاخرین احناف کا مذہب ہے۔علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

Marfat.com

مفتیٰ بہ قول ذکر کیا ہے۔''وذکر الطحاوی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه ان الحلق سنة ونسب ذلک الی علماء الثلثة (ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رضی اللّٰه تعالی عنهم اجمعین ''یعنی حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مونچھوں کا مونڈھوانا (حلق کرنا) سنت ہے اور یہ قول انہوں نے علماء ثلاثہ حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابی یوسف اوامام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف منسوب کیا ہے۔

مولوی عبدالحیٔ لکھنوی فوائدِ بهیه فی تراجم الحنفیه :صفحہ:۳۲: پرتحریر کرتے ہیں کہ امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجتہد تھے۔ چونکہ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عظیم مجتہد ہیں اور ان کا مونچھیں مونڈھنے کو سنت کہنا ایک قوی دلیل ہے۔ صاحبِ کشف المبهم: نے صفحہ:۱۱: پر یہ ذکر کیا ہے کہ''واما المقلد فعنده قول مجتهده... الخ ''یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا۔ شرح طریقہ محمدیہ: جلد:۲: صفحہ:۶۵: کے مؤلف لکھتے ہیں۔''ولذا کان دلیل المقلد هو قول المجتهد... الخ ''یعنی مقلد کے لئے دلیل مجتہد کا قول ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میزان شعرانی میں ذکر کیا ہے کہ''ومن شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامه.. الخ ''صفحہ:۱۳: یعنی مقلد کی شان یہ ہے کہ وہ امام کے قول سے تجاوز نہ کرے۔ اسی بات کو امام شعرانی میزان الکبریٰ میں بیان کیا ہے۔''فیجب علی کل مقلد ان لا یعترض علی قول مجتهد الی ان قال وکذلک یجب علیه الاعتقاد الجازم بان ذلک الامام علی هدی من ربه فی ذلک ''جلد:۱: صفحہ:۵۹: آگے مزید لکھا ہے۔''فاعتقادک یا اخی الصحة فی کلام ائمة الهدی واجب علیک... الخ ''جلد:۱: صفحہ:۶۲: مسلم الثبوت کے شروع میں اجمالی طور پر ذکر کیا ہے کہ''اما المقلد فمستنده قول

Marfat.com

المجتہد ''یعنی مقلد اپنے مجتہد کے قول سے استدلال کرے گا نہ کہ اپنی رائے سے۔اور صاحبِ تلویح نے ذکر کیا ہے کہ مقلد یہ عقیدہ رکھے گا''ھٰذا حق لانہ ادی الیہ رأی ابی حنیفۃ وکل ماادی الیہ رأی ابی حنیفۃ فھو حق فھٰذا حق ''یعنی یہ مسئلہ حق ہے کیونکہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے سے ثابت ہے اور فقہ کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہے کہ''نعمل بقول المجتہد وان لم نعلم من این قال ''(بحرالرائق: جلد:۵: صفحہ:۲۶۹) یعنی عمل مجتہد کے قول پر ہوگا اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حکم کہاں سے نکالا۔

اور فتح القدیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ''اذا ثبت عندہ قول المجتہد وجب علیہ العمل بہ ''یعنی مجتہد کا قول جب ثابت ہو جائے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔اور تفسیر احمدی میں صاحبِ کتاب لکھتے ہیں''ولیس للمقلد ان ینازع المجتہد فی حکمہ ''(تفسیراتِ احمدیہ: صفحہ:۲۰۹)

اور مقلد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مجتہد کے قول میں جھگڑے۔اور کسی کو یہ زیبا نہیں کہ مجتہد کو خطاوار ٹھہرائے اور اس کے کلام میں طعن کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو اچھی طرح جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم ماننا لازم کیا ہے (کہ وہ اولوا الامر میں داخل ہیں) پس جس نے کسی مجتہد کی طرف خطا کی نسبت کی تو گویا اس نے شارع کی طرف خطا کی نسبت کی۔اور اسی بات کو صاحبِ میزانِ شعرانی اپنی کتاب میزان الکبریٰ میں یوں لکھا ہے کہ''ان لاینبغی لاحد قط ان ینحطئ مجتہدا او یطعن فی کلامہ لان الشرع الذی ھو حکم اللہ تعالیٰ قد قرر حکم المجتہد فصار شرع اللہ تعالی بتقریر اللہ تعالی ایاہ فکل من خطا مجتہدا بعینہ فکانہ خطأ الشارع فیما قرّرہ حکمًا '' (میزان الکبریٰ: صفحہ:۲۶) کسی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی مجتہد کو مخطی سمجھے یا اس کے کلام میں طعن

Marfat.com

کرے کیونکہ وہ شرع اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے تو مجتہد کا قول قرار پایا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے شرع اللہ تعالیٰ کا ہوا خاص اس کے لئے تو مجتہد کو بعینہ خطاوار سمجھا تو گویا اس نے شارع کو خطاوار سمجھا۔اس نے اس کے حکم کو مقرر کیا ہے۔

لہٰذا ان تمام دلائل سے امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مجتہد ہونا اور مجتہد کے قول کا دلیل قوی ہونا ثابت ہوا اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مونچھیں مونڈھنے (حلق کرنے) کے بارے قوی دلیل ہے۔یعنی مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔

پس مونچھیں مونڈھنا سنت ہے۔اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ "والحلق سنة وهو احسن من القص وهذا قول ابی حنيفة وصاحبيه رحمهما تعالى كذا فى محيط السرخسى "اور حلق کرنا (مونڈھوانا) سنت ہے اور یہ تراشنے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ قول امام اعظم اور صاحبین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے۔اسی طرح محیط سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بھی ہے۔(مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ: جلد:۵:صفحہ:۳۵۸) فتاویٰ عالمگیری چار سو علماء (احناف) نے آٹھ سال میں تحریر فرمایا تھا اور اس وقت اس پر دو لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔

اور اسی طرح علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح کنز: جلد:۲:صفحہ:۵۵: میں اور محدثِ شہیر شارح بخاری شریف علامہ بدر الدین عینی حنفی رمز الحقائق: جلد:۱: صفحہ:۱۰۲: میں فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں مونچھوں کو مونڈھوانا سنت ہے۔

لہٰذا حلق کرنا اور قصر کرنا (یعنی مونڈھنا اور کاٹنا) دونوں درست ہیں اس میں کسی کو بُرا بھلا نہیں کہنا چاہئے لیکن تراشنے کے مقابلے میں مونڈھنا زیادہ بہتر اور افضل اور احسن ہے۔جیسا کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ باب حلق الشوارب کے آخر میں فرماتے ہیں۔"وفيه

Marfat.com

من اصابة الخیر ما لیس فی القص ''اور مونچھوں کے مونڈھوانے میں جو خیر (ثواب) ہے وہ تراشنے میں نہیں ہے۔ اور ہدایۃ الابرار: صفحہ: ۲۶: میں ہے ''الحلق بالموسیٰ ایسر منه بالمقصّة'' یعنی اُسترے سے کاٹنا قینچی سے کاٹنے سے زیادہ آسان ہے۔

رحمتِ بیان شرح رشید البیان مصنف الحاج القاری القادری الحنفی المولوی رحمت اللہ ابن ملاموسیٰ مندوخیل: جلد: ۱: صفحہ: ۳۵۱: میں لکھا ہے کہ امام اعظم اور صاحبین اور امام احمد بن حنبل اور اہلِ کوفہ اور صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو حلق پسند ہے اور اسے اچھا سمجھتے تھے اور فرمایا کہ یہ سنت ہے اور احسن ہے۔ اس کی تین دلیلیں ذکر کی ہیں۔

(۱) قال رسول اللہ ﷺ احفوا الشوارب۔ قال رسول اللہ ﷺ انهکوا الشوارب ۔قال رسول الله ﷺ جزّوا الشوارب ۔قال رسول الله ﷺ طرّوا الشوارب۔

صاحبِ کنز العمال فی سُنن الاقوال والافعال (عن. خ. ن) (جلد: ۶: صفحہ: ۶۵۳: فرماتے ہیں۔ الفطرة خمس الختنان وحلق العانة ونتف الابط وتقليم الاظفار وحلق الشوارب۔ یعنی دین میں پانچ چیزیں سنت ہیں۔ ختنہ کرنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا، بغل کے بال کاٹنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں مونڈھنا۔

احادیث کے تمام الفاظ مونچھیں مونڈھوانے پر دلالت کرتے ہیں۔

(۲) حضرت ابنِ عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت واثلة بن الاسقع، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو سعید الساعدی، حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، حضرت سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ تمام حضرات مونچھیں مونڈھواتے تھے اور ایک بال بھی نہیں چھوڑتے تھے۔

Marfat.com

سنن ابوداؤد کے حاشیہ میں ہے۔ کہ جو کوئی سنت طریقہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا تو وہ اخفاء اور حلق پر عمل کریں ہے اور یا قص پر۔ لیکن کاٹنا زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد: صفحہ:8: حاشیہ: نمبر۳)

اس مسئلے میں مفتی اعظم سرحد جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مفتی شائستہ گل القادری صاحب نوّر اللہ مرقدہ نے ایک رسالہ بنام "حلق الشوارب من السنن الرواتب" تحریر فرمایا ہے۔ جس میں انہوں نے بہت سے دلائل ذکر کئے ہیں۔ ہدایۃ الابرار میں ہے "عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی ﷺ حلقوا الشوارب واعفوا اللحی" (صفحہ:۲۷) یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹواؤ (منڈھواؤ) اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔

اور افغانستان، بخارا، تاشقند، سمرقند اور پاکستان کے صوبہ سرحد کے کثیر اولیائے کرام کا معمول مونچھیں مونڈھوانا ہے اور ان کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور اس کے علاوہ عظیم عالمِ دین، قائدِ اہل سنت، امام انقلاب ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری الشاہ احمد النورانی نوّر اللہ مرقدہ کا عمل بھی مونچھیں مونڈھوانا ہی تھا۔

(۳) مونچھوں کو حاجی کے سر کے بالوں پر قیاس کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح حاجی کے لئے سر کے بال تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل و بہتر ہے اسی طرح مونچھیں تراشنا جائز اور مونڈھوانا افضل واحسن و بہتر ہیں۔ (طحاوی، الدعامۃ، محیط، ہندیہ، عینی) (بحوالہ: رحمت بیان: جلد:۱: صفحہ:۳۵۲)

حتیٰ کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مونچھوں کی سفید جلد واضح نظر آتی تھی۔ لہٰذا ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ حلق کرنا سنت اور احسن ہے۔ لہٰذا ان تمام دلائل سے ثابت

Marfat.com

ہوا کہ مونچھیں تراشنا اور مونڈھوانا دونوں جائز ہیں اور مونڈھوانا افضل ہے۔ بعض لوگ مونڈھوانے کو خوارج کی علامت بتاتے ہیں۔ اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہو تو پھر امام اعظم اور صاحبین اور کثیر احناف علماء اور صوفیاء اور صوبہ سرحد کے علماء و صلحاء اور عالم اسلام کے مقتدر علماء و صوفیاء اور حضرت قائدِ ملتِ اسلامیہ الشاہ احمد نورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان تمام حضرات پر خوارج ہونے اور کافر ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری کے چار سو جید علماء پر خوارج ہونے کا الزام لگایا ہے جبکہ یہ بات ثابت ہے کہ مذکورہ بالا تمام علماءِ کرام اور صوفیاءِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحیح العقیدہ حنفی سُنی مسلمان تھے۔

اور مطلوب شرعی کو کسی مشابہت کی وجہ سے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مثلاً گمراہ فرقے عمامہ باندھنے، نماز پڑھنے، عصا پکڑنے، دعا کرنا، شلوار قمیص پہننا، ڈاڑھی رکھنا، ازکار و اوراد وغیرہ یہ تمام گمراہ فرقے بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام کام اسلام کے ہیں اور جو بھی مدعی اسلام ہو وہ یہ کام اختیار کر سکتا ہے۔ اصل اختلاف عقیدے کا اختلاف ہے۔ کہ ان کے یعنی خوارج وہابی دیوبندی رائیونڈی وغیرہ۔ کفریہ عقائد ہیں اور اہلِ سنت و جماعت کے مخالف ہیں۔ اور ہم الحمد للہ اہلِ سنت و جماعت کے صحیح اور مضبوط عقائد پر ہیں۔ اور اگر وہ لوگ مونچھیں مونڈھواتے اور عمامہ باندھتے ہیں تو صرف مؤمنین کو دھوکہ دینے کے لئے لیکن ہم ان کی وجہ سے یہ اچھے اعمال ترک نہیں کر سکتے۔ اور ان کا عمل ہمارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم

حرّرہ: فقیر سید احمد علی شاہ سیفی صاحب

تاریخ: ۵ جولائی ۲۰۰۷ء

Marfat.com

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ذکر اللہ کا جواز

تصنیف لطیف

محسود الزمان، علامہ دوران، پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت مفتی علامہ پیر سید احمد علی شاہ

سیفی نقشبندی چشتی قادری سہروردی مجددی حنفی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

جامعہ امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فقیر کالونی کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہل سنت وجماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے۔ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بعض لوگ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کیا نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب و منه الصدق و الصواب:

الحمد لله الذی رفع اهل الحق ووضع اهل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلوٰة والسلام علی نبینا و سیدنا و سندنا ووسیلتنا فی الدارین محمد النبی المکمل الاکمل وعلی آله واصحابه الذین جاهدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل و علی التابعین الذین ناظروا لاظهار الحق واخفاء الباطل و علی تبعهم الذین لا یخافون لومة لائم فی احقاق الحق الراسخ وابطال الباطل الزائل. اللهم انا نسئلک الفتح والغلبة فی المناظرات مع اهل الباطل بجاه الرسول الاکمل امابعد:

نعت خوانی ہر زبان میں جائز ہے اور خصوصا وہ اشعار جو حضور اکرم ﷺ کے معجزات وکمالات پر مشتمل ہوں وہ باعثِ ثواب وفلاح ہیں شعر کی تعریف یہ ہے الشعر بمنزلة الکلام فحسنه کحسن الکلام و قبیحه کقبیح الکلام و روی البخاری فی الادب المفرد والطبرانی عن ابن عمر و ابو یعلیٰ عن عائشة رضی الله عنها قال الهیثمی اسناده حسن یعنی شعر کی دو قسمیں

Marfat.com

ہیں ایک شعر حسن اور دوسرا شعر قبیح۔ "الشعر کلام فمنه حسن و منه قبیح فخذ الحسن و دع القبیح"۔ اچھا شعر کہنے یا لکھنے والا "الشعراء من تلامیذ الرحمٰن" کے زمرے میں ہے، اور برا شعر کہنے والا الشعراء کلاب جهنم کے زمرے میں ہے۔ بہت سے صحابہ کرام سے نعتیہ اشعار بنانا اور کہنا ثابت ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے خدام شعراء مردوں میں ایک سو ساٹھ/ 160 اور عورتوں میں بارہ/12 تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی۔ حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن زبیر، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی نعتیہ اشعار ثابت ہیں۔ جو کوئی بھی اسے بدعت، شرک یا ناجائز کہتا ہے وہ دائرہ اسلام سے باہر ہے۔ اور یہ تو صحابہ کرام پر اعتراض ہے اور صحابہ کرام پر اعتراض کرنا ما سوائے زندیقیت کے اور کچھ نہیں۔ اور یہ لوگ اس آیتِ کریمہ کا مصداق بن رہے ہیں۔ یریدون ان یفرقوا بین الله و رسله. الایة (نساء۔ ۱۵۰) اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسول کو جدا کر دیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

یا عین فابکی ولا تسأمی

وحق البکاء علی السید

تو اے آنکھ خوب رو، اب یہ آنسو نہ تھمیں

قسم ہے سرور عالم پر رونے کے حق کی۔

علی خیر خندف عند البلا

Marfat.com

امسی بغیب فی الملحد

خندف کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو غم والم کے ہجوم میں

سر شام گوشۂ عافیت میں چھپا دیا گیا

فصلی الملیک ولی العبا

دو رب العباد علی احمد

مالک الملک بادشاہ عالم بندوں کا والی

اور پروردگار احمد مجتبیٰ پر سلام و رحمت بھیجے

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب

وزین المعاشر فی المشہد

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا

اور وہ نہ رہا جو زینت وہ ایک عالم تھا

فلیت الممات لنا کلنا

فکنا جمیعا مع المہتدی

کاش موت آتی تو ہم سب کو ایک ساتھ آتی

آخر ہم سب اس زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے

(کشف العرفان ص ۳۸)

امین مصطفی بالخیر یدعوا

کضوء البدر زائلۃ الظلام

حضرت سیدنا محمد ﷺ امین ہیں اور نیکی کی طرف بلانے والے ہیں

Marfat.com

آپ ﷺ کی روشنی چودھویں رات کے چاند کی طرح اندھیروں کو دور کرنے والی ہے۔
(دلائل النبوۃ ج ا ص ۲۲۵، جواہر البحار ج ا)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

الم تر ان اللہ اظہر دینہ
علی کل دین قبل ذالک حائد
کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کردیا
ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا حق سے پھر ہوا
واسلبہ من اہل مکۃ بعد ما
تداعوا الیٰ امر من الغی فاسد
اور اللہ نے اہل مکہ کو محروم کردیا حضور سے جب
ان لوگوں نے گمراہی کے خیال فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی
غداۃ اجال الخیل فی عرصاتہا
مسومۃ بین الزبیر و خالد
اور پھر وہ صبح جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے
جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں زبیر و خالد کے درمیان
فامسیٰ رسول اللہ قد عز نصرہ
وامسیٰ عداہ من قتیل وشارد
پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا
اور ان کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھاکے بھاگے

Marfat.com

(کشف العرفان ص ۳۹)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

وحق البکاء علی السید

فیا عینی ابکی ولا تسامی

اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک

(کشف العرفان ص ۳۹)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

امن بعد تکفین النبی ودفنہ

باثوابہ اسٰی علی ھالك ثوی

نبی کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد، میں غمگین ہوں

اس مرنے والے کے غم میں جو خاک میں جا بسا

رزانا رسول اللہ فینا فلن نری

بذاك عدیلا ما حیینا من الردی

رسول اللہ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب

جب تک ہم جی رہے ہیں ان جیسا ہر گز نہیں

وکان لنا کالحصن من دون اھلہ

لہ معقل حرز حریز من الردی

رسول ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے

پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی

وکنا بمرأۃ نری النور والھدیٰ

صباحا مساء راح فینا او اغتدیٰ

ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے

صبح بھی اور شام بھی جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے

لقد غشیتنا ظلمۃ بعد موتہ

نھارا فقد زادت علی ظلمۃ الدجیٰ

ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھا گئی جس میں

دن کالی رات سے زیادہ تاریک ہوگیا

فیا خیر من ضم الجوانح والحشا

ویا خیر میت ضمت الترب والثریٰ

انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں

ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنے والوں

میں جن کو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

کان امور الناس بعدك ضمنت

سفینۃ موج حین فی البحر قد سما

گویا معاملہ انسانی آپ کی موت کے بعد ایک کشتی میں

پڑ گیا ہے جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے

فضاق فضاء الارض عنھم برحبۃ

Marfat.com

لقد رسول الله اذ قيل قد مضیٰ

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہوگئی

رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول گزر گئے

فقد نزلت للمسلمین مصیبة

کصدع الصفا لا للصدع فی الصفا

مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جیسے

چٹان میں شگاف پڑجائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے

فلن یستقل الناس تلك مصیبة

ولن یجبر العظم الذی منهم وهیٰ

اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کرسکیں گے اور

وہ کمزوری جو پیدا ہوگئی ہے اس کی تلافی ممکن نہیں ہے

وفی کل وقت للصلوٰة یهیجه

بلال ویدعوه باسمه کلما دعا

اور ہر نماز کے وقت بلال ایک نیا ہیجان پیدا کردیتے ہیں

جب کہ وہ (بلال) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں

(کشف العرفان ص ۳٦

رضینا قسمت الجبار فینا

لنا علم وللجهال مال

فان المال یفنی عن قریب

Marfat.com

وان العلم باق لا يزال

حضرت عائشة صدیقه رضی الله عنها کے بعض اشعار:

متی یبد فی الداجی البھیم جبینہ

یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے

تو اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ

فمن کان او من قد یکون کاحمد

نظام لحق او نکال لملحد

احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا

حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سراپا عبرت بنا دینے والا

(کشف العرفان ص ۳۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا ٹانک رہے تھے۔ آپ کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگا اور اس پسینے سے نور پھوٹنے لگا تو میں حیران ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس بات پر حیران ہوئی؟ قلت جعل جبینک یعرق و جعل عرقه یتولد نورا میں نے کہا آپ کی پیشانی پر پسینہ آیا اور پسینے سے نور پھوٹ نکلا اگر ابو کبیر ہذلی آپ ﷺ کو دیکھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے ان اشعار کے حق دار آپ ہیں ع:

واذا نظرت الی اسرة وجھه

برقت بروق العارض المتھلل

Marfat.com

اور جب تو اس کے چہرے کی خوبیاں دیکھے تو ایسی روشن اور ظاہر معلوم ہوں گی جیسے ابر میں بجلی معلوم ہوتی ہے

(یہ اشعار سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا اور میری پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔ جزاک اللہ یا عائشۃ خیرا فما اذکر انی سررت کسروری بکلامک۔ اے عائشہ! تمہیں اللہ جزائے خیر عطا فرمائے مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا میں تمہارے کلام سے ہوا ہوں (خصائصِ کبریٰ ج ا ص ۱۱۵ باب الآیۃ فی عرق ﷺ)

حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا کے بعض اشعار:

ماذا علی من شم تربۃ احمد

الا یشم مدی الزمان غوالیا

جس نے ایک مرتبہ بھی خاک پائے احمدِ مجتبیٰ سونگھ لی

تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صبت علی مصائب لو انھا

صبت علی الایام عدن لیالیا

(حضور کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں

یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے

اغبر آفاق السماء و کورت

شمس النھار و اظلم الا زمان

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا

Marfat.com

دن کا سورج اور تاریک ہوگیا سارا زمانہ

والارض من بعد النبی کئیبۃ

اسفا علیہ کثیرۃ الاحزان

اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے

ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فلیبکہ شرق البلاد وغربہا

یا فخر من طلعت لہ النیران

اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر

فخر تو صرف ان کے لئے ہے جن پر روشنیاں چمکیں

یا خاتم الرسل المبارک صنوہ

صلی علیک منزل القرآن

اے آخری رسول آپ پر برکت وسعادت کی جوئے فیض ہیں

آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود وسلام بھیجا ہے۔

(کشف العرفان ص ۳۷

کتاب العمدۃ میں خاندان نبوت کے شعر وشاعری ونعت خوانی کے متعلق لکھا ہے کہ ''حضور اکرم ﷺ کے خاندان میں شعر وشاعری اور نعت خوانی کا بہت زیادہ شوق اور اس کا عام رواج تھا''۔ ولیس من بنی عبد المطلب رجالا ونساء من لم یقل الشعر حاشا النبی ﷺ''۔ بنی عبد المطلب میں سوائے نبی اکرم ﷺ کے کوئی مرد اور عورت ایسا نہیں گزرا جس نے اشعار نہیں پڑھے ہوں۔ اور

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نے اس لئے نہیں کہے کیونکہ کافروں نے انہیں ساحر اور شاعر کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا کہ یہ نبی اکرم نہ ساحر ہیں اور نہ ہی شاعر اور چونکہ شاعر اپنی خواہش اور مرضی سے کلام کرتا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے بلکہ جو وحی کیا جاتا وہی فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ ٥ (النجم) اسوۃ الصحابہ میں عبدالسلام ندوی نے لکھا ہے۔ ولم یبق من الصحابة من لم يقل الشعر و يتمثل به۔ یعنی ایک صحابی بھی ایسا نہیں کہ جس نے شعر نہ کہے ہوں۔

حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں بھی صحابہ کرام نعت خوانی کرتے تھے۔ ادب المفرد میں لکھا ہے۔ لم یکن اصحاب رسول الله منحرفين ولا متماوتين و كانوا يناشدون الشعر فی مجالسهم ویذکرون امر جاهليتهم۔

صحابہ کرام مردہ دل اور خشک مزاج نہ تھے۔ وہ اپنی مجالس میں بھی شعر و شاعری اور نعت خوانی کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کو بھی بیان کرتے۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم کے بعض اشعار:

حمدت الله حين فؤادی

الی الاسلام والدین المنیف

میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام اور بلند ترین دین کی توفیق بخشی

لدین جاء من رب عزیز

Marfat.com

خبیـــر بـــالـــعبـــاد بهـــم لـــطیف

اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے

آیا ہے جو بندوں کے تمام حسابات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے

اذا تـــلیـــت رســـائـــلـــه عـــلیـــنـــا

تـــحـــدر مـــع ذی الـــلـــب الـــحـــصیف

جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے

تو ہر صاحب عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں

رســـائـــل جـــآء احـــمـــد مـــن هـــداهـــا

بـــآیـــات مبیـــنـــة الـــحـــروف

وہ پیغامات جن کی ھدایتوں کو احمد لے کر آئے

واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں

واحـــمـــد مـــصـــطـــفـــی فیـــنـــا مـــطـــاعـــا

فـــلا تـــغـــشـــوه بـــالـــقـــول الـــعـــنیـــف

اور احمد ہم میں برگزیدہ ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے

لہذا تم ان کے سامنے نا ملائم لفظ منہ سے نہ نکالنا

فـــلا والـــلـــه نـــســـلـــمـــه لـــقـــوم

ولـــمـــا نـــقـــض فیـــهـــم بـــالـــســـیـــوف

تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے

جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے فیصلہ نہیں کیا ہے۔

Marfat.com

(کشف العرفان ص ۳۳)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ **کے بعض اشعار:**

من قبلها طبت فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق
آپ اس سے پہلے سایہ خاص میں بسر کر رہے تھے اور
اس منزل محفوظ میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

ثم هبطت البلاد ولا بشر
انت ولا مضغة ولا علق
پھر آپ بستی میں اترے مگر نہ تو آپ ابھی بشر تھے
نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی

بل نطفة ترکب السفین وقد
الجم نسرا واهله الغرق
بلکہ وہ آب صافی جو کشتیوں پر سوار تھا جب سیلاب کی موجیں
چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے

تنقل من صالب الی رحم
اذا مضی عالم بدا طبق
منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف
پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبہ حال کا ظہور ہوا

وردت نار الخلیل مکتتما

Marfat.com

فی صلبه انت کیف یحترق

آپ آتش خلیل میں اترے چھپے چھپے

آپ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے

حتی احتوی بیتك المهیمن من خندف

علیاء تحتها النطق

تا آنکہ آپ کا محافظ وہ صاحب شوکت گھرانہ ہوا جو خندف

جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا

وانت لما ولدت اشرقت الا

رض وضاءت بنورك الافق

اور آپ جب پیدا ہوئے تو چمک اٹھی زمین

اور روشن ہوگئے آفاقِ سماوی آپ کے نور سے

(کشف العرفان ص ۳۴)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار:

الصبح بدا من طلعته

واللیل دجیٰ من وفرته

صبح ظاہر ہوئی آپ (آنحضور) کی پیشانی سے

اور رات رونما ہوئی آپ کی زلفوں سے

فاق الرسلا فضلا وعلا

اهدی السبلا لدلالته

Marfat.com

آپ سبقت لے گئے تمام پیغمبروں پر بزرگی اور بلندی میں

دین کے تمام راستے روشن ہوگئے آپ کی رہنمائی سے

کنز الکرم مولی النعم

ہادی الامم لشریعتہ

آپ بخشش کے خزانے اور رحمتوں کے مالک ہیں

تمام امت کو راہِ ہدایت دکھانے والے اپنی شریعت سے

ازکی النسب اعلی الحسب

کل العرب فی خدمتہ

بہت پاکیزہ نسب والے اعلیٰ خاندان والے

تمام عرب (کل جہاں) آپ کی خدمت میں ہیں

سعت الشجر نطق الحجر

شق القمر باشارتہ

دوڑے آئے درخت کلام کیا پتھروں نے

دو ٹکرے ہوگیا چاند آپ کی انگلیوں کے اشارے سے

جبریل اتی لیلۃ اسری

والرب دعی لحضرتہ

جبریل آئے معراج کی رات آپ کے پاس

اور اللہ تعالیٰ نے بلایا آپ کو اپنے سامنے

نال الشرفا واللہ عفا

Marfat.com

عن ما لقنا من امتہ

آپ کی بدولت لوگوں کو بزرگیاں حاصل ہوئیں اور
اللہ تعالیٰ نے معاف فرمائے وہ گناہ جو امت نے کئے تھے

فمحمدنا وسیدنا
والعزلنا الاجابتہ

پس محمد ﷺ ہمارے سردار ہیں اور
ہمارے لئے عزت ہے آپ کے قبول فرمانے میں۔

(کشف العرفان ص ۳۰)

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار

فقد اتیت رسول اللہ معتذرا
والعفو عند رسول اللہ مقبول

میں اللہ کے رسول کی خدمت میں عذر خواہ ہوکر پہنچا اور
معافی و درگزر تو اللہ کے رسول ﷺ کے نزدیک پسندیدہ ہے

لقد اقوم مقاما لو یقوم بہ
اری واسمع ما لو یسمع الفیل

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور
ہاتھی وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا

لظل یرعد الا ان یکون لہ
من الرسول باذن اللہ تنویل

Marfat.com

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے
رسول کی طرف سے جود و سخا اور بخشش و عطا نہ ہوتی

حتی وضعت یمینی لا انازعہ
فی کف ذی نقمات قیلہ القیل

یہاں تک کہ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بغیر کسی مناقشے کے اس ہاتھ
میں دے دیا جو کئے کی سزا دے سکتا تھا اور جس کا قول قولِ فیصل تھا

ان الرسول لسیف یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ وہ تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے
وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی تلوار ہیں

(کشف العرفان ص ۴۱)

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے بعض اشعار :

روحی الفداء لمن اخلاقہ شھدت
بانہ خیر مولود من البشر

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ
وہ بنی نوع انسان میں افضل ہیں

عمت فضائلہ کل العباد کما
عم البریۃ ضوء الشمس والقمر

ان کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں

Marfat.com

جس طرح سورج اور چاند ساری مخلوق کے لئے عام ہے

لو لم یکن فیہ آیات مبینۃ

کانت بدیھتہ عن الخبر

اگر ان کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں

تو خود ان کی واضح شخصیت ان کی صداقت کافی تھی

(کشف العرفان ص ۴۳)

حضرت امام زین العابدین، علی السجاد بن الحسین رضی اللہ عنہما کے بعض اشعار

ان نلت یا روح الصبا یوما الی ارض الحرم

بلغ سلامی روضۃ فیھا النبی المحترم

اے بادِ صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم تک ہو

تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا جس میں نبی محترم تشریف فرما ہیں

من وجھہ شمس الضحیٰ من خدہ بدر الدجیٰ

من ذاتہ نور الھدیٰ من کفہ بحر الھمم

وہ جن کا چہرہ انور مہر نیمروز ہے اور جن کے رخسار تاباں ماہِ کامل

جن کی ذات نورِ ھدایت ہے جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا

قرآنہ برھاننا فسخا لادیان مضت

اذ جاءنا احکامہ کل الصحف صار العدم

ان کا (لایا ہوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے ماضی کے

Marfat.com

تمام دینوں کو منسوخ کردیا

جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے سارے صحیفے معدوم ہوگئے

اکبادنا مجروحۃ من سیف ھجر المصطفی

طوبی لاھل بلدۃ فیھا النبی المحتشم

ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیٰ کی تلوار ہے

خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے جس میں نبی محتشم ہیں

یا لیتنی کنت کمن یتبع نبیا عالما

یوما ولیلا دائما وارزق کذالی بالکرم

کاش میں اس کی طرح ہوتا جو نبی کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے

دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما

یارحمۃ للعالمین انت شفیع المذنبین

اکرم لنا یوم الحزین فضلا وجودا والکرم

اے رحمتِ عالم آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں

ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشیے

یارحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدحم

اے رحمت عالم زین العابدین کو سنبھالئے

وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے

(کشف العرفان ص ۴۲)

Marfat.com

صحابہ کرام کے علاوہ بڑے بڑے تابعین حضرات نے بھی اشعار کہے ہیں۔ خصوصاً سراج الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک مجموعہ اشعار ہے جس کا نام قصیدہ نعمانیہ ہے۔ اگر پورا قصیدہ نقل کریں تو طوالت کا باعث ہوگا اس لئے صرف چند اشعار پر اکتفاء کرتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بارگاہ نبوی میں عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنك قولا طيبا
واذا نظرت فما ارى الاك

یارسول اللہ جب میں کوئی بات سنتا ہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلام پاک سنائی دیتا ہے
اور جب میں دیکھتا ہوں (ہر سو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا

يا اكرم الثقلين يا كنز الورى
جدلى بجودك وارضنى برضاك

اے تمام مخلوقات سے بزرگ ترین اے خزانہ مخلوقات مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے

انا طامع بالجود منك ولم يكن
لابى حنيفة فى الانام سواك

میں جود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہاں فانی میں ابو حنیفہ کیلئے آپ کے سوا کوئی اور نہیں ہے

یہ قصیدہ نعمانیہ بہت طویل ہے جو مزید اشعار پڑھنا چاہیں وہ قصیدہ کو بالاستیعاب مطالعہ کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عبد اللہ بن مبارک نے حضرت امام اعظم کی شان میں یہ اشعار لکھے ہیں:

لقد زان البلاد و من علیہا — امام المسلمین ابو حنیفہ
باحکام و آثار و فقہ — آیت الزبور علی صحیفہ
فما فی المشرقین لہ نظیر — ولا فی المغربین ولا بکوفہ
اماما صار فی الاسلام نور — امینا للرسول وللخلیفۃ

یہ کافی اشعار پر مشتمل مدحیہ کلام ہے مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے

(مقدمہ عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ ۳۲-۲۲ / رد المحتار علی در المختار ص ۴۵ ج ۱ مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ)

حضرت امام شافعی نے حضرت امام اعظم کی منقبت و شان میں یہ اشعار کھے ہیں۔

غدا مذہب النعمان خیر المذاہب — کالقمر الوضاح خیر الکواکب
تفقہ فی خیر القرون مع التقیٰ — فمشربہ لاشک خیر المشارب
ثلثۃ الاف والف شیوخہ — واصحابہ مثل النجوم الثواقب

(ھدایۃ المجید فی حکم التقلید ص ۴-۵)

نعت خوانی اور نعتیہ اشعار کہنا بہت سے علماء صلحاء اور اولیاء سے ثابت ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا قصیدہ غوثیہ اور امام بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف زبانِ زد عام ہے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا الافغانی فاضلِ بریلوی کا مجموعۂ

Marfat.com

اشعار حدائق بخشش اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے بہت سے نعتیہ اشعار موجود ہیں۔
لہذا نعت خوانی کرنا اور نعتیہ اشعار کہنا صحابہ کرام اور کبار علماء و صلحاء سے صراحتاً ثابت ہے لہذا اس کا انکار کرنا صحابہ کرام اور علماء و صلحاء کا انکار کرنا ہے اس لئے جو اس کا انکار کرتے ہیں یا اسے بدعت کہتے ہیں وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا جائز ہے۔
کیونکہ حضور علیہ السلام کی تو یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ورفعنا لک ذکرک ○ اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا، حضور اکرم ﷺ کا ذکر ذکرِ خدا ہے حدیثِ قدسی میں ہے:

جعلت تمام الایمان بذکرک معی و قال ایضا جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی . (شفاء شریف، ص ۱۲، ج ۱)

ترجمہ: میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اتانی جبریل فقال ان ربک یقول اتدری کیف رفعت ذکرک قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی.

(زرقانی علی المواہب و در منثور ص ۳۶۴ ج ۶)

ترجمہ: میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر کیسے بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ

Marfat.com

خوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

لا اذکر فی مکان الا ذکرت معی یا محمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس لہ فی الجنۃ نصیب (در منثور ج ۶ ص ۴۰۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ﷺ جہاں میرا ذکر ہوتا ہے تیرا ذکر بھی میرے ساتھ ہوتا ہے جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت احمد رضا افغانی قندھاری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ رسول (نعت خوانی یا نعتیہ اشعار) کرنا تو جائز ہے مگر ذکرِ رسول کے علاوہ کسی اور کا ذکر (یعنی صحابہ کرام و اولیاء و صلحاء وغیرہ) کرنا جائز نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس آیت کے تحت امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

عن مجاھد فی قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال بمحمد ﷺ و اصحابہ . (شفا شریف ج ۱ ص ۱۸)

امام تفسیر، تابعی کبیر اور عبداللہ ابن عباس کے شاگردِ خاص حضرت امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے مراد حضور علیہ السلام اور

Marfat.com

حضور کے صحابہ ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکرِ پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۱۳۰، شرح شفا للقاری ج ۱ ص ۱۴۲، نسیم الریاض ج ۱ ص ۱۴۲، درمنثور للسیوطی ج ۴ ص ۵۸)

ملا علی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں:

بمجرد ذکرہ و ذکر اصحابہ فان عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة وعند نزول الرحمة یحصل للقلوب الاطمینان والسکینة ۔

یعنی محض ذکرِ حضور ﷺ اور ذکر صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں کیونکہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور نزولِ رحمت کے وقت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

ذکر الانبیاء من العبادة و ذکر الصالحین کفارة

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاذ) جامع صغیر للسیوطی ج ۲ ص ۱۹، الفتح الکبیر للنبھانی ج ۲ ص ۱۲۰، فیض القدیر للمناوی ج ۳ ص ۵۶۴)

ترجمہ: انبیاء ورسل کا ذکر کرنا عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کرنا گناہوں کا کفارہ ہے۔

ذکر الانبیاء والمرسلین من العبادة وذکر الصالحین کفارة

(السراج المنیر ج ۲ ص ۲۹۹)

یعنی انبیاء کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ حضور علیہ السلام کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے مثلاً خطبہ میں، تشہد میں، نماز میں، اقامت میں وغیرہ، اس طرح اور کئی جگہوں پر اللہ اور رسول کا ذکر

Marfat.com

ساتھ ساتھ ہوا ہے۔ قرآن پاک میں مختلف مقامات پر اس چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔

لتومنوا باللہ ورسولہ (فتح۔۹)

تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ

آمنوا باللہ ورسولہ (حجرات۔۱۵)

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

والذین یومنون باللہ ورسولہ (نور ۶۲)

وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والے ہیں

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ (نور ۶۲)

ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (مائدہ۔ ۹۲)

اور تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو

اطیعوا اللہ ورسولہ (انفال ۲۰)

اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو

ومن یطع اللہ ورسولہ (نساء ۱۳)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے

ویطیعون اللہ ورسولہ (توبہ۔ ۷۱)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بجا لاتے ہیں

وان تطیعوا اللہ ورسولہ (حجرات ۱۴)

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو

Marfat.com

استجیبوا للہ وللرسول (الانفال۔۲۴)

جب بھی تمہیں رسول ﷺ تمہیں کسی کام کیلئے بلائیں......تو اللہ اور رسول ﷺ کو

فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فورا) حاضر ہو جایا کرو

ومن یعص اللہ ورسولہ (نساء ۱۴)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ (احزاب ۵۷)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں

براءۃ من اللہ ورسولہ (توبہ۔۱)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے

واذان من اللہ ورسولہ (توبہ۔۳)

یہ آیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے تمام لوگوں کی

طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے

من دون اللہ ولا رسولہ (توبہ ۱۶)

اور (جنہوں نے) اللہ کے سوا اور اس کے رسول ﷺ کے سوا

انہ من یحادد اللہ ورسولہ (توبہ ۶۳)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے

ان الذین یحادون اللہ ورسولہ (مجادلہ ۵)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں

ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ (توبہ ۲۹)

Marfat.com

اور نہ حرام جانتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے

قل الانفال للہ والرسول (انفال ۔ ۱)

آپ (فرمادیجئے:) اموالِ غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ﷺ ہیں

فردوہ الی اللہ والرسول (النساء)

تو اسے (حتمی فیصلہ کیلئے) اللہ اور رسول کی طرف لوٹادو

ومن یشاقق اللہ ورسولہ (انفال ۱۳)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرے

ذالك بانھم شاقوا اللہ ورسولہ (حشر ۔ ٤)

یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شدید عداوت کی

ما اتاھم اللہ ورسولہ (توبہ ۔ ۵۹)

جو ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا تھا

سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ (توبہ ۵۹)

عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (مزید) عطا فرمائے گا

انھم کفروا باللہ ورسولہ (توبہ ۵٤)

کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے منکر ہیں

اغنھم اللہ ورسولہ (توبہ ۷٤)

کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کردیا

فان للہ خمسہ وللرسول (انفال ٤۱)

تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے اور رسول ﷺ کے لئے اور

Marfat.com

رسول کے قرابت داروں کے لئے ہے

الذین کذبو اللہ ورسولہ (توبہ : ۹۰)

اور وہ لوگ جنہوں نے (اپنے دعویٰ ایمان میں) اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا

وسیری اللہ عملکم ورسولہ (توبہ : ۹۴)

اور اب (آئندہ) تمہارا عمل (دنیا میں بھی) اللہ دیکھے گا اور اس کا رسول ﷺ بھی (دیکھے گا)

واذا دعوا الی اللہ ورسولہ (نور ۴۸)

اور جب ان لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے

ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ (نور، ۵۰)

کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان پر ظلم کریں گے

وصدق اللہ ورسولہ (احزاب ۲۲)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا

ان کنتن تردن اللہ ورسولہ (احزاب، ۲۹)

اور اگر تم اللہ اور رسول ﷺ اور دار آخرت کی طلبگار ہو

ومن یقنت منکن للہ ورسولہ (احزاب ۳۱)

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گزار ہیں

اذا قضی اللہ ورسولہ (احزاب ۳۶)

کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں

لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (حجرات ۱۲)

Marfat.com

(کسی بھی معاملے) میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو

وينصرون الله ورسوله (حشر ۸)

اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کرتے ہیں

ولله العزة ولرسوله (منافقون ۸)

(حالانکہ) عزت تو صرف اللہ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے......الخ

ما وعدنا الله ورسوله (احزاب ۲۲)

کہ یہ جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا

ومن يعص الله ورسوله (احزاب ۳۶)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے

اطعنا الله واطعنا الرسولا (احزاب ۶۶)

اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی

یہ وہ مقامات ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ لہذا نعت خوانی (یعنی ذکر رسول) کیساتھ ذکرِ الٰہی کرنا نہ صرف جائز بلکہ باعث برکت بھی ہے۔ باقی جو نعت خوانی علی سبیل الدف یعنی (دف وغیرہ) اور اس کے ساتھ ذکر جس میں اللہ کے ذکر کو بگاڑ کر پڑھا جائے ناجائز ہے اور ہم بھی اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے:

من قرأ القرآن على ضرب الدف والقضيب يكفر : قلت يقرب منه ضرب الدف والقضيب مع ذكر الله تعالىٰ و نعت المصطفىٰ ﷺ (ص ۳۰۴)

Marfat.com

ترجمہ: جس نے دف اور قضیب (ڈھول) کے ساتھ قرآن پڑھا تو یہ کفر ہے اور (شرح فقہ اکبر کے مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس کے قریب یہ بات بھی ہے کہ ذکر اللہ اور نعتِ مصطفیٰ ﷺ بھی دف اور ڈھول کے ساتھ پڑھنا کفر کے قریب ہے۔

لہٰذا ان تمام مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا بالکل جائز ہے۔ اس کے باوجود اس کے انکار کرنے والے اور اس کو بدعت و شرک کہنے والے کا حکم یہ ہے کہ اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ جیسا کہ نبراس میں ہے "ومن صدر عنه مايوجب الكفر حبطت حسناته و وجب اعادة الحج و تجديد النكاح بعد تجديد الايمان ولا يكفيه الايمان بكلمة الشهادة على حسب العادة مالم يقصد تجديد الايمان (ص ۵۷۱) وقال صاحب المضمرات نقلا عن الذخيرة يومر بالتوبة والرجوع عن ذالک وتجديد النكاح بينه وبين امرأته. (ص ۵۷۱)

حررہ خادم الاولیاء

فقیر سید احمد علی شاہ سیفی

مہتمم جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی

بتاریخ 12/12/2006 بروز منگل بوقت 12:20

Marfat.com

تقریظ

قاری القرآن المجید، صاحب لباس التقویٰ، حضرت سید سراج الحق شاہ
(فارغ التحصیل جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچی)

حضور اکرم ﷺ کی مدح وثناء میں نعت خوانی کرنا اور س کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرنا بشرط یہ کہ اس میں دف نہ ہو، بلا شبہ جائز ہے۔ اور نعت خواں بھی شریعت کا پابند ہو۔ کسی کتاب میں بھی (ماسوا کتاب البطن) نہیں ہے کہ نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا یا ذکر کے ساتھ نعت خوانی کرنا منع اور نا جائز ہے۔ اور اگر ہے تو فعلیہ البیان والبرھان۔ اور یہ فی نفسہ ایک نہایت اچھا کام ہے اور اس حدیث شریف کے تحت داخل ہے۔ ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن و ما راہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح. (مجمع الزوائد ص ۱۷۷، ج ۱، مرقات باب الاعتصام، ردالمحتار ص ۵۱۸ ج ۳، تفسیر مواھب الرحمن، کتاب الروح ص ۱۰، ہمعات فارسی لشاہ ولی اللہ ص ۲۹، عمدۃ التحقیق ص ۹۵، ابوداؤد طیالسی ص ۳۳، کتاب الموافق ص ۹۵ ج ا قرۃ العینین ص ۳۳، مجموعہ الرسائل والمسائل للنجدی ص ۲۰۷ ج ا، جاء الحق ص ۲۱۱ ج ا، بستان العارفین للسمرقندی ص ۹، مستدرک ص ۷۸ ج ۳، اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۹، اعلام الموقعین ص ۴۹ ج ا، موطا امام مالک ص ۱۰۴، مقاصد الحسنہ ص ۳۶۷، فتاویٰ ستاریہ، تفسیر کبیر، اسنی المطالب، ریاض الخضر ص ۱۹۸ ج ا)

من سن سنتا حسنۃ فعمل بھا بعدہ کتب لہ من اجر من عمل

Marfat.com

ولا ينقص من اجورهم شيئا (صحيح مسلم)

لہذا نعت خوانی کرنا اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ باعث ثواب ہے اور اس سے منع کرنے والا ''مناع الخیر'' ہے اور اس آیت کریمہ کے تحت داخل ہوتا ہے:

''ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعىٰ في خرابها... الخ

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے... الخ

حضور اکرم ﷺ کی مدح ونعت خوانی تو کثیر احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: عن عائشة قالت: فسمعت رسول الله ﷺ يقول لحسان: ان روح القدس لايزال يؤيدك ما نافحت عن الله ورسوله، وقالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول هجاهم حسان فشفى واشتفىٰ. قال حسان ع:

هجوت محمدا فاجبت عنه	وعند الله فى ذاك الجزاء
هجوت محمدا برا حنيفا	رسول الله شيمته الوفاء
فان ابى ووالده وعرضى	لعرض محمد منكم وقاء

(رواہ البخاری مختصرا ومسلم)

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (اے حسان) جب تک تم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دیتے رہو گے روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) تمہاری تائید کرتے رہیں گے نیز

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کفارِ قریش کی ہجو کر کے مسلمانوں کو شفا دی (یعنی ان کا دل ٹھنڈا کر دیا) اور اپنے آپ کو شفا دی (یعنی اپنا دل ٹھنڈا کیا) حضرت حسان نے (کفار کی ہجو میں) کہا: تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی، تو میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا اور اس کی اصل جزاء اللہ ہی کے پاس ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی جو نیک اور ادیانِ باطلہ سے اعراض کرنے والے ہیں وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور ان کی خصلت وفا کرنا ہے۔ بلا شبہ میرا باپ میرے اجداد اور میری عزت (سب کچھ) محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کیلئے تمہارے خلاف ڈھال ہیں۔

(بخاری کتاب المناقب: باب من احب لا یسبب نسبہ: ج ۳ ص ۱۲۹۹/ روح المعانی ص ۱۱۴ ج ۶ طبع بیروت/ کتاب المغازی باب حدیث الافک ج ۳ ص ۱۵۲۳/ کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج ۵ ص ۲۲۷۸/ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج ۴ ص ۱۹۳۴/ وابن حبان ج ۱۳ ص ۱۰۳/ وابویعلیٰ فی المسند ج ۷ ص ۳۴۱/ ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۷۳/ الحاکم ج ۲ ص ۵۵۵/ البیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۸/ والطبرانی ج ۴ ص ۳۸/ والبغوی فی شرح السنۃ ج ۱۲ ص ۳۷۷/ المنہاج السوی ص ۴۰۲)

عن البراء قال: قال النبی ﷺ لحسان: اهجهم او هاجهم و جبریل معک. متفق علیه. و فی روایة البخاری: قال رسول الله ﷺ یوم قریظة لحسان بن ثابت: اهج المشرکین فان جبریل معک.

Marfat.com

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان سے فرمایا: مشرکین کی ہجو کرو (ان کی مذمت میں اشعار پڑھو) اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ بخاری کی ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قریظہ کی روز حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکین کی ہجو (مذمت) کرو یقیناً جبریل علیہ السلام بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

(بخاری کتاب بداء الخلق باب ذکر الملائکۃ ج ۳ ص ۱۱۷۶/ وفی کتاب المغازی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجہ الی بنی قریظہ ج ۴ ص ۱۵۱۲/ وفی کتاب الادب باب ھجاء المشرکین ج ۵ ص ۲۲۷۹/ ومسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل حسان بن ثابت ج ۴ ص ۱۹۳۳/ نسائی فی سنن کبریٰ ج ۳ ص ۴۹۳/ واحمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۰۲/ والبیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۷/ والطحاوی ج ۴ ص ۲۹۸/ طبرانی ج ۱ ص ۹۰)

عن انس رضی الله عنه ان النبی ﷺ دخل مکة فی عمرة القضاء وعبد الله بن رواحة بین یدیه یمشی وهو یقول:

خلوا بنی الکفار عن سبیله   الیوم نضربکم علی تنزیله

ضربا یزیل الهام عن مقیله   ویذهل الخلیل عن خلیله

فقال له عمر: یا ابن رواحة بین یدی رسول الله ﷺ وفی حرم الله تقول الشعر؟ فقال له النبی ﷺ خل عنه یا عمر فلهی اسرع فیهم من نضح النبل. رواه الترمذی والنسائی والبغوی. وقال ابو عیسیٰ: هذا حدیث حسن صحیح.

Marfat.com

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمرہ قضاء کے موقع پر حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

کافروں کے بیٹو! حضور اکرم ﷺ کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ان کے آنے پر ہم تمہاری گردنیں ماریں گے۔ ایسی ضرب جو کھوپڑیوں کو گردن سے جدا کردے اور دوست کو دوست سے الگ کردے"۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبداللہ بن رواحہ: رسول اللہ ﷺ کے حضور اور اللہ کے حرم میں شعر کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! انہیں چھوڑ دو! یہ اشعار ان (دشمنوں) کے حق میں تیروں سے تیز تر اثر کرتے ہیں۔

(ترمذی: کتاب الادب عن رسول اللہ: باب ما جاء فی انشاد الشعر ج ۵ ص ۱۳۹/ نسائی: کتاب مناسک الحج: باب انشاد الشعر فی الحرم والمشی بین یدی الامام ج ۵ ص ۲۰۲/ السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۳۸۳/ شرح السنہ للبغوی ج ۱۲ ص ۳۷۴۔۳۷۵/ فتح الباری للعسقلانی ج ۷ ص ۵۰۲/ سیر أعلام النبلا للذھبی ج ۱ ص ۲۳۵/ قرطبی ج ۱۳ ص ۱۵۱/ مواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۹۷)

نعت خوانی کرنے میں حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ذکر کرنا یہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے باعث برکت وثواب ہے۔ اور ذکرِ الٰہی کرنے والا اللہ کے نزدیک زندہ ہوتا ہے۔ اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جس نیک کام کی مخالف، مخالفت کرتا ہے تو وہ نیک کام اور اہتمام سے ہونے لگتا ہے۔ مخالفین نے نعت خوانی اور اس کے ساتھ ذکر کی سخت مخالفت کی تو عاشقان رسول ﷺ نے اس کا

Marfat.com

خوب اہتمام کیا۔ ویسے بھی فقہاء کرام نے قاعدہ وضع کیا ہے کہ ''جس نیک کام کی کوئی مخالفت کرے تو اس نیک کام کو خوب اہتمام سے کیا جائے''۔ اور دشمنانِ دینِ اسلام کو جلایا جائے۔ جیسا کہ فتاویٰ شامی، حدیقۃ الندیۃ میں ہے ''والتوضی من الحوض افضل رغما للمعتزلۃ''۔ (شامی ص ۱۲۴ کتاب الطہارۃ باب المیاہ مطبع بیروت) ترجمہ: اور نہر سے بنسبت حوض کے وضو کرنا زیادہ بہتر ہے گمراہ فرقہ معتزلہ کے جلانے کے طور پر۔

اس قول کی وضاحت فتاویٰ شامی میں اس طرح ہے ای لان المعتزلۃ لا یجیزونہ من الحیاض و نرغمہم بالوضوء منہا: چونکہ معتزلہ حوض سے وضو کرنا جائز نہیں مانتے تو ہم انھیں حوض سے وضو کر کے جلائیں گے۔ اسی طرح قربانی کے دنوں میں، جہاں ہندو لوگ ہوں وہاں گائے کی قربانی کرنا افضل ہے ہندو کو جلانے کے لئے۔

فتاویٰ بزازیہ برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ ص ۷ ج ۴ ''والتوضی من الحوض افضل من التوضی بالجاری رغما للمعتزلۃ''۔ اور حوض سے وضو کرنا جاری پانی سے وضو کرنے کی نسبت افضل ہے معتزلہ فرقے کو جلانے کے طریقے پر۔

اس سے خوب معلوم ہوا کہ جس مستحب عمل جیسا کہ (ذکر کے ساتھ نعت خوانی) سے بدمذہب چڑے تو اس بدمذہب کو چڑانے کے لئے اس نیک و مستحب عمل کو خوب اہتمام سے کرنا چاہئے۔ بشرطیکہ ذکر اللہ کا تلفظ صحیح ہو اور اس کے ساتھ ڈھول وغیرہ نہ ہو

اس مسئلے میں قبلہ شاہ صاحب نے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے اللہ تعالیٰ انہیں

Marfat.com

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

تقریظ

پیر طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ سید عبدالحق شاہ صاحب

(فاضل دار العلوم قمر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی و جامعہ عثمانیہ ٹھٹھہ سندھ)

نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے سارا قرآن حضور علیہ السلام کی نعت ہے۔ گزشتہ انبیاء کرام نے حضور علیہ السلام کی نعت خوانی کی۔ صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے خود حضور علیہ السلام نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور علیہ السلام کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور علیہ السلام ان کے لئے مسجد میں منبر بچھا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام دعائیں دیتے تھے۔ کہ " اللھم ایدہ بروح القدس " اے اللہ حسان کی روح القدس سے امداد کر (مشکوۃ شریف ج ۲ باب الشعر)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان کو محفلِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں منبر دیا گیا۔

امام بخاری نے جلد دوم ص ۵۸۸ پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ خندق میں جب خندق کھودی جارہی تھی تو حضور علیہ السلام اس طرح فرمارہے تھے:

Marfat.com

للهم ان العيش عيش الاخرة   فاغفر الانصار والمهاجرة

(فقالو) (ای الصحابة) مجيبين له:

نحن الذين بايعوا محمدا   على الجهاد ما بقينا ابدا

اور اچھا شعر، برے شعر سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ لما نزلت "والشعراء يتبعهم الغاؤن" جآء هو لاء الثلثة ای حسان بن ثابت، عبد الله بن رواحة، و كعب ابن مالك الی رسول الله ﷺ وهم يبكون فقالوا قد علم الله حين انزل هذه الاية فانزل الله "الا الذين آمنو" یعنی جب یہ آیتِ کریمہ "والشعراء يتبعهم الغاؤن" نازل فرمائی تو یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ اور کعب ابن مالک) حضور علیہ السلام کے پاس روتے ہوئے آئے اور کہا کہ یہ آیتِ کریمہ شعراء کے حق میں نازل (یعنی شعراء کی مذمت میں) ہوئی تو پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا "الا الذين آمنو" یعنی ایمان والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

نعت خوانی کے ساتھ ذکر کرنا بہت عمدہ، اچھا، اور نیک کام ہے اور اسلام میں بھی اسے پسندیدہ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ علماء کرام نے مختلف مقامات پر اس کی تصریح فرمائی ہے۔

مشکوۃ باب العلم میں ہے۔ "من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شیء و من سن فی الاسلام سنة سيئة فعليه وزرها و وزر من عمل بها من غير ان ينقص من اوزارهم شیء"

Marfat.com

ترجمہ: جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو، اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہ میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں کارِ خیر نکالنا یا ایجاد کرنا ثواب کا باعث ہے اور برے کام نکالنا گناہ کا موجب۔

شامی کے مقدمہ (ص ۴۳) میں فضائل امام ابو حنیفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال العلماء هذه الاحاديث من قواعد الاسلام وهو ان كل من ابتدع شيئا من الشر كان عليه مثل وزر من اقتدى به في ذالک و كل من ابتدع شيا من الخير كان له مثل اجر كل من يعمل الى يوم القيمة.

یعنی علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قانون ہیں کو جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بعض لوگ اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ نعت خوانی کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ صحیح طریقے اور صحیح تلفظ کے ساتھ نہیں کیا جاتا اور اس کے ساتھ (دف وغیرہ) بھی استعمال ہوتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ذکر دف وغیرہ کے ساتھ یا غلط تلفظ کے ساتھ ہوتا ہے تو دف وغیرہ اور غلط تلفظ سے ادا کرنا

Marfat.com

یہ غلط ہے نہ کہ ذکر بلکہ ذکر تو بنفسہ مستحسن کام ہے اس لئے دف سے منع کرنا چاہئے اور یہ تلقین کرنی چاہئے کہ ذکر کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جائے۔ کیونکہ کوئی شخص اگر نماز غلط پڑھے یا کلمہ طیبہ وغیرہ غلط پڑھے تو یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ نماز غلط ہے یا کلمہ طیبہ غلط ہے اور اس شخص سے کہا جائے کہ تم نہ نماز پڑھو اور نہ ہی کلمہ طیبہ پڑھو کیونکہ یہ نا جائز ہے۔ کیونکہ علامی شامی نے ج ا ص ۲۰۴ پر لکھا ہے کہ لان القربات لا تترک لمثل ذلک بل للانسان فعلها و انکار البدع بل ازالتها ان امکن.... الخ

لہذا جو لوگ ذکر غلط طریقے سے کرتے ہیں انکو سمجھانا چاہئے کہ ذکر صحیح تلفظ سے کریں نہ کہ ان کو اس اچھے اور بابرکت کام سے روکنا چاہئے۔

مذکورہ دلائل کے باوجود جو ذکر و نعت خوانی کو نا جائز کہتے ہیں تو ان کے بارے میں فقہاء کرام فرماتے ہیں من حرمہ الحلال فقد وقع فی الضلال ویستوجب العقوبة والنکال ۔ جو حلال کو حرام کہے وہ گمراہ ہے اور عذاب و رسوائی کا مستحق ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بے دینوں وہابیوں سے بچائے۔ اور اہل سنت و جماعت حنفی مذہب پر قائم و دائم رکھے۔

حررہ: سید عبدالحق شاہ ترمذی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماءِ حق اہلِ سنت و جماعت اس مسئلے میں کہ نعت خوانی کے ساتھ ذِکر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس کے جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا یہ ناجائز ہے۔

الجواب ومنه الصدق والصواب:

شرع مطہرہ سے اس کے عدمِ جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیلِ جواز ہے کہ سکوتِ شارع موجبِ اباحت ہے نہ کہ موجبِ حُرمت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سورۃ مائدہ پارہ:۷: پر ارشاد فرماتا ہے: "یاایھا الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور حلیم"

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ایسی چیزوں کی نسبت سوال مت کیا کرو جن پر قرآن خاموش ہے کہ اگر وہ تمہارے لئے ظاہر کردی جائیں تو تمہیں مشقت میں ڈال دیں۔ (تمہیں بُری لگیں) اور اگر تم ان کے بارے میں اس وقت سوال کرو گے جبکہ قرآن نازل کیا جارہا ہے تو وہ تم پر (نزولِ حکم کے ذریعے) ظاہر یعنی متعین کردی جائیں گی (جس سے تمہاری صوابدید ختم ہوجائے گی اور ایک ہی حکم کے پابند ہوجاؤ گے) اللہ نے ان (باتوں اور سوالوں) سے (اب تک) درگزر فرمایا اور اللہ بڑا بخشنے والا بُردبار ہے۔ (مائدہ:۵:۱۰۱)

تفسیر خازن شریف میں آیاتِ کریمہ کے تحت حدیث نقل فرمائی ہے "عن سلمان رضی اللہ تعالی عنہ قال سئل رسول اللہ ﷺ عن اشیاء فقال الحلال ما احلّ اللہ فی کتابہ والحرام ما حرّمہ اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما قد عفا عنہ فلاتتکلفوا" (تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل مطبوعہ بیروت: جلد:۱: صفحہ:۴۹۸)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ سے کچھ چیزوں کا سوال کیا گیا تو فرمایا کہ حلال وہ ہے جو خداوند قدوس نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جو رب نے اپنی کتاب میں حرام کردیا۔ اور جس سے سکوت فرمایا وہ ان میں سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا تو تکلف سے سوال مت کرو۔

دار قطنی میں ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: ''ان اللّٰہ تعالی فرض فرائض فلاتضیعوھا وحرّم حرمات فلاتنتھکوھا وحد حدودا فلاتعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلاتبحثوا عنھا'' (سنن دار قطنی: ۴: ۱۸۴، تفسیر خازن: جلد: ۱: صفحہ: ۴۹۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کی ہیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائی ہیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا ان میں کاوش نہ کر۔

سید المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ارشاد فرماتے ہیں: ''وبعث اللّٰہ نبیہ وانزل کتابہ وحلّ حلالہ وحرّم حرامہ فما احلّ فھو حلال وما حرّم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا اور قدیم کتاب قرآن حکیم نازل فرمایا اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام کیا تو جو چیز حلال کی گئی وہ حلال ہے جو حرام فرمائی گئی وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ (مشکوۃ شریف باب ما یحل اکلہ: صفحہ: ۳۶۰)

ایک بار جب حضور اکرم ﷺ سے گھی، پنیر اور دوسری اشیائے خوردنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''الحلال ما احلل اللّٰہ فی کتابہ والحرام ما

Marfat.com

حرم اللّٰہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ'' (جامع ترمذی:۱:۲۰۶)

ترجمہ: وہ چیز حلال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حلال ٹھہرایا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ رہیں وہ اشیاء جن کے بارے میں سکوت فرمایا تو وہ تمہارے لئے معاف ہیں۔ ''وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ'' کے الفاظ بتارہے ہیں کہ شارع نے جن کا ذکر نہیں کیا وہ مباح اور جائز ہیں لہٰذا محض ''ترکِ ذکر'' سے کسی چیز پر حرمت کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ اللہ رب العزت نے قرآن میں ایسے لوگوں کی مذمت کی ہے جو اپنی طرف سے چیزوں پر حلت وحرمت کے فتوے صادر کرتے ہیں لہٰذا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ولاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلال وھٰذا حرام لتفتروا علی اللّٰہ الکذب انّ الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لایفلحون'' (النحل:۱۶:۱۱۶)

ترجمہ: اور وہ جھوٹ مت کہا کرو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ اس طرح کہ تم اللہ پر بہتان باندھو۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔

بناء علیہ فقہاءِ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں ہے: ''ان الفقہاء کثیرا ما یلھجون بان الاصل الاباحۃ'' یعنی اکثر فقہاء کرام کی نوکِ زبان پر ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (درمختار، کتاب الطہارۃ: جلد:۱: صفحہ:۹۸)

حضرت امام علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: ''وصریح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ'' (شامی: مطبوعہ مصر: جلد:۱: صفحہ: ۹۸، مکتبہ حقانیہ پشاور: صفحہ:۷۸)

Marfat.com

تحریر میں صراحتًا فرمایا کہ جمہور حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ دوسری جگہ لکھتے ہیں: "فھو داخل تحت قاعدۃ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" (شامی کتاب الاشربہ: جلد:۵: صفحہ:۲۹۶، مکتبہ حقانیہ فشاور: صفحہ:۳۲۷: و فی جلد:۵: صفحہ:۳۲۶)

اسی جلد میں مزید ارشاد فرماتے ہیں: "ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللّٰہ باثبات الحرمۃ او الکراھۃ الذین لا جدلھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل"

ترجمہ: حرمت و کراہت کے ثبوت سے اللہ تعالٰی پر افتراء کرنے میں احتیاط نہیں کہ اس کے لئے دلیل ضروری ہے بلکہ احتیاط اباحت کہنے میں ہے کہ وہی اصل ہے۔

شریعتِ اسلامیہ کا معروف قاعدہ اور متفقہ اصول ہے کہ "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" یعنی ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔ فی نفسہٖ کوئی کام بھی از روئے شرع برا نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس میں قرآن و سنت کی رو سے برائی کا کوئی عنصر واضح طور پر نہ پایا جائے۔ اس لحاظ سے ہم ہر اس کام کو جو عہدِ رسالت ﷺ و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم میں نہ تھا اور بعد میں کسی ضرورت کے تحت وجود میں آیا قرآن و سنت پر پیش کریں گے، اگر اس کے ساتھ قرآن و سنت کا کسی اعتبار سے بھی تعارض آجائے گا تو وہ بلاشبہ ناجائز، حرام اور گمراہی تصور ہوگا اور اگر اس کا قرآن و سنت کے کسی بھی حکم کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض واقع نہیں ہوتا تو اسے گمراہی یا حرام تصور کرنا حکمتِ دین کے منافی اور اسلام کے متعین کردہ نظامِ حلال و حرام سے انحراف برتنے اور حد سے تجاوز کرنے کے مترادف ہوگا۔

حضرت حکیم الامت مولانا مفتی الحاج احمد یار خان نعیمی اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ تعالٰی

Marfat.com

علیہ اپنی کتاب ''جاء الحق ''صفحہ ۲۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں: جو حضرات ہر بدعت یعنی نئے کام کو حرام جانتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے کیا معنی کریں گے کہ: ''الاصل فی الاشیاء الاباحة ''تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے۔یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کر دے تو وہ حرام یا منع ہے۔یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہوگی نہ کہ نئے ہونے سے۔یہ قاعدہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ و اقوال فقہاء سے ثابت ہے اور غالباً کوئی مقلد کہلانیوالا تو اس سے اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

''یاایها الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤ کم ان تسئلوا عنها حین ینزل القرآن تبدلکم عفا الله عنها''

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ جو تم پر ظاہر کی جاویں تو تم کو بُری لگیں اور اگر ان کو اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اُتر رہا ہے تو ظاہر کر دی جاویں گی اللہ ان کو معاف کر چکا

اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کچھ بیان نہ ہوا ہو نہ حلال ہونے کا نہ حرام تو معافی میں ہے اسی لئے قرآن کریم نے حرام عورتوں کا ذکر فرما کر فرمایا''واحلّ لکم ما ورآء ذلکم'' ان کے سوا باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں نیز فرمایا۔''وقد فصّل لکم ما حرّم علیکم ''تم سے تفصیل وار بیان کر دی گئیں وہ چیزیں جو تم پر حرام ہیں یعنی حلال چیزوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں تمام چیزیں ہی حلال ہیں ہاں چند محرّمات ہیں جن کی تفصیل بتا دی ان کے سوا سب حلال۔

مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ باب آداب الطعام فصل دوم میں ہے۔''الحلال ما احلّ الله فی کتابه والحرام ما حرّم الله فی کتابه وما سکت عنه فهو مما عفی عنه''

Marfat.com

ترجمہ: حلال وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چیزیں تین طرح کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا صراحتاً قرآن میں مذکور ہے دوسرے وہ جن کی حرمت صراحتاً آگئی۔ تیسرے وہ جن سے خاموشی فرمائی یہ معاف ہے۔ شامی: جلد:۱: کتاب الطہارۃ بحث تعریف سنت میں ہے۔

''المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیۃ''

ترجمہ: جمہور حنفی اور شافعی کے نزدیک یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل مباح ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر خازن وروح البیان اور تفسیر خزائن العرفان وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ ہر چیز میں اصل یہ ہی ہے کہ وہ مباح ہے ممانعت سے ناجائز ہوگی۔ اب جو بعض لوگ اہلِ سنت سے پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا جائز ہے یا حضور ﷺ یا صحابۂ کرام یا تابعین یا تبع تابعین نے کب کیا تھا یہ محض دھوکہ ہے۔ اہلِ سنت کو چاہئے کہ ان سے پوچھیں کہ بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا حرام ہے جب خدا حرام نہ کرے رسول ﷺ منع نہ فرمائیں اور کسی دلیل سے ممانعت ثابت نہ ہو تو تم کس دلیل سے حرام کہتے ہو بلکہ میلاد شریف وغیرہ کا ثبوت نہ ہونا جائز ہونیکی علامت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''قل لا اجد فیما اوحی الیّ محرّما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ... الآیۃ'' نیز فرماتا ہے۔ ''قل من حرّم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق... الآیۃ'' ان آیات سے معلوم [illegible] نہ کہ حرام [illegible] یہ حضرات بھی [illegible] ہے۔ اچھا بتاؤ کہ [illegible] عرس کا قیام کہاں لکھا ہے کہ حلال ہے یا کسی صحابی یا تابعی نے کیا۔ [illegible] ہی یہ بھی جائز اور حلال ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسبیحاتِ نجات

سراج الفقہاء، امام الائمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے مرتبہ دیکھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا اگر ایک مرتبہ پھر دیکھنا نصیب ہوا تو اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیری مخلوق کیسے نجات پا سکتی ہے؟ فرماتے ہیں پھر میں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کا خواب میں سوویں مرتبہ دیدار کیا تو میں نے عرض کیا۔ اے میرے رب تیری شان عظیم ہے اور تیرے اسماء مقدس ہیں۔ قیامت کے دن تیرے عذاب سے تیرے بندے کیسے نجات پا سکتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو صبح و شام یہ تسبیحات پڑھے اس نے میرے عذاب سے نجات پائی۔

(فتاویٰ شامی، جلد اول صفحہ نمبر ۳۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سُبْحَانَ الْاَبَدِيِّ الْاَبَدِ ۝ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ ۝ سُبْحَانَ الْفَرْدِ الصَّمَدِ ۝ سُبْحَانَ رَافِعِ السَّمَآءِ بِغَيْرِ عَمَدٍ ۝ سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰى مَآءٍ جَمَدٍ ۝ سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاهُمْ عَدَدًا ۝ سُبْحَانَ مَنْ قَسَمَ الرِّزْقَ وَلَمْ يَنْسَ اَحَدًا ۝ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

Print by : JAMEEL BROTHERS 0332-2316945

Marfat.com